۲

عن آلِ الرسولؐ

باب ارشادات امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام

مؤلف:

محدّث جلیل القدر شیخ ابو محمد حسن بن علی حرّانی

مترجم: مولانا نذر الحسنین محمدی ایم اے فاضل عربی

ناشر:

مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان)

تحف العقول

عن آلِ الرّسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

باب ارشادات

حضرتِ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام

مؤلف:

محدث جلیل القدر شیخ ابو محمد حسن بن علی الحرّانیؒ

مترجم:

مولانا نذر الحسنین محمدی اعتماد العلماء

(فاضل عربی۔ ایم اے)

ناشر:

مولانا محمّد شبیہ الحسنین محمّدی فاؤنڈیشن (پاکستان)

نام:..................................تحف العقول جلد دوّم

مؤلف:..........محدث جلیل القدر شیخ ابو محمد حسن بن علی الحرّ انی

مترجم:..................مولانا نذر الحسنین محمدی اعتماد العلماء

ترتیب و تنظیم:..............مولانا یعقوب شاہد آخوندی

ناشر:....مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان) کراچی

طباعت:....................................اگست ۲۰۰۹ء

طبع:..بارِ اول

تعداد:..۱۰۰۰

مطبع:..پرنٹ اسپاٹ

ہدیہ:...۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ

مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان) نارتھ ناظم آباد، بلاک آئی، کراچی

فون:021-36670130 E-mail:msmfpakistan@gmail.com

محفوظ بک ایجنسی۔ مارٹن روڈ کراچی

فون: 34917823 , 34124286

اکیڈمی آف قرآن اسٹڈیز

B-285-بلاک 13، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی، فون: 021-36364519

انتساب

امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کی تحریروں، تقریروں، وصیتوں، عہد ناموں اور مختصر اقوال پر محیط..... اس کتاب کو..... اُن کے غلاموں کا غلام (بندۂ عاصی)..... اُنہی کے والد گرامی قدر، محافظ و سرپرست اسلام و پیغمبرؐ اسلام، سیّد بطحاء، امین و پاسبان کعبۂ محترم، مومن قریش..... **حضرت عمران، جناب ابو طالب علیہ السلام** کے نام کرتا ہے....!

......جن کے خاندان کے ''شجرِ طیّبہ'' کی چھتنار اور گھنیری شاخوں نے عالم کفر و شرک کی تپتی دھوپ میں....''اسلام'' کے پسینہ پسینہ وجود کو اپنی ٹھنڈی چھاؤں میں سمیٹ کر، سکون بخشا.......!

.....جن کی طیّب و طاہر اولاد نے اپنی جان، مال اور عزّت و ناموس کی قربانیاں دے کر.... اسلام کے حقیقی محافظ ہونے کا ثبوت دیا.....! جیسا کہ انہوں نے بذات خود پیغمبر اسلام کو عرب کے مشرکوں اور کافروں کی چیرہ دستیوں سے بچانے کے ہر قسم کی مشکلات و مصائب کا سامنا کیا....اور.... سرپرستی کا حق ادا کر دیا..........!

.....یہاں تک کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام اور ان کے بیٹے علیؑ کے اس جرم محافظت و سرپرستی کو..... مشرکوں اور کافروں کی نمائندہ نسلیں آج بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں....!! اور تا حال اپنے زخم چاٹتی رہتی ہیں اور سگانِ آوارہ کی نقّالی سے باز نہیں آتیں....!!

مگر..... آوازِ سگان کم نہ کند رزقِ گدارا.....!!!

گدائے درِ شہرِ علم

محمد نذر الحسنین محمدی

ترتیبِ مطالب

عنوان **صفحہ**

چند باتیں..........آپ سے!!

محترم قارئین!

زیرِ نظر کتاب سے پہلے "تحف العقول"... باب ارشاداتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.... آپ کی نظر سے گزری... جس میں عرض کیا گیا تھا کہ..... "یہ کتاب تقریباً مزید دس حصّوں پر مشتمل ہوگی اور اس کے پہلے حصّے کی پزیرائی ہی..... آئندہ حصّوں کی اشاعت کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گی"! ان شاء اللہ....!!

سو..... محمد وآل محمد علیہم السلام کے چاہنے والوں نے بھرپور پزیرائی کے لائق سمجھا اور مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی فاؤنڈیشن (پاکستان) کراچی کو.... توفیق حاصل ہوئی کہ اب..... "تحف العقول"... باب ارشادات امیر المومنین امام اوّل حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام... آپ کے اعلیٰ ترین ذوق مطالعہ کی نذر ہے........ بس کچھ اور نہیں، صرف اتنا کہنا ہے کہ... یقیناً... آپ کی طرف سے کتابوں کی پزیرائی کا جذبہ ہی.... چہاردہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات و اقوال کے اس سلسلے کی طباعت کو مکمل کروادے گا..... اور آئندہ اور مختلف موضوعات پر کتابوں کی طباعت اور نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری و ساری رہے گا... ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ کی توجہ اور چہاردہ معصومینؑ کے
خصوصی کرم کا تمنائی!
محمد نذر الحسنین محمدی

باسمہ تعالیٰ

عظیم علمی سرمایہ

تقریظ از حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شہنشاہ حسین نقوی قمی دام ظلہٗ

بزرگانِ دین، علماء و مجتہدین کرام نے جو عظیم علمی سرمایہ میراث کے طور پر چھوڑا ہے اسے زبان و بیان کی نزاکتوں میں ڈھال کر آئندہ نسل کے حوالہ کرنا آج کے اہل علم اور صاحبان قلم کی ذمہ داری ہے۔

علمی موضوعات اتنے زیادہ تشنہ ہیں کہ جس موضوع پر توجہ دیں تو اس پر اُردو زبان کی پیاس باقی دکھائی دیتی ہے۔

عربی اور فارسی میں موجود ذخیرۂ علمی کو اُردو میں منتقل کرنا ایک ایسی خدمت ہے جو اصل تالیف و تصنیف سے کم تر نہیں، اور جو افراد ان زبانوں سے آشنا ہیں شاید ان کی شرعی ذمے داری بھی یہی قرار پائے کہ وہ قلم اٹھا کر کچھ نہ کچھ لکھ جائیں۔

ایسے ہی باہدف اور علمی درد سے سرشار عالمِ دین، سلالۃ العلماء والمجتہدین، اعتماد العلماء **حضرت مولانا نذر الحسنین محمدی** دامت برکاتہ الشریف ہیں کہ جنہوں نے کئی سال سے اپنی روزگار کی مصروفیات کے درمیان سے وقت مختص کرتے ہوئے کئی کتابوں کو تحریر کیا، انہی میں سے ایک ''تحف العقول'' جیسی عظیم علمی میراث ہے جو ائمۂ اطہار علیہم السلام کے اقوال پر محیط شیخ ابو محمد حسن بن علی حرانی کی شہرۂ آفاق کتاب ہے، جس کے پہلے حصے کے ترجمے سے فراغت کے بعد دوسرے حصے کا ترجمہ جو امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کے اقوال پر مشتمل ہے، پیش کر رہے ہیں جو انشاءاللہ تشنگانِ معرفت کے لئے آبِ معرفت کا کام انجام دے گا۔

خداوند عالم مولانا کا بابرکت سایہ قائم رکھے اور انہیں ایسے ہی قلم اٹھائے رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے (آمین)

والسلام
سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی
مسؤل باب العلم دارالتحقیق
شمالی ناظم آباد کراچی ۔ پاکستان

تقریظ

ازعالیجناب پروفیسر مولانا تقی ہادی صاحب نقوی مدّ ظلّہٗ

اہل دانش کا قول..... فِعۡلُ الۡحَکِیۡمِ لاٰ یَخۡلُوۡا عَنِ الۡحِکۡمَۃِ

"یعنی حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا"

دانش اساس بھی ہے اور حکیمانہ بھی۔اس کی لطافت یہ ہے کہ فعل حکیمانہ خود حکیم کی معرفت کا سبب ہے، جبکہ خود حکیم، فعل حکیم کے صادر ہونے کے سبب فاعلِ دانش مند کو پہچنوا تا ہے۔لیکن کسی بھی فعل کی حکمت اور دانشوری کو معلوم کرنا اور جاننا اہل دانش ہی کا کام ہے۔بے عقل اور ناقص العقل افراد جو ہمیشہ اکثریت میں رہے ہیں اکثر اس حکمت و دانشوری تک ذہن رسا سے محروم ہوتے ہیں اور یوں وہ بیشتر موقعوں پر ایسے کسی فعل کو مہمل اور عبث ٹھہرا دیتے ہیں۔ایسے افراد کے لئے اپنے "ذہنِ نارسا" کو "ذہنِ رسا" میں تبدیل کرنا مشکل ہوسکتا ہے، ناممکن نہیں۔کیوں کہ "عقل و علم" تَــوۡأَمۡ (TWINS) ہیں جنہیں "اَلۡعِلۡمُ اِمَامُ الۡعَقۡلِ" کی حیثیت رکھتا ہے۔

علم میں بھی کامل اور اکمل علم، نہ "علم جبلی" ہے نہ "علم کسبی اور اکتسابی" بلکہ وہ علم ہے جس کو "علم لدُنّی اور موہبتی" کہا جاتا ہے، جس کا ذریعۂ حصول، "وحی و الہام خداوندی" ہے، جو خاصان خدا اور مناصب ہدایت پر منجانب خدا منصوص افراد کا خاصہ اور سرمایہ ہوتا ہے۔یہ علم چونکہ بتعلیمِ الٰہی ہوتا ہے تو معلّم حقیقی کی طرح ہر کمی اور نقصان سے پاک، دیگر اقسام علمی کے مقابلہ میں کامل اور اکمل ترین ہوتا ہے۔پھر "رَبِّ زِدۡنِــیۡ عِــلۡمَــاً" کے حکم سے مطابق ان کامل افراد علم لدنی کا اپنے معلّم حقیقی سے تعلق ورشتہ دائمی و مستحکم ہوتا ہے، یعنی ادھر سے دعا کا تسلسل، اُدھر سے مسلسل استجابت۔چنانچہ ان ہی ذوات مقدسہ کے علم سے

وابستگی وہمرشتگی ''ذہن نارسا'' سے نارسائی کے نقص کو دور کر کے اسے ہر فعل حکیمانہ اور عمل دانشورانہ کے درک وادراک کا اہل بنادیتی ہے۔

بعید نہیں کہ برادر محترم مولانا نذر الحسنین محمدی دام ظلہ' کے قلبِ سلیم پر ہی تصور القاء کیا گیا ہو جس کے نتیجے کے طور پر وہ کتاب بے مثل و بے عدیل ''تحف العقول عن آل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے لغتِ اُردو میں ترجمہ کی طرف مائل ومتوجہ ہوئے۔ یہ کتاب محدثِ جلیل القدر شیخ ابومحمد حسن بن علی الحرّانی نوّر اللہ مرقدہ کی مایۂ ناز تالیف ہے۔ آپ کا تعلق چوتھی صدی ھجری کے جیّد علمائے اعلام سے تھا۔

برادر موصوف اس ترجمہ کا حق بھی رکھتے تھے۔ اس لئے کہ آپ فاضل عربی ہونے کے ساتھ ایم۔اے بھی ہیں اور ایک معروف علمی خانوادے سے نسبی اور ارثی ہمرشتگی اور تعلق بھی رکھتے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا محمد شبیہ الحسنین محمدی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ الشریف اور جدّ عالی وقار حضرت مولانا الحاج محمد اعجاز حسن صاحب محمدی (بدایونی) قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ (مرحومین) نہ کل کسی تعارف کے محتاج تھے، نہ آج ہیں۔ آپ کی دینی خدمات اور علمی فیوضات آج تک آپ حضرات کے لئے نہ صرف قبول عام بلکہ شہرت دوام کی ضامن ہیں۔

یوں برادر موصوف مولانا نذر الحسنین صاحب محمدی کو علمی اقدار اور جذبہ خدمت ملّی وراثتاً بھی ملا ہے۔

زیرِ نظر کتاب متذکرہ کتابِ ضخیم کے ایک جزء کا ترجمہ اُردو ہے۔ یعنی ''باب ارشادات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام''۔ مولائے متقیان علیہ السلام کی ذاتِ اقدس ''باب مدینۃ العلم'' اور ''باب دارالحکمۃ'' (بمطابق ارشادات سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہونے کے سبب معدن علم بھی ہے اور منبع حکمت بھی۔ آپؑ کے ارشادات کا اُردو زبان میں ترجمہ جویانِ حق کے لئے چشمۂ نور ہی نہیں بلکہ نور علم و دانش کا ایک بحرِ ذخّار

ہے، جس سے سیرابی خوش قسمتی اور بیدار بختی ہی نہیں بلکہ رفع تشنگی علم کی ابدی ضمانت بھی ہے۔

میں نے جستہ جستہ چند صفحات کا مطالعہ کیا ہے جس کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہوا کہ مولانا موصوف نے ترجمہ کا حق بہر حال ادا کر دیا ہے۔ایک اچھی بات جو ترجمہ میں معاونت کے لئے کافی قرار دی جا سکتی ہے، یہ ہے کہ مولانا موصوف نے جس نسخۂ کتاب کا ترجمہ کیا ہے، اس کے ساتھ اس کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی ہم رشتہ ہے۔نتیجتاً اس ہم رشتگی نے ترجمہ کی راہ پر مولانا موصوف کی سبک روی کو ہر لغزش پا سے محفوظ بنا دیا۔

ان شاء اللہ اہل علم حضرات کے طبقہ میں کتاب کو بھرپور پذیرائی ملے گی۔یوں مولانا موصوف کو شہرت عام نہ بھی ملے بقائے دوام یقیناً حاصل ہوگی۔مزید یہ کہ اس روشِ علمی کو اختیار کر کے مولانا موصوف نے دانش وری کو ضرور منوالیا ہے۔وہ اس طرح کہ سلسلۂ امامت کے چھٹے معصومؑ نے عقل کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "اَلْعَقْلُ مَا یُرْضیٰ بِهِ الرَّحْمٰنُ" (عقل وہی ہے جو خدائے رحمان کی رضا حاصل کر لے) شبِ ہجرت بسترِ رسالتؐ پر سو کر جس نے اپنے نفس کے عوض رضائے الٰہی کو خرید لیا ہو اس کے ارشاداتِ حکیمانہ اور اقوالِ دانش ورانہ سے قاریانِ کتابِ ھٰذا کو واقف کرانا مولانا موصوف کا پُر از حکمت و دانش عمل قرار دیا جائے گا۔جس کے لئے مولانا ہر ستائش کے مستحق ہیں۔

ہو لطفِ خدا، دم ہمہ دم اور زیادہ.........

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ.........!

آمین

تقی ہادی نقوی

منظوم تاثرات

از شاعر اہل بیتؑ جناب سیّد محمد ظفر چمنؔ زیدی

ہے رہنمائے اہلِ وفا، تحف العقول
تشریحِ دیں، کلامِ خدا، تحف العقول

آج عالمِ ظہور میں ہے... کل تلک جو تھی..
زیرِ زبانِ شیرِ خداؑ، تحف العقول

اعجاز ہے... علیؑ کے لبِ حق شناس کا!!
ہے مثلِ مہر، جلوہ نما، تحف العقول

وحدانیت کا درسِ معظم ہے سر بہ سر
عرفان کا جہانِ بقا، تحف العقول

سرچشمۂ علوم و معانی ہے بالیقین
گویا.....زبورِ آلِ عبا، تحف العقول

جس سے جہانِ آگہی، پاتا ہے روشنی
ہے وہ چراغِ طورِ سخا، تحف العقول

اہلِ دل و نگاہ کریں، اس سے کسبِ فیض
ہاں! مثلِ بابِ علم ہے وا، تحف العقول

تہذیبِ زندگی کا ہُنر، اس کی ذات میں!!
شائستگی میں اپنی ادا، تحف العقول

سَم خوردہ فکر و فہم کا تریاقِ لا جواب
مفلوج چشم و دل کی شفا، تحف العقول

خطبات میں جلالتِ حیدرؑ کی آب و تاب
آئینۂ صفاتِ خدا، تحف العقول

ضربِ گراں ہے، مُلحِد و زِندِیق کے لئے
قاصر کو اب پیامِ فنا، تحف العقول

بین السطور نعرۂ وحدانیت کی گونج...!
ایمانِ کُل کا حرفِ ندا، تحف العقول

عکسِ زباں، رسولؐ کے خُلقِ عظیم کا...!
زورِ بیانِ نُطقِ خدا، تحف العقول

مینارۂ ہدایتِ حق، دعوتِ مبین!
پیغمبرِ صراطِ بقا..... تحف العقول

پھر کیا کہوں، اگر نہ کہوں، اِس کو اے چمنؔ!
آلِ نبیؐ کی بانگِ درا، تحف العقول

توحید خالص کے بارے میں
امام علی علیہ السلام کی ایک تقریر کا مختصر حصہ!

........یقیناً، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں...."اَوَّلِیَّت" اس کی "معرفت" اور پہچان کو حاصل ہے! اور معرفت کی اساس اور بنیادی بات اللہ کو "ایک" ماننا اور سمجھنا ہے! اور "توحید" کا سلیقہ، اللہ تعالیٰ کو صفات (زائد بر ذات) سے مُنَزَّہ و پاک سمجھنے کا نام ہے! اس لئے کہ۔۔۔اس بات پر عقل کی گواہی (موجود) ہے کہ ہر "صفت اور موصوف"..... "مخلوق" ہے! اور ہر مخلوق خود اس بات کی گواہ ہے......کہ اُس کا کوئی ایسا خالق ہے، جو خود نہ صفت ہے نہ موصوف، اور ہر صفت و موصوف خود اپنے مُرَکَّب ہونے پر گواہ ہیں، اور "مُرَکَّب ہونا" خود اُس کے "حدوث" وتجدُّد (یا نئے ہونے) کی گواہی دے رہا ہے اور "حدوث" خود گواہ ہے کہ وہ "اَزَلی" اور ہمیشہ سے نہیں ہے......اور "ازل" سے ہونا اپنے حدوث کا خود ممتنع ہے (یعنی ازلی اگر حادث یا مخلوق ہو جائے تو، اَزَلی نہ رہے)

پس جس شخص نے یہ گمان یا دعویٰ کیا کہ اُس نے اللہ کی "ذات" کو پہچان لیا تو اُس شخص نے اللہ کو حقیقتاً نہیں پہچانا!! اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کسی انتہا کا تصور کیا تو اُس نے در حقیقت اللہ کو "احد" و یکتا نہ سمجھا....اور جس نے اللہ کے لئے کسی "مِثْل" کا گمان کیا اُس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے وجود کو سچ نہ سمجھا یعنی اُس پر یقین نہ کیا.....! اور جس نے اُس کو کسی شے سے تشبیہ دی.....وہ اُس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکا۔۔۔! اور جس نے اُس کو اپنے وہم و خیال میں سمانے کی کوشش کی اُس نے خدا کو (سمجھنا ہی) نہ چاہا! اور۔۔۔جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی کُنہ و حقیقت تک پہنچنا چاہا تو اس نے اللہ کی وحدانیت کو نہ مانا۔۔۔! اور جس نے اللہ کے لئے کوئی اختتام یا انتہا قرار دی تو وہ اللہ پر ایمان لایا ہی نہیں! اور جس

نے۔۔۔اُس کی طرف اشارہ کیا اُس شخص نے اللہ کا قصد و ارادہ کیا۔۔۔! اور جس شخص نے اُس کو محدود سمجھا۔۔۔اللہ تعالیٰ کو اُس سے کوئی سروکار نہیں۔۔۔!! اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے ''اعضاء'' کا تصور کیا اُس نے درحقیقت اللہ کا حقِ بندگی ادا ہی نہ کیا۔۔۔! اور ہر وہ چیز جس کا قیام اپنے ''نفس'' کی وجہ سے ہو وہ ''مصنوع'' (بنائی گئی) ہے۔۔۔! اور ہر موجود سوائے اللہ کے۔۔۔ ''معلول'' ہے! (یعنی ہر موجود کی عِلّتِ حقیقی اللہ تعالیٰ تو ہے اور اُس کے سوا، ہر موجود، معلول ہے!)

نوٹ: کُلُّ قَائِمٍ بِنَفْسِہٖ کے بجائے، تحف العقول کے بعض نسخوں اور نہج البلاغہ میں ''کُلُّ مَعْرُوفٍ بِنَفْسِہٖ مَعْرُوْفٌ'' ہے جس کا ترجمہ ''ہر وہ شے جو اپنے نفس کے ذریعے پہچانی گئی ہو۔۔۔تو وہ ''پہچانی گئی'' ہے! (اور پہچانے جانے کی وجہ اللہ تعالیٰ ہے چونکہ مخلوق کو اپنے خالق کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، تو۔۔۔جو خالق ہے وہ مخلوق نہیں!)

اللہ کی مخلوقات کے ذریعے ہی اس پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔۔۔اور عقلوں کے ذریعے ہی اُس کی معرفت کا اعتقاد رکھا جاتا ہے۔۔۔! اور۔۔۔غور و فکر کے ذریعے ہی اُس کی حجت ثابت ہوتی ہے اور۔۔۔وہ (جلَّ جلالُہٗ) اپنی نشانیوں کے ذریعے ہی اپنی مخلوق پر دلیل و حجت لایا ہے۔۔۔! اللہ تعالیٰ نے ''خاص مخلوق'' کو پیدا کیا تو اپنے اور اُن کے درمیان پردہ لٹکا دیا۔۔۔

پس اُس کی جدائی اپنی مخلوقات سے اس طرح سے ہے کہ وہ اُن کی ذات سے الگ ہے۔۔۔اور اُس (جلَّ جلالُہٗ) کا.....مخلوقات کو اوزار و آلات کے ساتھ پیدا کرنا خود اس بات کا گواہ ہے کہ وہ خود آلات و اوزار کا حامل نہیں بلکہ اُن سے منزّہ و مبرّا ہے! اس لئے کہ ''اوزار و آلات کا رکھنا'' اپنے رکھنے والے کی ''احتیاج'' و ضرورت کا خود شاہد و گواہ ہے!

جس نے کہا وہ کیسا ہے؟ تو اُس نے اللہ تعالیٰ کو کسی چیز سے تشبیہ دینے کی جرأت کی۔۔۔!

جس نے اُس کے لئے ''کب سے ہے''؟ کہا تو گویا۔۔۔اُس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ابتدائے وجود کا وقت مقرر کرنا چاہا۔۔۔!

اور جس نے اس کے لئے کہا ''کب تک رہے گا''؟ تو اُس نے گویا، اللہ تعالیٰ کے لئے ایک ''حدِ اِختتام'' کا تصور کیا۔۔۔!

اور جس نے اُس کے لئے کسی اختتام یا آخری مقام کو فرض کیا، تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے قابلِ تقسیم اجزاء قرار دئے!۔۔۔

اور جس نے اس کو قابلِ تجزیہ جانا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کو ''صفتِ زائد بر ذات'' قبول کرنے والی شے سمجھا......!

اور جس نے اُن کو وصف قبول کرنے والا جانا اُس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں کفر و اِلحاد کیا۔۔۔!

اور جس نے اُس کے لئے اجزاء کا تصور کیا تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی۔۔۔!! اللہ تعالیٰ مخلوق میں تبدیلیاں لاتا ہے مگر اس وجہ سے خود متغیّر و تبدیل نہیں ہوتا۔۔۔جیسا کہ وہ مخلوق کو تو محدود کر دیتا ہے مگر اس وجہ سے خود اُس کی کوئی حد قرار نہیں پاتی۔۔۔! وہ ایک (یکتا) ہے مگر کسی گنتی اور عدد میں شامل نہیں (کہ اُس کا کوئی نمبر دو یا تین ہو!)۔۔۔! وہ ''بے نیاز'' و بے پرواہ ہے مگر مطلقاً۔۔۔بغیر کسی حاجت اور ہمسر کے۔۔۔! وہ ''باطن'' ہے مگر اس طرح نہیں کہ کسی چیز کے اندر داخل ہو گیا ہو! وہ ظاہر و آشکار ہے مگر اس طرح نہیں کہ کسی چیز کے اندر سے باہر آ گیا ہو وہ ''جلوہ گر'' ہے مگر ایسا نہیں کہ آنکھوں سے نظر آ سکے یا قابل رُؤیت ہو جائے۔وہ ''لطیف'' ہے مگر ایسا نہیں کہ اُس کا کوئی جسم ہو وہ کام کرتا

ہے (''فاعل'' ہے) مگر اس کے لئے کسی حرکت سے دوچار ہونے کا تصور نہیں ہوسکتا! وہ چیزوں کو ایک خاص اندازے (انداز اور اسٹائل) پر بناتا ہے مگر کسی سوچ، غور فکر کی طاقت کے سہارے سے نہیں!۔۔۔

وہ منصوبہ بندی اور ''تدبیر'' کرتا ہے مگر کسی حرکتِ (ذہن و بدن) کے بغیر! وہ ''سُننے والا'' ہے مگر آلات (کان) کے بغیر۔۔۔!

وہ ''دیکھنے والا'' ہے مگر آنکھ کے وسیلے اور آلے کے بغیر۔۔۔!

وہ ''قریب'' ہے مگر فاصلے میں کسی کمی کے تصور کے بغیر۔۔۔!

وہ ''دور'' ہے مگر مسافت و فاصلے کی دوری کے (تصور کے) بغیر۔۔۔!

وہ ''موجود'' ہے مگر کسی ''عدم'' کے بعد نہیں (یعنی ہمیشہ سے ہے)

''زمانہ'' اور وقت اُس کے سنگی، ساتھی نہیں ہیں۔۔۔!

''مکان'' اور کوئی ''جگہ'' اُس کو اپنے اندر لے نہیں سکتی!

اُسے (جلَّ جلالُهٗ) اُونگھ تک۔۔۔ نہیں آتی!!

''صفات'' اُس (جلَّ جلالُهٗ) کی ''حد بندی'' نہیں کرسکتیں!

وہ ''مِنَّت کَشِ آلات'' نہیں ہے۔۔۔!

اُس (جلَّ جلالُهٗ) کی ''ہستی'' کو ''زمانوں'' پر۔۔۔

اُس کے ''وجود'' کو ''عدم'' پر۔۔۔ اور۔۔۔

اُس (جلَّ جلالُهٗ) کی ''اَزَلِیَّت'' (ہمیشہ سے ہونے) کو ''آغاز و ابتداء'' پر ''سبقت'' حاصل ہے۔۔۔!

اللہ تعالیٰ نے جو قوتِ ادراک و شعور، انسان کو عطا کی ہے اُسی کے ذریعے یہ علم ہوا کہ اُس کا ''شعور'' حاصل نہیں ہوسکتا!۔۔۔

اُس(ع) نے ''جواہر'' کو پیدا کیا جن کے ذریعے ہی یہ جانا گیا کہ.........

اُس کا کوئی جوہر نہیں اس نے ''جانداروں'' کو ''پیدا'' کیا جن کے ذریعے یہ جانا گیا کہ..

اُس کا کوئی ''پیدا کرنے والا'' نہیں اور۔۔۔مختلف اشیاء کو اُس(ع) نے ایک دوسرے کی ''ضد'' بنایا جس کی وجہ سے اس امر کی معرفت ہوئی، کہ.....

اُس کی کوئی ''ضد'' نہیں ہے!! اور۔۔۔اُس(ع) نے جو مختلف اشیاء کو ایک دوسرے کا ''ساتھی'' بنایا تو اسی بات سے معلوم ہوا کہ....

اس کا کوئی ''ساتھی'' سنگی نہیں! اُس(ع) نے ''تاریکی'' کو ''روشنی'' کی ضد بنایا۔۔۔ اور۔۔۔''گرمی'' کو ''سردی'' کا مخالف قرار دیا۔۔۔!

اُس(ع) نے ایک دوسرے سے ''عداوت'' رکھنے والوں میں ''الفت'' پیدا کر دی۔۔۔!

اور ''جدا'' رہنے والوں کو ایک دوسرے کے ''قریب'' کر دیا۔۔۔! تا کہ ''جدائی'' اور ''اُلفت'' کے ذریعے۔۔۔''جدا کرنے'' اور ''الفت پیدا کرنے'' والی ذات پر، دلالت ہو!

خداوند سبحانہ وتعالیٰ نے ان اشیاء کو اپنی۔۔۔''رُبوبیت کے دلائل'' اور اپنی ''غیبت کے شواہد'' اور اپنی حکمت کے ''بولتے ثبوت''، قرار دیا۔۔۔!

اس لئے کہ یہ چیزیں اپنے حدوث وتجدُّد کے ذریعے اپنے ''ہونے'' اور ''ہستی'' کے بارے میں بولتی اور بتاتی ہیں....!

اور یہ اپنے ''عالمِ عدم'' سے ''عالمِ وجود'' میں، آنے کی خبر دیتی ہیں۔۔۔!

اور ان کا (مختلف اشکال وہیئت میں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ۔۔۔) منتقل ہوتے رہنا۔۔۔اِن کے ''زوال'' کی خبر دیتا ہے۔۔۔!

اور یہ اپنے غروب یا غائب ہو جانے کے سبب۔۔۔اس بات کا اعلان کرتی ہیں کہ

ان کے پیدا کرنے والے کے لئے غروب ہونا (ممکن) نہیں ہے! اور قرآن کریم میں اللہ جل شانُہ کے قول سے یہی مقصود و مراد ہے۔۔۔الآیۃ نمبر۴۹ سورۃ الذّاریات نمبر۵۱ ''وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ○ اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے (نر و مادہ) پیدا کئے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو!

۔۔۔پس اللہ تعالیٰ ان دونوں (قسموں) کے درمیان ''قبل'' پہلے اور ''بعد'' کے ذریعے فرق کر دیتا ہے تا کہ ان کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ.....

اُس(ج) کے لئے نہ ''قبل'' ہے نہ ''بعد''!

اور اُن کی طبیعتیں اس بات کو شاہد ہیں، کہ اُس(ج) کی اپنی کوئی طبیعت نہیں! اور ان میں ایک دوسرے سے ''تفاوت'' کی دلالت اس بات پر ہے کہ ان میں تفاوت پیدا کرنے والے کی ذات میں کوئی ''تفاوت'' (اختلاف اور دوریاں) نہیں ہیں!

اور ان کا ''وقت'' (کی قید) میں ہونا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ان کو ''وقت کے سپرد کرنے والی ذات'' خود ''وقت'' سے آزاد و بے نیاز ہے!

اُس(ج) نے ان میں سے بعض کو بعض سے ''حجاب'' میں رکھا تا کہ معلوم ہو کہ.....

اُس(ج) کے لئے ''رُبُوبِیّت'' و پروردگار کے معنی اور مفہوم جب بھی ثابت تھے، جب کوئی ''پرورش'' اور پالے جانے کے لئے موجود ہی نہ تھا......................!

اور۔۔۔اُس(ج) کے خدا ہونے کی حقیقت تب بھی ثابت تھی جب کوئی (اس کی عبادت کرنے اور) اُس(ج) کو خدا ماننے کے لئے موجود ہی نہ تھا۔۔۔!!

اور ''سماعت'' کا لفظ اُس(ج) کے لئے تب بھی سزاوار تھا جب کوئی سُنے جانے والی (آواز) موجود ہی نہ تھی!

اور ''علم'' کے معنی اُس(ج) کے لئے تب بھی ثابت تھے جب کوئی چیز ''جانے'' جانے

اور علم و دانش کے لئے موجود نہ تھی!

اور اُس(ج) کی ''قدرت'' تب بھی ثابت و واجب تھی جب اُس کی قدرت و طاقت کا، کوئی مَظہَر و وَسیلۂ اظہار موجود ہی نہ تھا۔۔۔!

ایسا بالکل نہیں ہے۔۔۔ کہ جب اُس(ج) نے ''مخلوق'' کو پیدا کیا، تب وہ ''خالق'' کے نام کا حق دار ہوا!

اور وہ(ج) اسمِ ''باری'' کا اس لئے مستحق نہیں ہوا کہ۔۔۔

اُس نے پیدا ہونے والوں کو پہلی مرتبہ خلعتِ وجود عطا کیا۔۔۔! (وہ کسی کو بغیر مادے کے پہلی دفعہ ہی نہ پیدا کرتا تب بھی ''باری'' رہتا!)

وہ اُن سے ''جدا'' ہے مگر کسی ''شے'' کی طرح سے نہیں...!

وہ(ج) اُن سے ملا ہوا ہے، مگر کسی ''شے'' کے ذریعے نہیں....

اس(ج) نے اُن کو ایک ''اندازے'' پر بنایا مگر اس کے لئے اُسے(ج) ''سوچ بچار'' اور کسی کوشش کی ضرورت نہیں پڑی!!

لوگوں کے ''اوہام'' عقلوں کی رسائی اُس کی کُنہ و حقیقت تک، ہو نہیں سکتی!! اور۔۔۔ لوگوں کی ''فہم'' اور سمجھ میں اُس(ج) کی ''ذات'' سما نہیں سکتی! ''متٰی؟'' (کب؟ کا لفظ) اس (کی ذات) سے تجاوز نہیں کر سکتا!! کیونکہ وہ ''کب'' سے ہے؟ اور ''کب'' تک رہے گا؟ کے سوال کا جواب، کوئی نہیں دے سکتا!) ''قدْ'' (حرفِ زمانۂ قریب) اُس کو کسی شی سے نزدیک نہیں کر سکتا۔۔۔!! ''لعَلَّ'' (''شاید'') کا لفظ اُس پر تشکیک کا پردہ نہیں ڈال سکتا۔۔۔! ''مَعَ'' (''ساتھ'') کے لفظ کے سہارے کوئی اُس(ج) کے ساتھ یا برابر نہیں ہو سکتا (کیونکہ کوئی اُس(ج) کے برابر نہیں ہے!) ''ھُوَ'' (وہ) کا لفظ اُس کا (کما حقہ) احاطہ نہیں کر سکتا! اور بس حقیقتِ یہی ہے کہ۔۔۔ ''آلات و اوزار'' تو خود اپنے آپ کو محدود بتاتے

ہیں! اور ہر آلہ واوزار اپنے ہی جیسے کی جانب اشارہ کرتا ہے! ہر شے کے افعال اُس کی حد میں ہی پائے جاتے ہیں! ''ہتھیار'' واوزار تو ''اِحتیاج'' کی خبر دیتے ہیں ---اور دو اشیاء کے درمیان ''تضاد'' ---ضد کے وجود کی خبر دیتا ہے اور ''شبیہ'' اپنے جیسے کی طرف ہی لوٹتی ہے---!

''مخلوقات'' اپنے ''اوقات'' اور زمانوں کے ہمراہ ہیں! ''ناموں'' کے ذریعے صفات کے آپس کے فرق کا پتہ چلتا ہے....!

اور یہ ''اسماء'' ہی تو ہیں جو ''صفات'' کے قرینوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے تمیز دیتے ہیں!

اور نئی چیزیں (مخلوقات) اپنے ناموں کی طرف لوٹتی ہیں (یعنی مسمّٰی اپنے اسماء کو بتاتے ہیں!)

''مُذ'' (یعنی کب سے ہے؟) کا لفظ مخلوقات کے قدیم ہونے کے تصور کا مانع ہے!

''قَدْ'' (بمعنی یقیناً تھا) کا لفظ مخلوق کی ''اَزَلِیّتْ'' کو مانع ہے

''لَوْلَا'' (اگر ایسا نہ ہوتا!) کا لفظ اُس مخلوق سے ''جَبْرِیَّت'' کی نفی کرتا ہے (یعنی مخلوق کے واجب الوجود ہونے کو مُمْتَنِعْ ہے، بالفاظِ دیگر---ایسا نہیں ہے کہ مخلوق نہ ہوتی تو خالق نہ ہوتا) ''مخلوقات'' آپس میں ''جدا'' ہیں---تبھی تو اپنے جُدا کرنے والے پر دلالت کرتی ہیں! اور---آپس میں ایک دوسرے سے دور ہیں تو اپنے ''دوری پیدا کرنے والے'' کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں---! ان ''مصنوعات'' کے ذریعے صانع عقل والوں کو جلوہ دکھاتا ہے اور انہی کے ذریعے لوگوں کی آنکھوں سے پنہاں رہتا ہے!

مصنوعات ومخلوقات خداوندی کے ذریعے ''عقلیں'' اور اوہام کسی فیصلہ پر پہنچتی ہیں! اور ان مخلوقات میں ہی ''مقامِ عبرت'' برقرار وثابت ہے! اور ان مخلوقات کی وجہ سے ہی تو،

دلیل کا رشتہ وتعلق قائم ہے۔۔۔! ''عقول'' کے ذریعے ہی سے تو اللہ تعالیٰ کے ''وجود کا یقین'' دل میں ''عقیدہ'' بن کر جاگزیں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ (کے وجود اور اُس کی توحید) کے اقرار کے طفیل ہی تو ایمان کامل ہوتا ہے۔۔۔!

''معرفت'' کے بغیر کوئی دین نہیں (پہچانا جاسکتا!)

اور کوئی ''معرفت'' کسی تصدیق (ایمان) کے بغیر نہیں (حاصل ہوسکتی!)

اور کوئی ''تصدیق'' (ایمان) مجرد توحید (اللہ کو صفاتِ زائد بر ذات سے مجرد ماننے) کے بغیر مکمل نہیں!۔۔۔

اور کسی ''توحید'' کی کوئی حیثیت نہیں، جب تک کہ اُس میں ''اخلاص'' نہ ہو۔۔۔!

اور ''اخلاص کا وجود اللہ تعالیٰ کے لئے ''تشبیہ کی نفی'' کے ساتھ ہی ممکن ہے!

اور کسی ''نفی'' کا کوئی فائدہ نہیں جب اس(ج) کے لئے ''صفاتِ زائد بر ذات'' ثابت کی جائیں!!

اور اُس(ج) کو ''خالص و مجرد ماننے'' کی کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ اُس(ج) کی ذات سے تمام صفاتِ زائد بر ذات کی نفی نہ کردی جائے۔۔۔!

اُس(ج) کے لئے کسی بھی جہت سے تشبیہ کا اثبات ''تمام جہات'' سے تشبیہ کا موجب ہوتا ہے۔۔۔!

''مکمل توحید'' (اللہ کو یکتا سمجھنا) صورت پذیر نہیں ہوسکتی اگر اُس کی ذات سے تمام کے بجائے صرف ''بعض'' تشبیہات ہی کی نفی کی جائے۔۔۔!!

اور۔۔۔''اقرار''۔۔۔''انکار'' کی نفی ہے۔۔۔!

صرف بعض چیزوں کے انکار سے ''توحید میں اخلاص'' (توحید کو خالص کرنا) حاصل نہیں ہو پاتا۔۔۔!

ہر وہ چیز جو ''مخلوق میں موجود'' ہے وہ اُس کے خالق میں نہیں پائی جائے گی۔۔۔!ج
واُس (مصنوع) میں ''ممکن'' ہے وہ اُس کے صانع وخالق میں ''ممتنع'' ہے۔۔۔!
''حرکت'' اُس(ج) کے لئے روانہیں ہے۔۔۔!!
''تجزیہ واتصال'' (اُس کے اجزاء کا ہونا یا اُس کا کسی دوسری شے سے مل کر وجود پانا) اُس(ج) کی ذات میں ناممکن و''محال'' ہے!
''حرکت'' اُس(ج) پر کیسے جاری ہوسکتی ہے جو خود ''حرکت کو جاری کرنے والا'' ہو!
وہ اُس چیز کی طرف کیسے پلٹے جس کو خود اُس(ج) نے ہی پیدا کیا ہو۔۔۔!
جس شے کو اُس نے پیدا کیا ہو تو اُس مخلوق کے اندر وہ خود کیسے پیدا ہوسکتا ہے!
اگر ایسا ہو جائے تو اُس کی ذات ''اختلاف وتفاوت'' کا شکار ہو جائے....!
اور اُس کی کُنہ وحقیقت کے اجزا دور دور ہو کر بکھر جائیں۔۔۔
اور ''ازل'' سے اُس کا مطلب چھن جائے (اور یہ نہ کہا جاسکے کہ وہ ''ازلی ہے'')
اور اگر ایسا ہو تو ''ازل'' کا لفظ بے معنی ہو جائے....!
اور صرف ''حدوث'' کا لفظ ہی اپنے مفہوم کو برقرار رکھ سکے!
اور ''باریٔ'' (بغیر مادے کے پیدا کرنے والا) کا کوئی مطلب ہی نہ ہو اور صرف اور صرف مَبْرُوْءْ پیدا ہونے والے کا مفہوم ہی باقی رہے!!
اگر اُس(ج) کا کوئی ''پیچھا'' ہو تو ''آگا'' (اگلا حصہ) بھی ہوسکتا ہے۔
اگر وہ طالبِ کمال ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ لازماً ناقص تھا!
جس ذات کے لئے ''حدوث''، مُمْتَنِع نہ ہو وہ ''ازل'' کے نام کی مستحق وسزاوار کیسے ہوسکتی ہے؟

وہ ذات، جس کی حالت کو، ''سال'' اور ''برس''۔۔۔ بدلتے رہتے ہوں وہ (معنیٰ)

دوام وابد کی کیسے اہل ہو سکتی ہے۔۔۔!

جس کا وجود، اشیاء کے ذریعے ناممکن نہ ہو، یا وہ اپنے وجود میں ''اشیاء کا محتاج'' ہو تو وہ اشیاء کو کیسے پیدا کر سکتا ہے........؟

اگر ایسا ہو تو اُس کی ذات میں مصنوعات کے آلات کی جھلک ضرور ہو گی!

اگر ایسا ہو تو۔۔۔وہ ''خود'' موجودات پر دلیل بن جائے گا،

حالانکہ ''موجودات'' تو خود اُس کے وجود پر دلیل ہیں۔۔۔!

اور اگر ایسا ہو تو۔۔۔اُس کی صفات اُس سے پست موجودات و ممکنات کی صفات کے ایسی ہو جائیں گی!

اور اگر یہ محالات و ناممکنات اُس کے لئے ثابت و لازم ہو جائیں تو۔۔۔ پھر کسی بات اور دلیل وحُجت کی گنجائش ہی کہاں رہ جائے گی۔۔۔؟

اور نہ اس بارے میں سوالات کا کوئی جواب بن پڑے گا (یہ امیر المومنینؑ کی مکمل تقریر کا مختصر حصہ ہے)

امیر المومنین علی علیہ السلام کا مکتوب (وصیت نامہ)

اپنے فرزندِ ارجمند امام حسن علیہ السلام کے نام!

یہ (خط) اُس باپ کی طرف سے.........، جو فنا ہونے والا،.........زمانہ کی (چیرہ دستیوں) کا معترف،............ زندگی سے پیچھا چھڑانے والا، ....زمانے (کی گردشوں) کے سامنے ہتھیار ڈالنے والا،......دنیا (کے منہ پر اُس کی برائیوں) کی مذمت کرنے والا......مرنے والوں کے گھروں کا ساکن،......اور کل اُن (گھروں) سے رختِ سفر باندھنے والا ہے ....(یہ خط) اُس بیٹے کے نام ہے..........جو اُن چیزوں کا آرزومند ہے جو ملنے والی نہیں ہیں اور اُن لوگوں کے رستے کا، راہی ہے جو ہلاک ہو چکے ہیں................جو ''بیماریوں'' کے تیروں کا ''نشانہ'' .....''زمانے'' کے ہاتھوں ''گروی''۔۔۔،مصائب زمانہ کا ''ہدف'' ....دنیا کا پابند،.........اُس کی فریبکاریوں کا تاجر،......موت کا مقروض، اجل کا قیدی، پریشانیوں کا حلیف غموں کا ساتھی ۔۔۔، آفتوں کا نشانہ، خواہشوں اور شہواتِ نفسانی کا مارا ہوا، اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔۔۔!!

اب اس (تمہید) کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ۔۔۔دنیا کی روگردانی، زمانے کی سرکشی اور میری جانب آخرت کی پیش قدمی سے، جو حقیقت مجھ پر ظاہر ہوئی ہے۔۔۔اُس نے مجھے دوسروں کے ذکر اور غیروں کی فکر سے روک دیا ہے۔۔۔! جب میں دوسروں کی فکر و اندیشے کو چھوڑ کر، اپنی فکر میں پڑا تو، اُس وقت میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہشوں سے روک دیا۔۔۔اور واقعی حقیقت اور معاملہ کھل کر میرے سامنے آ گیا اور اُس نے مجھے کوشش اور تلاش پر اُبھارا ایسی کوشش جو کھیل نہیں تھی۔۔۔! اُس نے مجھے (ایسی حقیقت اور) ایسے سچ تک پہنچا دیا جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں! ''تم''، مجسّم (کُل کے کُل) وہی ہو، جو ''میں''

ہوں۔۔۔! اس حدتک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی! اور اگر موت تمہیں آئے تو گویا مجھے آئی! اس لئے مجھے تمہارا اُتنا ہی خیال ہے جتنا اپنا ہو سکتا ہے! اور اسی لئے میں نے اس ''وصیت نامے'' کو (زندگی کی راہوں میں) تمہاری مدد کے لئے تحریر کر دیا ہے! چاہے اس کے بعد میں زندہ رہوں یا دُنیا سے اُٹھ جاؤں۔

اے فرزند! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اُس کے احکام پر عمل کرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔۔۔!

اپنے دل کو اُس کی یاد سے آباد رکھنا۔۔۔،

اُس کی (ہدایت) کی رسی کو تھامے رہنا۔۔۔!

اور اگر تم (اللہ کی ہدایت کی رسی کے) اس رشتے کو پکڑے اور تھامے رہو تو اس رشتے سے زیادہ مستحکم اور پائدار رشتہ تمہارے اور خدا کے درمیان اور کون سا ہو سکتا ہے؟؟۔۔۔!

اپنے ''دل'' کو پند و نصیحت کے ذریعے زندہ رکھنا اور زہد و پارسائی کے ذریعے اس (دل کی خواہشوں) کو مار دینا، قوتِ یقین کے ذریعے اُس کو قوی رکھنا!

اور اُس کو ''حکمت'' کے نور سے منور رکھنا......!

اور اُس کو۔۔۔ موت کا ذکر سُنا سُنا کر ذلیل اور رام کرنا۔۔۔

اور۔۔۔ فنا کے ذکر کے ذریعے اُسے قابو میں رکھنا۔۔۔

اور دنیا کے حادثات دکھا، بتا کر اُس کی آنکھیں کھولتے رہنا۔۔۔!

اُسے گردشِ لیل و نہار کی برائی اور زمانے کے حملے سے ہوشیار رکھنا، گزرے ہوئے لوگوں کے واقعات اُس کے سامنے لاتے رہو!

اور اُسے اپنے پیشرووں کی مصیبتیں یاد دلاتے رہو۔۔۔!

اور (خود) ان لوگوں کے گھروں کے کھنڈرات اور آثارِ (قدیمہ) کو جا کر دیکھو اور غور

کرو کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے چل نکلے، کہاں جا اُترے اور کہاں ڈیرہ ڈالا۔۔۔!

تم دیکھو گے۔۔۔ کہ وہ اپنے پیارے دوستوں سے بچھڑ چلے اور دیارِ غربت میں جا اُترے ہیں!!

تم ان کے (خالی پڑے ہوئے) گھروں میں پکار کر پوچھو کہ۔۔۔ اے خالی مکانو!۔۔۔ تمہارے باسی کہاں ہیں پھر اُن کی قبروں پر کھڑے ہو اور اُن سے پوچھو۔۔۔! کہ اے بوسیدہ جسموں اور بکھرے ہوئے اعضاء (والو) تم نے اُس گھر کو کیسا پایا۔۔۔؟؟ جس میں تم اب موجود ہو!۔۔۔

اور بیٹا۔۔۔!! عنقریب تم بھی اُن ہی میں کے ایک ہو جاؤ گے۔۔۔ اس لئے (ابھی سے) اپنا ٹھکانہ درست کرلو! (خبردار!) دنیا کے بدلے اپنی آخرت نہ بیچو۔۔۔! جس بات کی پوری معرفت نہ ہو اُس کے بارے میں کچھ نہ کہو!۔۔۔ جو بات تم سے پوچھی نہیں گئی، اُس کے بارے میں گفتگو مت کرو۔۔۔! جس راہ میں بھٹک جانے کا ڈر ہو، اس راہ پر قدم نہ بڑھانا اس لئے کہ بھٹک جانے کی حیرت و پریشانی سے رُک کر کھڑے ہو جانا پرہول و پرخطر راستے پر چل پڑنے سے بہتر ہے!

نیکیوں کا حکم دو، تا کہ تم نیکو کاروں کے زمرے میں شامل رہو،

ہاتھ اور زبان سے برائی کو برا بتاتے رہو اور جہاں تک ہو سکے، بدکاروں سے ممکنہ حد تک دور رہو...........!

اللہ کی راہ میں کوشش اور ''جہاد'' کا حق ادا کر دو۔۔۔!

(اور خبردار!) اس راہ میں کسی برا بھلا کہنے والے ملامت گر کی ''ملامت'' کی پرواہ نہ کرنا۔۔۔!

اور حق جہاں بھی ہو، اُس کی خاطر سختیوں میں کود پڑنا۔۔۔! دین کا علم حاصل

کرو۔۔۔!

اپنے نفس کو۔۔ (ناخوشگوار حالات میں) ''صبر'' کا عادی بنالو۔۔۔!

اپنے تمام کاموں میں اپنے پروردگار کی پناہ طلب کیا کرو! کہ تم اس طرح، یقیناً ایک محفوظ پناہ گاہ کا سہارا لو گے!۔۔۔

اور بہترین محافظ کی پناہ میں رہو گے۔ مانگو تو صرف (اللہ تعالیٰ سے) اپنے پروردگار سے مانگو............ کیونکہ دینا۔۔۔ اور نہ دینا، اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے.....!

اور استخارہ اللہ سے کثرت سے کرتے رہو!

اور میری وصیت کو خوب سمجھ لو.....اور اس کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرنا...اس لئے کہ بہترین کلام وہی ہے جو نفع پہنچائے اور.....!

یاد رکھو! جو علم فائدہ نہ دے اُس میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں! اور کسی علم و دانش سے کسی کو کوئی فائدہ یا نفع حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُس کے بارے میں گفتگو یا بات نہ کی جائے۔۔۔!

اے میرے پیارے بیٹے!

جب میں نے دیکھا کہ میں عمر رسیدہ ہوگیا ہوں اور مسلسل کمزور ہوتا جارہا ہوں۔۔۔ تو میں نے تمہارے لئے فوراً یہ وصیت لکھ دی۔۔۔

اور اس میں اُن مضامین وخصائل کو درج کردیا ہے جن کو مناسب سمجھا ہے! اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ۔۔۔ دل کی بات تمہارے حوالے کرنے سے قبل ہی مجھے موت آجائے۔۔۔

یا میرے جسم کے ضعف کی طرح میری رائے کو بھی کمزور اور ناقص سمجھا جانے لگے۔۔۔!

یا میری اس وصیت سے قبل ہی خواہشات کے غلبے اور دنیا کے فتنے، تم تک پہنچ جائیں۔۔۔

اور تمہارا دل بھڑک اُٹھنے والے اونٹ کے ایسا ہو جائے۔۔۔!

یقیناً نوجوان (کا) دل، خالی زمین کی مانند ہوتا ہے اُس میں جو بیج بھی ڈالا جائے۔۔۔قبول کر لیتا ہے!

لہٰذا میں نے چاہا کہ تمہارے دل کی سختی اور عقل کی مشغولیت سے پہلے ہی اس وصیت کے ذریعے تمہیں ادب (وتہذیب) سکھا دوں، تا کہ تم۔۔۔ (فکرو) رائے کی سنجیدگی کے ساتھ اُس امر کو قبول کر لو۔۔۔

جس کی تلاش اور تجربے کی زحمت سے۔۔۔ تمہیں تجربہ کار، لوگوں نے بچا لیا ہے۔۔۔!

پس۔۔۔ اب تمہاری طلب اور تلاش کی زحمت ختم ہو چکی ہے اور تمہیں تجربے کی مشکل سے (بھی) نجات مل چکی ہے۔۔۔!

تمہارے پاس وہ حقائق، از خود آ گئے ہیں۔.جن کو ہم تلاش کیا کرتے تھے۔۔۔

اور تمہارے لئے وہ تمام باتیں واضح ہو چکی ہیں... جو ہمارے لئے (مبہم اور) تاریکی میں تھیں!!

اے فرزندِ ارجمند!

اگرچہ میں نے۔۔۔ جو مجھ سے پہلے تھے۔۔۔ اُن لوگوں کی طرح، طویل عمر تو نہیں پائی، تاہم میں نے اُن کے کارناموں کے بارے میں غور و فکر اور اُن کی خبروں (تاریخ) میں سوچ بچار اور ان کے آثار (قدیمہ) میں سیر و سیاحت کی ہے۔۔۔

یہاں تک کہ مجھے ایسا لگا، گویا میں انہیں میں سے ایک ہوں۔۔۔! میں نے اُن کے

کاموں (صنعت وحرفت) کے متعلق ایسی آگاہی حاصل کی۔۔۔کہ جیسے۔۔۔میں نے آغاز سے انجام تک، اپنی عمر اُنہیں کے ساتھ بسر کی ہو۔۔۔! اس لئے۔۔۔ میں صاف اور گندے، نفع اور ضرر کو، خوب پہچان گیا ہوں اور میں نے تمہارے لئے ہر چیز کو چھان پھٹک کر اُس کا خالص (جزء) نکال لیا ہے اور اُس میں سے خوب تر کو تمہارے لئے تلاش کر لیا ہے۔۔۔! اور بے معنی چیزوں کو تم سے دور کر دیا ہے۔۔۔!!

مجھے تمہاری اُتنی ہی فکر ہے جتنی ایک مہربان باپ کو اپنی اولاد کی ہوتی ہے۔۔۔!

اس لئے میں نے چاہا کہ تمہیں ادب کی تعلیم دے دوں کہ تم ابھی عمر کے ابتدائی حصے میں ہو۔۔۔

اور زمانے کے حالات کا سامنا کر رہے ہو، تمہاری نیت، سالم اور نفس صاف ستھرا ہے۔۔۔! اس لئے میں (تمہاری تربیت کا) آغاز کتابِ خدا ''قرآن'' اور اس کی تاویل، قوانینِ اسلام اور اس کے احکامِ حلال وحرام سے کر رہا ہوں۔۔۔

اور میں اس (موضوع) کے علاوہ تمہیں کسی اور (موضوع کی) طرف نہیں لے جاؤں گا۔۔۔!!

پھر مجھے یہ ڈر بھی ہے کہ کہیں لوگوں کے عقائد و افکار اور خواہشات کا اختلاف، تمہارے لئے اُسی طرح مشتبہ نہ ہو جائے جس طرح اُن لوگوں کے لئے ہو گیا ہے۔۔۔!

اگر چہ۔۔۔ تمہیں ان باتوں کی تنبیہ کرتے ہوئے۔۔۔ مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے۔۔۔!

مگر میری نظر میں۔۔۔ تمہارے عقائد ونظریات کی پختگی واستحکام مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ومحبوب ہیں کہ۔۔۔ میں تمہیں ایسے حالات کے حوالہ کر دوں جن میں تمہارے.... ہلاکت سے محفوظ و مامون رہنے کا اطمینان... مجھے حاصل نہ ہو۔۔۔!!

مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں۔۔۔ راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور

منزلِ مقصود کے لئے تمہاری راہنمائی کرے گا۔۔۔! اس لئے میں نے اپنی اس وصیت کی ذمہ داری تمہیں سونپ دی ہے اور اس طرح پکا کام کر رہا ہوں۔۔۔!!

اے میرے پیارے فرزند۔۔۔!

میری بہترین وصیت سے جو کچھ تمہیں اخذ کرنا ہے۔۔۔ وہ یہ ہے کہ۔۔۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور جو اُس نے تم پر فرض کر دیا ہے اس کو کافی سمجھ لو۔۔۔!

اور وہ تمام طریقے، راستے جن پر تمہارے باپ دادا اور تمہارے خاندان اور ملت کے نیک و صالح افراد چلتے رہے ہیں۔۔۔ اُنہی پر چلتے رہو کیونکہ اُنہوں نے قدم اُٹھانے سے پہلے اپنے اقدامات کے لئے غور و فکر کو کبھی نظر انداز نہیں کیا....!

ویسے تو تم (بھی) اپنی جگہ غور و فکر کرنے والے ہو، پھر اس (غور و فکر) نے انہیں اس فیصلے تک پہنچایا۔۔۔ کہ وہ امورِ معروف پر کاربند رہیں مگر اُن کاموں سے باز رہیں، جن پر وہ (شرعاً) مکلّف نہیں ہیں لیکن اگر تمہارا نفس اس بات پر اڑ جائے کہ تم اُن (بزرگوں) کی طرح ذاتی طور پر معلومات حاصل کئے بغیر ان باتوں کو قبول نہ کرو تو تمہیں ان باتوں کی تحقیق۔۔۔ سمجھنے اور علم حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہیے۔ نہ کہ شبہات کی دلدل میں پھنسنے اور جھگڑوں میں پڑنے کے لئے۔۔۔!!

اور۔۔۔ ان مسائل میں غور و فکر کرنے سے پہلے اپنے پروردگار سے مدد مانگو اور توفیق و کامیابی کے لئے اُس کی طرف رغبت کرو اور ہر اُس شائبے کو چھوڑ دو جو تمہیں کسی شبہے میں ڈال دے یا کسی گمراہی کے حوالے کر دے، تو اگر تمہیں یقین و اطمینان حاصل ہو جائے کہ تمہارا دل صاف۔۔۔

اور عاجزی کی طرف مائل ہو گیا ہے اور تمہاری رائے مکمل اور سوچ کسی ایک نکتے پر مجتمع اور مرتکز ہو گئی ہے۔۔۔ تو جن باتوں کی میں نے وضاحت کی ہے اُن کے بارے میں

غور وفکر کرنا۔۔۔

اور اگر..... تمہیں اپنی رائے کے بارے میں کما حقہ فکر ونظر سے فرصت نہ مل پائے اور تمہاری رائے اور سوچ، مجتمع اور مرتکز نہ ہو پائے تو.... یہ بات یاد رکھو۔۔۔ کہ اس طرح تم۔۔۔ شب کور اونٹنی کی طرح صرف اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتے رہو گے!

اور جو شخص اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا اور یاوہ گوئی کرتا پھرے، وہ دین کا طالب نہیں ہو سکتا اور اس (خلط ملط) سے تو ٹھہر جانا ہی بہتر ہے۔۔۔!

اور سب سے پہلے، جو بات میں شروع کر رہا ہوں وہی (حرفِ) آخر ہے۔۔۔ کہ میں تمہارے ساتھ، اپنے اور تمہارے اور تمہارے اولین و آخرین آباء واجداد کے پروردگار کی۔۔۔

اور آسمانوں اور زمینوں میں جو (مخلوق) موجود ہے۔۔۔ ان سب کے پروردگار کی حمد وثنا کرتا ہوں، ایسی حمد وتعریف جو اُس کے شایان شان اور اس کے لائق ہو!! جو اُس کو اچھی لگے اور پسند آئے۔۔۔!

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُن کے اہل بیت، اور اپنے انبیاء ورسل جن پر تمام مخلوقات نے درود بھیجی ہیں اُن درود و صلوات کے ساتھ ساتھ ہماری جانب سے بھی اُن پر درود وصلوات بھیجے۔۔۔!!

اور۔۔۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ، اپنی نعمتیں ہم پر تمام فرمائے، جن کو مانگنے کی، اُس نے ہمیں توفیق عطا فرمائی اور جن کو پورا کرنا اُس نے ہمارے سوال کے مطابق قرار دیا،

یقیناً۔۔۔ اُس کی نعمت کے سہارے ہی نیک کام مکمل ہو پاتے ہیں۔۔۔!

اے میرے بیٹے....!

میری وصیت کو اچھی طرح سمجھ لو اور یہ بات جان لو۔۔۔ کہ جو موت کا مالک ہے وہی

زندگی کا مالک بھی ہے۔۔۔

اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی موت دینے والا بھی ہے۔۔۔

اور جو فنا کرنے والا ہے وہی واپس پلٹانے والا بھی ہے۔۔۔

جو (مصائب میں) مبتلا کرنے والا ہے وہی آسائش و عافیت عطا کرنے والا بھی ہے!

یہ دنیا اُسی حالت میں برقرار رہے گی جس میں اس کے خالق نے طے کر لیا ہے یعنی نعمتوں، آزمائشوں اور روزِ قیامت کی جزاء اور بدلے کے بارے میں اور اُن امور میں، جو ہم نہیں جانتے۔۔۔!

اب۔۔۔ اگر تمہیں ان میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اُسے اپنی جہالت پر محمول کرنا، اس لئے کہ۔۔۔ جب تم پیدا کئے گئے تو (شروع شروع میں) جاہل ہی پیدا کئے گئے تھے۔۔۔

یہ تعلیم تو تمہیں (رفتہ رفتہ) بعد میں دی گئی ہے! اور اسی بناء پر۔۔۔ وہ باتیں جو تم نہیں جانتے وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔۔۔

اور اُن کے بارے میں تمہاری رائے حیران (و پریشان) رہ جاتی اور نظر بھٹک جاتی ہے! تاہم کچھ دیر بعد تمہیں صحیح حقیقت، نظر آ ہی جاتی ہے!

لہٰذا، تم اُس ذات سے وابستہ رہو جس نے تمہیں پیدا کیا، رزق دیا اور تمہیں ٹھیک ٹھاک (متناسب الاعضاء جسم کا مالک) بنایا اور اسی لئے تمہاری بندگی اور چاہت اُس کے لئے ہونا چاہیے اور تمہیں بس اُسی سے ڈرنا چاہیے۔

اے میرے بیٹے.......!

یہ بات جان لو!۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں معلومات اور خبریں اس طرح سے کوئی اور نہیں دے سکتا۔۔۔ جیسے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہیں اس لئے

اُنہی کو اپنا ''رائد'' (صحرائے بے آب و گیاہ میں چارے پانی کی تلاش کرنے والا) مان لو۔۔۔چنانچہ میں نے تمہاری خیر خواہی (اور نصیحت) میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔۔۔!!

اور انتہائی کوشش کے باوجود بھی تم اپنے بارے میں سوچ بچار کی اُس حد تک نہیں پہنچ سکتے جہاں تک کہ تمہارے لئے سوچنے میں میری نظر پہنچ چکی ہے!!

بیٹا۔۔۔!

یاد رکھو۔۔۔کہ اگر، تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اُس کے رسول بھی تمہارے پاس آتے۔۔۔!

اور تمہیں اُس کی سلطنت و حکومت کے آثار بھی دکھائی دیتے اور اُس کے اوصاف اور کارناموں کا بھی تمہیں پتہ چلتا! لیکن، وہ تو (بس) ایک خدا ہے۔۔۔جیسا کہ اُس نے تم سے خود ہی بیان کیا ہے۔۔۔اُس کی مملکت میں، کوئی اُس کی مخالفت کرنے والا ہے نہ اُس سے جھگڑا کرنے والا۔۔۔!

یقیناً وہ ہر شے کا خالق ہے۔۔۔! اور بلا شبہ وہ اس بات سے بلند تر ہے کہ اس کی رُبوبیت کا اثبات کسی کے قلب و نظر کے احاطے میں لا کر کیا جا سکے۔۔۔!!

پس اگر تم نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہے تو اس طرح عمل کرو جس طرح تم جیسے معمولی حیثیت، کم طاقت، پروردگار کی اطاعت کے، اُس کے عتاب کے خوف اور اُس کی ناراضی کے اندیشے سے خوفزدہ۔۔۔حاجت مند لوگ کیا کرتے ہیں! کیونکہ اُس نے تمہیں حکم دیا ہے تو صرف حُسنِ عمل کا اور روکا ہے تو محض بداعمالیوں سے۔۔۔!

اے فرزند!

میں نے تمہیں۔۔۔دنیا، اس کے حالات، گردشوں، (عروج) و زوال، تبدیلیوں اور تغیرات۔۔۔سب کے بارے میں آگاہ اور باخبر کر دیا ہے! اور آخرت (کی زندگی) اور اُس

میں اہلِ جنت کے لئے مہیا کی گئی نعمتوں کے بارے میں بھی بتا دیا ہے اور میں نے دنیا و آخرت دونوں کے لئے مثالیں بھی بیان کردی ہیں۔

اے میرے بیٹے!

جس نے دنیا کو پہچان لیا ہے اُس کی مثال اُس مسافر (خانہ بدوش) قوم کی سی ہے جس کا دل۔۔۔قحط زدہ علاقے سے اُچاٹ ہوجائے تو وہ کسی سرسبز و شاداب علاقے (کی طرف سفر) کا ارادہ کرے۔۔۔!

ور وہ زحمتِ راہ، فراقِ احباب، سفر میں نیند اور کھانے پینے کی دشواریوں (اور بدمزگیوں) جیسی مشکلات کو برداشت کرلے تاکہ وسیع گھر اور قرار و سکون کی منزل تک پہنچ جائے۔۔۔تو ایسے لوگ ان تمام چیزوں میں کسی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے اور نہ اس راہ میں اخراجات کو نقصان یا تاوان سمجھتے ہیں۔۔۔اُن کی نظر میں۔۔۔اُس سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں ہے جو اُن کو منزل سے قریب تر کردے۔۔۔!

اور۔۔۔اس دنیا سے دھوکہ کھا جانے والوں کی مثال اُن لوگوں کی سی ہے۔۔۔جو سرسبز و شاداب مقام پر رہتے ہوں اور وہاں سے دل اُچاٹ ہوجائے تو کسی قحط زدہ علاقے کی طرف چلے جائیں تو ان لوگوں کی نگاہ میں اس بات سے زیادہ مکروہ ناپسندیدہ اور ہولناک شے کوئی اور نہیں ہوسکتی کہ وہ جن اچھے حالات میں زندگی بسر کررہے تھے اُن کو چھوڑ کر اُنہیں اُس منزل پر پہنچنا ہے کہ جس کی جانب وہ سفر کررہے ہیں!! (اور وہ غیر آباد و بے آب و گیاہ علاقہ ہے)

بیٹا۔۔۔!

میں تمہیں تمہاری (مختلف) انواع و اقسام کی نادانیوں اور جہالتوں کے بارے میں اس لئے سرزنش کرتا اور ٹوکتا رہتا ہوں۔۔۔کہ تم اپنے آپ کو ''عالم'' نہ سمجھنے لگو! اگر تمہیں

(وارداتِ قلب کے طور پر) کوئی (ایسی چیز) یا نکتہ مل جائے اور اُس کی تمہیں معرفت بھی ہو جائے اور تم اُسے بڑی چیز سمجھ بیٹھے ہو۔۔۔! تو اپنے آپ کو اُس سے جاہل سمجھنا ہی بہتر ہے۔۔۔اس لئے کہ ''عالم'' (حقیقتاً) وہی ہے، جو یہ بات جانتا اور سمجھتا ہے کہ۔۔۔نا معلوم چیزوں کے مقابلے میں، اُس کی معلومات۔۔۔تھوڑی سی ہیں۔۔۔!

اور جس شخص کو اس بات کا احساس ہوتا ہے۔۔۔ وہ طلبِ علم کے دوران اپنی معلومات میں اجتہاد اور محنت کر کے۔۔۔اضافہ کرتا رہتا ہے! اس لئے وہ ہمیشہ علم کی تلاش و جستجو میں لگا رہتا ہے اور وہ علم کا شوقین ہوتا اور اس سے فائدہ حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے۔۔۔وہ اہل علم کی خدمت میں۔۔۔سراپا انکسار ہمہ تن متوجہ اور خاموش رہا کرتا ہے وہ گناہ سے بچتا اور (اُن کے ارتکاب) سے شرماتا ہے۔۔۔اور۔۔۔اگر اُسے کوئی ایسا مرحلہ درپیش ہو، جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا۔۔۔تو وہ اُس کے متعلق اپنی ''لاعلمی'' سے انکار نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ دل و جان سے اپنی لاعلمی و جہالت کا اقرار و اعتراف کرتا ہے..............!!

اور۔۔۔''جاہل'' درحقیقت وہ ہے جو اپنے آپ کو اُن چیزوں کا عالم سمجھے جن کی معرفت سے وہ نا آشنا ہو اور بس اپنی رائے ہی کو کافی سمجھے۔۔۔تو ایسا (جاہل) شخص۔۔۔ ہمیشہ ''علماء'' سے دور ہی رہے گا، اُن پر عیب لگا تا رہے گا اور جن علماء کا مخالف ہوگا اُن کو خطاوار ہی سمجھے گا۔۔۔جن مسائل (واحکام) سے لاعلم ہے اُن مسائل کو گمراہ کرنے والے مسائل سمجھے گا۔۔۔! اگر اُسے کوئی، ایسا مسئلہ درپیش ہو، جسے وہ سمجھتا نہیں تو وہ اُس کے وجود سے انکار ہی کر دے گا اُسے جھٹلا دے گا اپنے جہالت کے باعث کہہ دے گا کہ میرے علم میں تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے نہ میں اس پر اعتقاد رکھتا ہوں اور میرے خیال میں ایسی چیز کا تو کوئی وجود ہی نہیں بلکہ۔۔۔ایسی بات ہو بھی کہاں سکتی ہے؟۔۔۔! اور ایسی صورتِ حال۔۔۔

اپنے آپ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد۔۔۔ اور اپنی جہالت کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔ ہوا کرتی ہے! وہ (جاہل) شخص اپنے اُس رائے سے چمٹا رہے گا۔۔۔ جس پر وہ کسی اشتباہ کی وجہ سے اعتقاد کر چکا ہے۔۔۔ اور بدیں سبب جس چیز سے وہ ناواقف ہے اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے وہ اُس سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا پائے گا۔۔۔ اور حق کا انکار ہی کرتا رہے گا اور جہالت کے چکر میں حیران و سرگرداں ہی رہے گا! اور اپنے تکبر و غرور کی وجہ سے حصولِ علم سے باز رہے گا!!

اے میرے پیارے بیٹے۔۔۔!

میری اس وصیت کو اچھی طرح سمجھ لو! اور اپنے اور دوسرے شخص کے درمیان ''میزان'' اپنے آپ کو ٹھہراؤ۔۔۔! اور یوں۔۔۔ دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔۔۔ اور اُس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو۔ جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے! (لہٰذا) کسی پر ظلم وستم نہ کرو۔۔۔ کہ تم اپنے آپ پر ظلم کئے جانے کو پسند نہیں کرتے۔۔۔!

اور سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو جیسے۔ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے!۔۔۔ اور جس بات کو دوسرے کی جانب سے اپنے لئے برا سمجھتے ہو اُس کو اپنی جانب سے دوسرے کے لئے بھی برا سمجھو۔۔۔! لوگوں کی اُس بات سے راضی ہو جانا جس بات سے تم خود لوگوں کو راضی کرنا چاہتے ہو۔۔۔!!

جس چیز کے بارے میں پورا علم نہ ہو اس کے بارے میں کچھ نہ بولنا۔۔۔ بلکہ جتنا جانتے ہو اُس سے بھی کم ہی بولنا! اور (کسی کے لئے) وہ بات نہ کہنا جو تم اپنے بارے میں کہی جانا پسند نہ کرتے ہو!! یہ بات (اچھی طرح) جان لو کہ، خود پسندی درست راہ (اور صحیح نکتہ رسی) کی (مخالف اور) ضد۔۔۔ اور عقلوں کے لئے آفت (یا دماغ خراب کرنے والی چیز)

ہے۔۔۔اگر تمہیں درمیانی راستے کے لئے رہنمائی حاصل ہو جائے تو اپنے پروردگار کے حضور۔۔۔اور زیادہ جھک جانا!!

یاد رکھو! تمہارے سامنے وہ راستہ ہے جس کی مسافت بعید۔۔۔اور شدید ہولناک ہے! اور (ظاہر ہے) اس (سفر) میں تم بہترین زادِراہ کی ضرورت (وطلب) سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ہاں۔۔۔البتہ۔۔۔زادِراہ بقدرِ ضرورت اور اس کا بوجھ ہلکا ہونا چاہیے۔۔۔ اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ مت لادو۔۔۔کہ یہ گراں باری تمہارے لئے وبال بن جائے..............!!

اور تمہیں جب کوئی حاجتمند مل جائے جو تم سے تمہارا زادِراہ لے کر کل (بروزِ قیامت) تمہاری ضرورت کے وقت۔۔۔مکمل طور پر تمہارے حوالے کر سکتا ہو اور ایسے (فقیر و حاجتمند) شخص کو غنیمت سمجھو اور (آج) مال اُسی کے حوالے کر دو۔۔۔! اور اس موقع کو غنیمت سمجھو۔۔۔کہ تمہاری تونگری (اور دولتمندی) کے دور میں۔۔۔کوئی ضرورتمند تم سے ادھار، قرض مانگے تو اُس کو قرض حسنہ دے دو اور قرض کی مدت پورا ہونے کا دن وہ رکھو جب تمہاری عسرت وغربت کا دن ہو (اور وہ قرض تمہیں واپس مل جائے!)۔۔۔!

تمہیں یاد رکھنا چاہیے۔۔۔کہ تمہارے سامنے بڑی دشوار گزار گھاٹی ہے۔۔۔ لامحالہ، جس کی ڈھلان کے بعد کی منزل جنت ہے یا دوزخ۔۔۔! (یہ گھاٹی عبور کرنے میں) ہلکے بوجھ والا، بھاری بوجھ والے سے۔۔۔کہیں زیادہ بہتر حال میں ہوگا۔۔۔!!

لہٰذا۔۔۔اپنے لئے وہاں پہنچنے سے پہلے (کسی پیش رَو کو بھیج کر مناسب) جگہ تلاش کر لو!! اور یاد رکھو!! جس کے ہاتھ میں دنیا و آخرت کے خزانے ہیں، اُس نے تم کو دعا (مانگنے) کا حکم دیا ہے، اور خود۔۔۔قبولیت کی ضمانت دی ہے اور۔۔۔تمہیں حکم دیا ہے کہ تم سوال کرو تاکہ۔۔۔وہ تمہیں عطا کرے اور وہ ایسا مہربان ہے کہ۔۔۔اُس نے اپنے اور

تمہارے درمیان ترجمان رکھا ہے نہ حاجب (چوکیدار) جو تمہیں (اُس سے دعا مانگنے سے) روک سکے اور نہ اُس نے تمہیں کسی سفارش کرنے والے کا محتاج بنایا ہے۔۔۔!

اگر تم گناہ کر بیٹھو تو۔۔۔ تمہیں توبہ کرنے سے روکا بھی نہیں ہے۔۔۔ اور وہ تمہیں توبہ کرنے پر طعنے بھی نہیں دیتا۔۔۔!!۔۔۔ اور تمہیں سزا دینے میں جلدی بھی نہیں کرتا اور۔۔۔ تمہیں ذلیل و رسوا بھی نہیں کرتا۔۔۔ حالانکہ کام تو، تم نے رسوائی کے کئے ہیں اور اُس نے تمہارے جرائم کا (سزا کے کے طور پر) تم سے کوئی جرمانہ بھی نہیں مانگا۔۔۔! اُس نے نہ تو تمہیں اپنی رحمت سے مایوس کیا ہے۔۔۔ اور نہ تم پر توبہ کرنے میں سختی کی۔۔۔! اُس نے تو۔۔۔ گناہ سے علیحدگی کو بھی نیکی قرار دے دیا! اور تمہارے گناہ کی پاداش کو (صرف) ایک (گناہ کے برابر) قرار دیا اور تمہاری نیکی (کی جزا) کو دس گنا، شمار کیا۔۔۔! اُس نے تمہارے لئے (گزشتہ گناہوں سے) توبہ کا، اور اپنی زندگی (نیکی کے راستے پر) از سرِ نو شروع کرنے کے لئے دروازہ کھول دیا ہے۔۔۔!

تم جب بھی کچھ (اُس سے) کہنا چاہو تو وہ تمہاری پکار کو۔۔۔ یا زیرِ لب بھی کچھ کہو تو، سُن لیتا ہے۔۔۔ اس لئے تم اپنی حاجتیں اُسے پیش کر سکتے اور اپنے حالات اُسے بتا سکتے ہو۔۔۔!! اور اپنے رنج و غم کی اُس سے شکایت کر سکتے ہو! اور اپنے کاموں میں اُس سے مدد مانگ سکتے ہو!! اور تم اپنی راز کی جو باتیں۔۔۔ دوسروں سے نہیں کہہ پاتے اُس سے کہہ سکتے ہو!۔۔۔ اور پھر اُس نے (دعا کا حکم دے کر) اپنے خزانوں کی کنجیاں۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں تھما دی ہیں!

لہٰذا۔۔۔ تم (بار بار) سوال کرتے رہو تو وہ (یقیناً) رحمت کا دروازہ تمہارے لئے کھول دے گا۔۔۔ اس لئے کہ۔۔۔ اُس نے خود ہی تو تمہیں (دُعا) مانگنے کا حکم دیا ہے۔۔۔! تو جب تم۔۔۔ دعا کے ذریعے اُس کے خزانوں کے دروازوں کو کھولنا چاہو تو

''دعا'' مانگتے رہو۔۔۔اصرار کرو(اور لگا تار کرو!)!اور ہاں۔۔۔!دعا کی قبولیت میں تاخیر، کہیں تمہیں مایوس نہ کر دے۔۔۔!اس لئے کہ، بخشش بقدرِ سوال ہوتی ہے!دعا کی قبولیت میں تاخیر، کبھی اس لئے بھی ہوتی ہے کہ۔۔۔تم دعا کو طویل کر دو۔۔۔تاکہ تمہیں بخشش اور عطیہ بھی۔۔۔ٹھیک ٹھاک ملے۔۔۔!اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔کہ تم کسی شے کا سوال کرو۔۔۔اور وہ تمہیں نہ ملے، مگر یہ ممکن ہے کہ تمہیں اُس سے بہتر چیز ''جلد'' (اس دنیا میں) یا ''بدیر'' (آخرت کی زندگی میں) مل جائے۔۔۔!یا (یہ بھی ہوسکتا ہے کہ) اُسے تمہاری بھلائی کے لئے روک دیا گیا ہو!اس لئے کہ۔۔۔اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز کو تم نے مانگا ہے۔۔۔وہ اگر تمہیں مل جائے تو اس (کے ملنے) میں تمہارے ''دین'' کی بربادی کا خدشہ ہو!

لٰہذا۔۔۔سوال اُسی شے کا کرو۔۔۔جو تمہارے لئے مفید ہو اور اُس کا ''جمال'' اور اچھائی تمہارے لئے باقی رہنے والا ہو اور ''وبال'' تم سے دور رہے۔۔۔!!اور ''مال'' تو وہ نہ تمہارے لئے باقی رہے گا نہ تم اُس کے لئے باقی رہو گے۔۔۔!اور عنقریب۔۔۔!تم اپنے اعمال کے نتائج و عواقب کو دیکھ لو گے۔۔۔ چاہے وہ اچھے ہوں یا برے یا (خدا کرے۔۔۔!) وہ معاف کرنے والا ''کریم'' تمہیں معاف ہی کر دے!(اور اس وجہ سے اعمال کے برے نتائج سے تم محفوظ رہ سکو۔

یاد رکھو بیٹا!۔۔۔

تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔۔۔دنیا کے لئے نہیں۔۔۔تم فنا کے لئے (پیدا کئے گئے) ہو بقاء کے لئے نہیں!(تمہاری تخلیق) موت کے لئے (ہوئی) نہ کہ حیات (جاودانی) کے لئے!تم اُس منزل میں ہو جہاں سے (خیموں وغیرہ کو) اُکھڑنا ہے اور ایسے گھر میں ہو جہاں سامان بقدرِ ضرورت ہے۔۔۔!

اور تم تو آخرت کے راستے پر (گام زن) ہو۔۔۔! اور موت تمہارا پیچھا کر رہی ہے۔۔۔جس سے کوئی بھاگنے والا بچ نہیں سکتا۔۔۔! اور ایک روز وہ تمہیں آ کر ہی رہے گی! لہٰذا تم اُس سے ہوشیار رہو۔۔۔کہیں وہ تمہیں حالتِ گناہ میں نہ آ گھیرے! اور تم توبہ کے بارے میں سوچتے ہی رہ جاؤ۔۔۔(کہ مرنے سے کچھ پہلے توبہ کرلوں گا) اور وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے (اور تم توبہ کر ہی نہ پاؤ!) اگر ایسا ہوا۔۔۔تو تم اپنے آپ کو ہلاک کر بیٹھو گے......!

اے فرزند..........!

موت کو برابر یاد کرتے رہو! اور موت اچانک ہی آ جاتی ہے، یہ بات دل میں رکھو۔۔۔! اور اُن حالات کے بارے میں سوچو، جو موت کے بعد پیش آئیں گے موت کو پیش نگاہ رکھو تا کہ اُس کی آمد سے پہلے تم احتیاطی سامان تیار کر چکے ہو۔۔۔! کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اچانک حالتِ غفلت میں آ لے۔۔۔! آخرت میں جو نعمتیں حاصل ہوں گی اور جو دردناک عذاب پیش آ سکتے ہیں اُنہیں اکثر و بیشتر یاد کرتے رہو اور موت کو یاد رکھنے کی یہ عادت تمہیں دنیا سے بے رغبت اور تمہاری نگاہ میں دنیا کو چھوٹا اور بے قیمت کر دے گی! اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں بتا تو دیا ہے۔۔۔!

اور دنیا نے اپنی صفات و اوصاف خود بھی تو تمہارے سامنے رکھ دئے ہیں۔۔۔اور اپنی برائیوں پر سے پردہ اُٹھا دیا ہے۔خبردار۔۔۔! دنیاداروں کو دنیا کی جانب جھکتے اور اُس پر مرتے دیکھ کر دھوکے میں نہ آ جانا۔۔۔! یہ ''دنیادار'' افراد تو صرف بھونکنے والے کتے اور غرانے والے درندے ہیں جو (کھاتے وقت) ایک دوسرے پر غرّاتے اور شور مچاتے رہتے ہیں ان میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا اور بڑا.. چھوٹے کو کچل ڈالتا ہے۔۔۔

اس دنیا نے دنیاداروں کو راہِ ہدایت سے بھٹکا دیا۔۔۔اور انہیں گمراہی کے راستے پر

ڈال دیا ہے اُن کی بصارت سے صحیح و درست راہ دیکھنے کی صلاحیت سلب کر لی ہے۔۔۔!اس وجہ سے وہ عالم حیرت میں سر گرداں اور اُس کے فتنوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔۔۔ دنیا کو اپنا معبود بنالیا ہے وہ ان سے اور یہ اُس سے کھیل رہے ہیں۔۔۔ اور (ان دنیا داروں نے) دنیا کے علاوہ ہر چیز کو بھلا دیا ہے۔۔۔!

بیٹا........!

خبردار....! کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے عیبوں کی کثرت تمہیں بھی برا کر دے!

(یہ دنیا دار تو) سب ''جانور'' ہیں جن میں سے بعض بندھے ہوئے ہیں اور بعض آوارہ، جنہوں نے اپنی عقلیں گم کر دی ہیں اور نامعلوم راستے پر چل پڑے ہیں۔۔۔ دشوار گزار وادی میں ضرر رساں چارہ چرنے والے جانور۔۔۔! جہاں! انہیں کوئی چرواہا بھی نصیب نہیں جو انہیں سیدھے راستے پر رکھ سکے۔۔۔ (یا اُن کی نگہبانی کر سکے)

ٹھہرو.....! ذرا اندھیرا.... چھٹنے دو..... ایسا محسوس ہوگا جیسے قافلہ اپنی منزل کو پہنچ گیا ہے۔۔۔ اور وہ وقت نزدیک ہے کہ تیزی سے آگے بڑھ جانے والے لوٹ کر واپس آن ملیں۔۔۔! یہ بات یاد رکھو! کہ جو روز و شب کی سواری پر سوار ہے وہ اگر سفر نہ بھی کرنا چاہے تب بھی یہ سواری اُسے لئے چلی جا رہی ہے۔۔۔! اور اللہ تعالیٰ نے تو۔۔۔ ''دنیا کی ویرانی'' اور ''آخرت کی آبادی'' کے سوا کچھ اور۔۔۔ چاہا ہی نہیں!

اے بیٹا...!

اگر تم اُن چیزوں سے جن سے تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں پرہیز کرانا چاہے۔۔۔ پرہیز کرو (اور زہد اختیار کر لو) اور اپنے آپ کو اُن باتوں سے روک لو۔۔۔ تو۔۔۔ یہ دنیا اسی کے لائق ہے۔۔۔! اور تم۔۔۔ اگر دنیا کے بارے میں میری نصیحت کو مانو گے تو یقین کر لو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تم نہ تو اپنی ہر تمنا کو پا سکتے ہو اور نہ تم اپنی مدتِ عمر کی حد سے آگے جا سکتے

ہو۔۔۔کہ تم اگلے لوگوں کے راستے پر ہی تو چل رہے ہو۔۔۔لہٰذا نرم رفتاری سے کام لو! اور کسبِ معاش میں۔۔۔میانہ روی اختیار۔۔۔! کہ بسا اوقات یہ طلب (وجستجوئے معاش) انسان کو مال (وسرمائے) کی بربادی تک پہنچا دیتی ہے۔۔۔اور ہر جوئندہ، یابندہ نہیں ہوتا۔۔۔! ایسا ممکن نہیں ہے کہ جو طلب وکسبِ معاش میں میانہ روی اختیار کرے وہ محتاج بھی رہے۔۔۔! اپنے نفس کو ہر پستی سے بلند رکھو چاہے وہ (پستی) تمہیں تمہاری پسندیدہ و مرغوب چیزوں تک پہنچا ہی کیوں نہ دے اس لئے کہ اس کے بدلے میں جو عزتِ نفس تم دے دو گے اُس کا کوئی عوض اور بدل مل نہیں سکتا۔۔۔!

اور خبردار۔۔۔! کسی کے غلام نہ بن جانا تمہیں تو اللہ نے آزاد بنایا ہے۔۔۔! وہ ''اچھائی'' جو ''برائی'' کے بغیر اور وہ ''آسائش'' جو دشواری کے بغیر حاصل نہ ہو سکے۔ اُس کا کیا فائدہ۔۔۔؟؟

اور خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ ''لالچ'' کی سرپٹ سواریاں تمہیں ہلاکت کے گھاٹ اتار دیں اور اگر ممکن ہو کہ۔۔۔تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی اور ولئی نعمت نہ ہو۔۔۔تو ایسا ہی کرو! کیونکہ۔۔۔اپنی قسمت تو (بہرحال) تم پا ہی لو گے اور اپنا حصہ تمہیں مل ہی جائے گا۔۔۔! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''تھوڑا'' (رزق) بھی مخلوق کے ''بہت'' سے بدرجہا بہتر اور افضل ہوتا ہے اگرچہ (دونوں صورتوں میں) سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے! ''اعلیٰ ترین مثالیہ (آئیڈیل) تو اللہ ہی کی ذات ہے'' تاہم تم غور وفکر سے کام لو تو تمہیں یہ نکتہ سمجھ میں آ جائے گا کہ اگر تمہارا کوئی سوال بادشاہوں سے ہو اور پست اور سفلے لوگوں سے بھی ہو۔۔۔! تو اگر بادشاہ تمہیں عطیہ تھوڑا بھی دے تو یہ تمہارے لئے باعثِ صد عزت وافتخار ہوتا ہے اور پست اور کمینے لوگوں سے اگر تمہیں بہت زیادہ بھی مل جائے تو یہ تمہارے لئے باعثِ ننگ وعار ہوتا ہے۔ اس لئے۔۔۔تم اپنے اُمور میں اعتدال سے کام لو۔۔۔یوں تمہاری

تعریف بھی کی جائے گی اور تمہیں کام کے نتیجے سے خوشی بھی حاصل ہوگی۔۔۔!

تمہیں کسی قیمت پر بھی اپنے دین اور آبرو کو فروخت نہ کرنا چاہیے! درحقیقت نقصان اُٹھانے والا وہی ہے جسے اللہ کی طرف سے اپنے نصیب میں نقصان پہنچے۔۔۔! اس ''دنیا'' سے جو تمہارا نصیب ہو..... لے لو..... جو نہ مل سکے اُسے چھوڑ دو۔۔۔

اور اگر تم ایسا نہ کرسکو تو کم از کم پھر اُس کی طلب ذرا ڈھنگ (اور میانہ روی) سے کرو! ایسے شخص کے ساتھ رہنے سے بچو جس کے بارے میں تمہیں اپنے دین (کے ضیاع) کا ڈر ہو! (حاکم اور) سلطان سے دور ہی رہو۔۔۔ اور۔۔۔ تم یہ بات کہتے کہتے کہ ''جب دیکھوں گا، کسی برائی میں پڑنے والا ہوں تو رُک جاؤں گا''۔۔۔ شیطان کے فریب سے اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھ بیٹھنا۔۔۔ کہ تم سے پہلے کے مسلمان (اہل قبلہ) بھی یہی کہتے کہتے اسی طرح ہلاک ہوگئے۔۔۔ حالانکہ انہیں بھی روزِ قیامت کا یقین تھا (مگر اُن کی غفلت و سہل انگاری نے اُن کو دوزخ میں پہنچا دیا)۔۔۔ اگر تمہیں اُن سے بات کرنے کا موقع مل جائے اور تم اُن سے۔۔۔ اپنی آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کر ڈالنے کے بارے میں پوچھو۔۔۔ تو تمہیں پتہ چلے گا کہ اُن میں سے کوئی شخص بھی اس سودے پر راضی نہیں تھا۔۔۔ مگر۔۔۔! پھر شیطان نے اپنے فریب اور مکر (کے ذریعے) سے اُن کا دماغ خراب کر دیا اور اُن کو دنیا کی حقیر اور عارضی چیزوں کے ذریعے ورطۂ ہلاکت میں ڈال دیا اور تابڑ توڑ اُن کو ایک کے بعد دوسری برائی میں ملوث کرتا چلا گیا۔۔۔ یہاں تک کہ۔۔۔ اُن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اور بالکل نا اُمید کر دیا۔۔۔ اور آخر کار۔۔۔ اُس مسلمان کو اسلام و احکامِ اسلام کی مخالفت کی طرف پوری طرح متوجہ کر دیا۔۔۔!

اگر تمہارا دل۔۔۔ دنیا کی محبت اور سلطان کی قربت کے علاوہ کچھ اور نہ چاہے۔۔۔ اور جن باتوں سے میں نے تمہیں روکا ہے تم اُن کی مخالفت پر آمادہ ہو جاؤ اور دل کی (بات

مان کر اُس کی) راہ پر چلنے لگو۔۔۔تو (پھر اتنا ضرور کرنا کہ) اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنا۔۔۔اس لئے کہ۔۔۔غصے کے وقت بادشاہوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا۔۔۔اُن سے اُن کی (خفیہ) باتیں نہ پوچھنا اور اُن کے راز فاش نہ کرنا۔۔۔!

اور اپنے اور اُن کے درمیان (جو سلسلہ جاری ہے اُسے یونہی چلنے دینا اور تم اُس میں) مداخلت نہ کرنا۔۔۔!''خاموشی'' میں پشیمانی سے سلامتی کا راز پوشیدہ ہے!''خاموشی'' کے سبب پیدا ہونے والی کوتاہی کی تلافی۔۔۔''گفتگو'' کی وجہ سے ہو جانے والے نقصان کے تدارک سے زیادہ آسان ہے برتن کے اندر کی چیز کو اُس کا منہ بند کر کے ہی محفوظ کیا جاتا ہے!۔۔۔تمہارا اُس چیز کو سنبھال کر رکھنا، جو تمہارے ہاتھ میں ہے بہ نسبت اُس چیز کی طلب کے جو دوسرے کے ہاتھ میں ہو۔۔۔مجھے سب سے زیادہ پسند ہے!

جب تک کسی لائقِ اعتماد و قابل بھروسہ شخص سے نہ سنو، کوئی بات آگے نہ بڑھاؤ۔۔۔ ورنہ تم جھوٹے سمجھے جاؤ گے اور جھوٹ ذلت و خواری (کا سبب) ہے!

حسنِ تدبیر کے ساتھ......گزارے..لائق روزی.....تمہارے لئے اُس رزق کثیر سے بہتر ہے جس کے ساتھ فضول خرچی، پیوستہ اور جڑی ہوئی ہو!

نا اُمیدی کا غم، لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے زیادہ بہتر ہے پاکدامنی کے ساتھ محنت مشقت۔۔۔گناہ آلود مسرت سے زیادہ بہتر ہے۔۔۔اور۔۔۔ ہر انسان اپنے ''راز'' کو دوسرے سے زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے۔۔۔!بہت سے لوگ اُس امر کے لئے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں جو اُن کے لئے نقصان دہ ہے۔۔۔! جو زیادہ بولتا ہے بکواس کرنے لگتا ہے۔۔۔! جو (مسائل پر) غور و فکر کرتا رہتا ہے اُس کی چشمِ بصیرت وا ہو جاتی ہے۔۔۔!کسی شخص کی سب سے اچھی دولت اُس کا نیک ساتھی ہوتا ہے لہٰذا تم اہل خیر کے ساتھ رہا کرو تاکہ اُنہی میں شمار رہو اور اہل شر سے جدا رہو تاکہ ان سے جدا ہو جاؤ (اور تمہارا حساب اُن

کے ساتھ نہ ہو۔)!!

(کسی کے بارے میں) بدگمانی کو اپنے اوپر حاوی مت ہونے دو۔۔۔اس لئے کہ بدگمانی تمہارے اور تمہارے دوست کے درمیان امن وآشتی نہیں رہنے دیتی۔۔۔!ویسے بعض کہنے والے تو کہتے ہیں ''۔۔۔بدگمانی وسوءِ ظن۔۔۔ احتیاط کی ایک قسم ہے'' ۔۔۔!بدترین طعام، مالِ حرام ہے۔۔۔! اور۔۔۔ بدترین ظلم وستم، کمزور آدمی پر ظلم ہے۔۔۔!اور ''فاحشہ'' (برائی) اپنے نام ہی کی طرح (بری) ہے!

ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کر لینا دل کو بیماریوں سے بچائے رکھتا ہے!اگر کہیں نرمی نامناسب ہو، تو سختی ہی مناسب ہے! کبھی کبھی دوا مرض بن جاتی اور بیماری دوا ہو جاتی ہے! کبھی کبھی وہ شخص خیر خواہی کر جاتا ہے۔۔۔جس سے اُمید نہیں ہوتی اور جس سے خیر خواہی کی طلب ہوتی ہے وہ دھوکا دے جاتا ہے!

خبردار! ''آرزوؤں'' کا سہارا نہ لینا، کہ یہ کم عقلوں کا سرمایہ اور دنیا وآخرت کی اچھائیوں کو روک دینے والی چیز ہیں! اپنے دل کو ''ادب سے روشن کرتے رہو جیسے ایندھن سے آگ کو روشن کیا جاتا ہے!!اور رات کو ایندھن کی لکڑی جمع کرنے والے کی مانند نہ ہو جاؤ اور نہ سیلاب میں بہتے۔۔۔خس وخاشاک کی مانند ہو جاؤ!! کُفرانِ نعمت، کمینگی اور جاہل کی ہمنشیں (باعث بے برکتی و) نحوست ہے! عقل مندی تجربات کو محفوظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو۔۔۔!!

''نرم خوئی'' (نرم مزاجی) بزرگی وکرامت (کی علامت) ہے موقع سے جلد فائدہ اُٹھاؤ اس سے پہلے کہ کسی (غم) سے گلے میں پھندا لگے۔۔۔!مُصَمَّم ارادہ ہی احتیاط کا تقاضا ہے۔۔۔! (موقع سے وقت پر فائدہ نہ اُٹھا کر) سُستی وکاہلی کرنا۔۔۔، ناکامی و محرومی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے! ضروری نہیں کہ ہر طلبگار بامراد ہی ہو، اور ہر

جانے والا واپس پلٹ ہی آئے! خرابیوں میں سے ایک خرابی زادِراہ کو ضائع کر دینا ہے۔۔۔ اور ہر کام کا ایک انجام ہوتا ہے!! بسا اوقات۔۔۔ تھوڑا مال۔۔۔، زیادہ مال (سرمایہ) کی بہ نسبت زیادہ بڑھتا (اور بابرکت) ہوتا ہے۔۔۔!

جو تمہارا مقدر ہے، خود تمہارے پاس پہنچ جائے گا! خطرہ مول لینے والا ہی درحقیقت ''تاجر'' ہوتا ہے! ''کمینے'' کی دوستی میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔۔۔! کسی فریب کاری اور دھوکے بازی کے چکر میں رات نہ گزارو! جس شخص نے حلم و بردباری کو اختیار کیا وہی سردار بنا! جس نے اچھی طرح سوچنے کو اپنی عادت بنایا اُس نے اپنی قوتِ فہم میں اضافہ کیا۔۔۔! اہل خیر سے میل ملاقات، دلوں کی آبادی کا وسیلہ ہے! جب تک زمانہ تمہارے ساتھ بنائے رکھے تم بھی اُس کے ساتھ بنائے رکھو:.....!!

خبردار! (زمانے سے) جھگڑا کرنے سے بچنا کہیں ایسا نہ ہو کہ جھگڑے کی سواری، سرکش گھوڑے کی طرح تمہیں اپنی پشت سے گرادے! اور۔۔۔ اگر تم سے گناہ سرزد ہو جائے تو جلد از جلد اُسے توبہ کے ذریعے۔۔۔ مٹا دو!

اگر تم سے کسی نے خیانت کی تب بھی تم اُس سے خیانت نہ کرنا۔۔۔ اور تم کسی کا راز فاش مت کرنا چاہے وہ (ماضی میں) تمہارا راز فاش کر چکا ہو۔۔۔!

(ضرورت سے) زیادہ فائدہ کی اُمید میں کسی شے کو خطرے میں نہ ڈالو! تم طلب تو کرو، جو تمہاری قسمت میں (لکھ دیا گیا) ہے تم تک پہنچ جائے گا، تم اُسے فضلیت و بزرگی کے ساتھ لے لو اور بخشش (کے وقت) اچھا رویہ رکھو۔۔۔ اور لوگوں سے (اچھی طرح) نرمی سے بات کیا کرو! کتنی جامع اور حکیمانہ بات ہے:۔۔۔ کہ ''تم۔۔۔ لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔۔۔ اور اُس بات کو لوگوں کے لئے بھی برا سمجھو جس بات کو تم اپنے لئے برا سمجھتے ہو''!۔

اگر تم کسی پر برتری حاصل کرنے کے لئے جلد بازی سے کام لو گے تو تمہارا پشیمانی سے نچنے کا امکان کم ہی ہے۔۔۔!

یہ بات جان لو! کہ ذمہ داریوں کو پورا کرنا اور (اپنے) خاندان کا دفاع کرنا، کرامت و بزرگی کی علامت ہے اور (ذمہ داریوں اور خاندان کے دفاع سے) روگردانی، دشمنی کی نشانی ہے۔۔۔! زیادہ بہانے تراشنا، کنجوسی اور تنگ نظری کی نشانی ہے پیار محبت سے کوئی چیز اپنے بھائی کو نہ دینا اس سے بہتر ہے کہ کوئی چیز اُس کو منہ بگاڑ کر دی جائے۔۔۔اور۔۔۔رشتے داروں سے تعلق برقرار رکھنا، کرامت اور بڑے پن کی علامت ہے! اس لئے کہ جب تم اپنے ہی رشتے داروں سے رابطہ توڑ لو گے۔۔۔تو کوئی شخص کیوں تم سے رابطے کا خواہشمند ہو گا یا تم سے تعلق پر بھروسہ کرے گا۔۔۔؟؟ میل جول کو اپنے اوپر حرام قرار دے لینا قطعِ تعلق کی ہی ایک شکل ہے۔۔۔!!

جب تمہارا بھائی تم سے رشتہ توڑے تو تم اُس سے تعلق جوڑے رکھنے پر اپنے آپ کو آمادہ رکھو۔۔۔! جب وہ تم سے منہ پھیرے تو تم لطف و مہربانی سے اور حال چال پوچھ کر اس سے رابطے کو برقرار رکھو جب وہ کنجوسی کرے تو تم بخشش پر آمادہ رہو۔۔۔! وہ دوری اختیار کرے تو تم نزدیک ہو جاؤ!۔۔۔وہ سختی کرے تو تم نرمی سے کام لو۔۔۔! اور وہ جرم کرے تو تم اُس کی معذرت قبول کرنے کے لئے تیار رہو! اور اس حد تک جاؤ کہ گویا تم اُس کے غلام ہو اور وہ تمہارا ولئی نعمت مگر خبردار! غلط موقع پر یا کسی نا اہل کے ساتھ یہ سب (اچھے رویّے اپنانے یا) برتاؤ کرنے سے بچنا۔۔۔!

کبھی اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بنانا۔۔۔ایسا کیا تو۔۔۔تم اپنے دوست کے ساتھ دشمنی کرو گے ''دھوکے بازی'' سے کام نہ لو۔۔۔کہ یہ گرے پڑے (پست فطرت) لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔۔۔! اپنے بھائی کو مخلصانہ نصیحت کرو اُسے اچھی لگے چاہے بُری!

ہر حال میں اُس کے مددگار رہو جس طرح وہ گھومے تم بھی گھوم جاؤ اپنے بھائی (دوست) سے احسان کا بدلہ نہ چاہو۔۔۔ چاہے وہ تمہارے منہ پر خاک ہی ڈال دے۔۔۔! اور اپنے دشمن پر (قابو پالو، تو) مہربانی و احسان کرو (تمہارا اپنے دشمن سے) یہ سلوک اس پر (مکمل) فتح پانے کے لئے زیادہ مناسب ہے!

حُسنِ خلق اور غصے کے گھونٹ پینے کی عادت کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں سے بچائے رکھو۔۔۔ کہ میں نے غصہ کے گھونٹ سے زیادہ شریں تر۔۔۔ اور انجام کے اعتبار سے لذیذ تر۔۔۔ کوئی گھونٹ نہیں پایا! اور صرف شک وشبہ کی بنیاد پر، اپنے بھائی (یا دوست) سے بات کرنا مت چھوڑو اور اُس سے معذرت طلب کئے بغیر رشتہ نہ کاٹو۔۔۔! اور جو تمہارے ساتھ سختی سے پیش آئے تم اس سے بھی نرمی سے پیش آؤ، ہوسکتا ہے عنقریب وہ تمہارے لئے نرم ہو جائے! رشتہ جوڑنے کے بعد کاٹ دینا، کتنی بری بات ہے۔۔۔!

بھائی چارے کے بعد ظلم وستم، محبت کے بعد عداوت، اُس سے خیانت کرنا جس نے تمہیں امین سمجھا ہو، اس کے گمان کے خلاف کرنا جس نے تم سے اُمید کر رکھی ہو، اور اس سے غداری کرنا جو تمہاری پناہ میں ہو۔۔۔ کتنی بری بات ہے؟ اگر اپنے بھائی سے قطعِ تعلق کے خیال نے، تم پر غلبہ حاصل کر ہی لیا ہو تو اپنے دل میں اُس کے لئے اتنی گنجائش باقی رکھو کہ اگر۔۔۔ کسی روز اُس کے دل میں واپسی کا خیال پیدا ہو تو۔۔۔ واپس آسکے! اگر کوئی شخص تمہارے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو تم اس کے گمان کو سچ ثابت کرو!!

باہمی اُخوت کا سہارا لے کر اپنے بھائی کی حق تلفی مت کرو کیوں کہ وہ تمہارا بھائی ہی نہیں جس کی تم نے حق تلفی کر لی اور دیکھو تمہارے اہل (وعیال) تمہارے ہاتھوں، دنیا بھر میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہونے پائیں۔۔۔! جو تم سے پیچھا چھڑائے، اُس کے پیچھے مت پڑو! تمہارے بھائی میں تم سے تعلقات توڑنے کی اتنی قوت نہیں ہونی چاہیے جتنی تم میں

اُس سے تعلقات جوڑنے کی اور اُس کی برائی کا زور، تمہارے احسان کی طاقت پر غالب نہیں آنا چاہیے۔۔۔نہ اُس کا بخل تمہاری سخاوت کے مقابلے میں قوی تر ہونا چاہیے۔۔۔اور اس کی کوتاہی کرنے کی صلاحیت تمہاری اچھائی کرنے (کی صلاحیت) کے مقابلے میں زیادہ طاقتور نہیں ہونا چاہیے! اور جو تم پر ظلم کرے اُس کا ظلم تمہیں گراں نہ گزرے کیونکہ وہ درحقیقت اپنے نقصان اور تمہارے نفع کے لئے ہی تو دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔۔۔! جو تمہیں خوش کرے، اُس کا بدلہ یہ نہیں کہ، تم اُسے رنجیدہ کرو!

اور سمجھو اے جانِ پدر۔۔۔!

کہ رزق دو ہیں، ایک وہ رزق جس کی تم تلاش کرتے ہو، دوسرا وہ رزق جو تمہاری تلاش میں ہے۔۔۔سو اگر تم اُس تک نہ پہنچے تب بھی وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔۔۔!

بیٹا۔۔۔!

یہ بات اچھی طرح جان لو کہ زمانہ (مسلسل) گردش میں ہے۔۔۔تم اُن لوگوں میں سے نہ ہونا جو لوگوں کو ملامت کرنے کے لئے تو تیار رہتے ہیں مگر لوگوں کی معذرت قبول کرنے کی توفیق اُنہیں کم ہی ہوتی ہے! تنگدستی کے وقت عاجزی دکھانا اور تونگری میں آپے سے باہر ہو جانا۔۔۔کتنا برا ہے۔۔۔!

دنیا میں تمہارا صرف اتنا حصہ ہے جس سے اپنے مقام (آخرت) کو سنوار لو۔۔۔! تم حق کی راہ میں ہی خرچ کرو، دوسروں کے خازن مت بنو! اگر ہاتھ سے نکل جانے والی ہر چیز پر بیتابی کا اظہار کرتے ہو تو ہر اُس چیز پر بھی آہ و زاری کرو جو تمہیں ملی ہی نہیں! جو کچھ ہو چکا ہے اُسے دلیل بناؤ اُس کی جو ابھی نہیں ہوا ہے یہ کیوں کہ (از روئے وقوع) سب معاملات ایک جیسے ہر ولئی نعمت کی ناشکری نہ کرو کہ کفرانِ نعمت، پست ترین (انکار) ہے۔۔۔! (لوگوں کے) عذر قبول کر لیا کرو! اور۔۔۔خبردار! اُن لوگوں میں سے نہ ہو جانا جن پر نصیحت

اثر ہی نہیں کرتی جب تک کہ وہ ''مجبور'' نہ ہو جائیں۔۔۔! اس لئے کہ۔۔۔ عقلمند تو درحقیقت وہی ہے جو ادب سے ہی نصیحت حاصل کر لیتا ہے۔۔۔!۔۔۔ اور ''جانور'' تو۔۔۔ مار پیٹ کے بغیر نصیحت حاصل کرتے ہی نہیں!۔۔۔! ''حق'' کو پہچان لو، (معرفت اور) پہچان کروانے والا شخص خواہ بلند مرتبہ ہو چاہے پست مرتبہ۔۔۔ ہر غم کو مستقل مزاجی اور نیک اعتقادی کے ذریعے اپنے سے دور کر دو جو راہِ اعتدال سے ہٹ جائے ظلم و جور کرنے لگے گا۔۔۔!

کسی مرد کا سب سے بہتر نصیب، قناعت ہے۔۔۔ اور ''حسد'' سب سے برا ساتھی ہے۔۔۔!

''نا اُمیدی'' حد سے زیادہ پیچھے رہ جانے کا، سبب ہے! ''کنجوسی'' ملامت کو دعوت دیتی ہے! ''دوست'' سے ''عزیزوں'' جیسا سلوک کیا جاتا ہے، درحقیقت دوست وہی ہے جو تمہاری غیر موجودگی میں بھی دوستی کا حق ادا کرے!

''ہوس'' دل کے اندھے پن کی ساجھی ہے! حیرانی و پریشانی کے موقع پر اپنی جگہ ڈٹے رہنا توفیقات الٰہی میں سے ہے! ''یقین'' کتنا اچھا دافعِ غم و ھَمّ ہے! ''جھوٹ'' کا انجام (لوگوں کی) مذمت ہے۔۔۔!

اور ''سچ'' میں سلامتی ہی سلامتی ہے! ''جھوٹ کا انجام'' بدترین انجام ہوتا ہے! بسا اوقات ''اپنا'' بیگانے سے بھی دور تر ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی ''بیگانہ'' اپنے سے بھی قریب تر ہو جاتا ہے۔۔۔!

''غریب'' پردیسی وہ ہے جس کا کوئی، دوست نہ ہو! (تمہاری) بدگمانی کہیں تمہیں دوست سے محروم نہ کر دے! جس نے پرہیز کیا وہ صحتمند رہا۔۔۔!

جو حق کی حد سے آگے بڑھتا ہے اُس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے! جو اپنی حیثیت پر باقی

رہتا ہے اس کی عزت برقرار رہتی ہے! بزرگواری (بڑاپن) کتنی اچھی عادت ہے!

''حالتِ اقتدار میں ظلم وستم'' (کرنا) گراوٹ کی انتہا ہے!

''شرم وحیاء'' ہر خوبصورت نیکی تک رسائی کا سبب ہے!

''تقویٰ'' مضبوط ترین رشتہ ہے۔۔۔!

جتنی رسیاں تم نے تھام رکھی ہیں، اُن میں سب سے زیادہ مضبوط رسی وہی ہے جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے۔۔۔!

جو تمہاری ڈانٹ ڈپٹ کو برداشت کرلیتا ہے تو گویا وہ تم پر احسان کرتا ہے۔۔۔! اور ضرورت سے زیادہ ڈانٹ پھٹکار۔۔۔ جھگڑے کی آگ کو بھڑکا دیتی ہے۔۔۔!

کبھی سخت بیمار۔۔۔ صحت یاب ہوجاتے ہیں اور صحت مند دنیا سے گزر جاتے ہیں!

کبھی کبھی۔۔۔ ''نا اُمیدی'' منزل تک رسائی کا سبب اور ''لالچ'' موجبِ ہلاکت ہوجاتا ہے۔۔۔!

ضروری نہیں کہ ہر ''عیب'' ظاہر ہی ہوجائے اور ہر ''قرض'' ادا ہی ہوجائے۔۔۔!

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنکھوں والا راستے سے بھٹک جاتا ہے اور نابینا صحیح راستے کو پالیتا ہے۔۔۔!

ہر تلاش کرنے والے کا (چیز کو) پالینا ضروری نہیں ہے، اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر وفات پانے والا نجات پاجائے!

''بدی'' کے ارتکاب میں ''دیر'' کرو! کیونکہ ''جلدی'' تو جب تم چاہو۔۔۔ کرسکتے ہو!۔۔۔ اور۔۔۔ تم اچھا سلوک کرو اگر چاہتے ہو کہ تم سے اچھا سلوک کیا جائے اپنے (دوست) بھائی کی تمام خصوصیات کو (اچھی ہوں یا بری) برداشت کرلیا کرو۔۔۔!

''نکتہ چینی'' زیادہ نہ کیا کرو اس سے ''کینہ'' پیدا ہوتا ہے جو دشمنی تک پہنچ جاتا

ہے۔۔۔!

اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی شخص تمہاری معذرت قبول کر لے۔۔۔تو تم بھی اُس کی معذرت قبول کرلیا کرو!

جاہل سے قطعِ تعلق، عاقل سے تعلق رکھنے کے برابر ہے!

''اپنے خاندان کی حفاظت وحمایت'' (بزرگی اور) بڑے پن کی نشانی ہے!

جوشخص زمانے (بھر) سے مخالفت مول لے گا (خود ہی) تھک کر گر پڑے گا!

اور جو زمانے سے بدلہ لینے کے چکر میں پڑے گا وہ غصے میں ہی رہے گا۔۔۔!

اور ظالموں سے انتقام کا وقت کتنا قریب ہے!!

''عہد شکنی'' کا صحیح جواب یہ ہے کہ۔۔۔عہد شکن سے وفاداری نہ کی جائے۔۔۔!

''پرہیزگار'' کی لغزش سخت ترین لغزش ہے۔۔۔اور۔۔۔جھوٹ کی علّت بدترین بیماری ہے۔۔۔!

''لوٹ مار اور افراتفری'' بہت سے سرمائے کو بھی ختم کر دیتی ہے اور میانہ روی (کی برکت) سے تھوڑا مال بھی خوب پھلتا پھولتا ہے بے کسی (دوستوں کا نہ ہونا) خواری ہے! والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آنا کریم الطبع ہونے کی علامت ہے۔۔۔اور ''لغزش'' اور ''جلد بازی'' کا چولی دامن کا ساتھ ہے!

ایسی ''لذت'' میں کوئی خوبی نہیں جس کے بعد ''ندامت'' ہو!

''عقل مند'' حقیقتاً وہی ہے جس کو ''تجربے'' نصیحت دے دیں۔۔۔اور۔۔۔ ''ہدایت'' (دل کے) اندھے پن کو دور کر کے ''بصیرت میں اضافہ'' کرتی ہے۔۔۔اور تمہاری ''زبان'' تمہاری عقل کی ترجمان ہے اختلاف اور اُلفت ساتھ ساتھ نہیں ہوتے۔۔۔!

''پڑوسی کا حال احوال پوچھتے رہنا'' خوش ہمسائیگی کے آداب میں سے ہے۔۔۔!

''میانہ رو'' (معتدل مزاج) کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔۔۔!

جو ''زُہد'' اختیار کرے گا کبھی ''فقیر'' نہ ہوگا۔۔۔!

کسی شخص کا ''چہرہ'' اُس کے ''باطن'' کو بیان کر دیتا ہے!

بعض لوگ اپنی موت کا سامان خود کر لیتے ہیں!

(وثوق و) اطمینان کے بدلے میں کسی اُمید کا سودا نہ کرو! ضروری نہیں کہ جس چیز سے ڈر لگے وہ ضرر رساں بھی ہو اور بعض ہنسی مذاق ''سنجیدگی'' تک پہنچ جاتے ہیں!

جو، زمانے کی طرف سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے زمانہ اُسی سے خیانت کرتا ہے (اور اُسی کو دھوکہ دیتا ہے) جو زمانے کو عظیم سمجھتا ہے یہ اُسی کو ذلیل کرتا ہے جو اس سے لڑتا ہے یہ اُسے خاک چٹا دیتا ہے۔۔۔ جو اس کی پناہ میں چلا جاتا ہے یہ اُس کو قبول کر لیتا ہے۔۔۔ اور یہ ضروری نہیں جو بھی تیر پھینکے اس کا تیر نشانے پر بیٹھے۔۔۔!

جب ''حاکم'' بدلتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔۔۔ تمہارے خاندان کا سب سے اچھا فرد...وہ ہے جو تمہیں دوسروں سے بے نیاز کر دے۔۔۔! ہنسی مذاق۔۔۔ کینے پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔۔۔!

''حریص'' شخص، خواہش کے حصول میں اکثر ناکام رہتا ہے! ''یقین'' ایمان و عقائد کا درست و صحیح ہونا ہی سرنامۂ دین ہے!

گناہوں سے تمہارا بچنا ہی مکمل اخلاص ہے بہترین قول وہ ہے عمل جس کو سچ ثابت کر دے!

سلامتی، استقامت (اور مستقل مزاجی) میں ہے۔۔۔!

''دعا'' رحمت کی کنجی ہے۔۔۔!

سفر پر روانگی سے قبل، رفیقِ سفر کے بارے میں اور گھر (مکان) خریدنے سے پہلے پڑوسی کے اچھے یا برے ہونے کے بارے میں چھان بین کرلو۔۔۔!

دنیا میں عارضی پڑاؤ والوں کی طرح رہو!

کوئی تم سے جسارت کرے تو برداشت سے کام لو۔۔۔!

کوئی تم سے معذرت کرے تو قبول کرلیا کرو۔۔۔!

لوگوں کو اُنکی کوتاہیاں معاف کرتے رہا کرو!

تم اپنے بھائی (دوست) کی بات مان لیا کرو چاہے اُس نے تمہاری بات نہ مانی ہو۔۔۔تم اُس سے رشتہ جوڑے رکھو چاہے اس نے تم پر جفا کی ہو!

سخاوت اور بڑے پن کو اپنی عادت بنالو۔۔۔!

اور اپنے لئے، ہر اچھی عادت و اخلاق کا انتخاب کرو! اس لئے کہ اچھائی (اور بھلائی) بھی ایک عادت ہی ہے!

گندی یا مضحکہ خیز بات کہنے سے بچو چاہے وہ بات تم کسی دوسرے ہی کی طرف سے بیان کرر ہے ہو!!

تم خود ہی انصاف کیا کرو قبل اس کے لوگ تم سے انصاف کروانا چاہیں۔۔۔!

خبردار! عورتوں سے مشورہ نہ لینا، کیونکہ ان کی عقل کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔۔۔انہیں پردے میں رکھو تا کہ اُن کی نگاہیں۔۔۔نامحرموں پر نہ پڑیں۔۔۔اس لئے کہ۔۔۔پردے اور حجاب میں سختی، تمہارے اور اُن کے دونوں کے لئے بہتر ہے!

عورتوں کا گھر سے نکلنا اتنا خطرناک نہیں، جتنا کسی ناقابل اعتماد (نامحرم) شخص کو اُن کے گھروں میں جانے دینا۔۔۔اگر تم ایسا کرسکو۔۔۔کہ وہ تمہارے سوا کسی اور نامحرم کو نہ پہچان سکیں۔۔۔تو ایسا ہی کرو!

اور عورتوں کو اُن کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے معاملات میں من مانی مت کرنے دو کہ وہ حد سے تجاوز کرسکیں اس لئے کہ اُن کو محدود کرنا اُن کے حالات کے لئے بہتر۔۔۔، اُن کے دل و دماغ کو سکون بخشنے اور اُن کے حسن و جمال۔۔۔ کے دوام کا سبب ہے۔۔۔ اس لئے کہ یقیناً عورت موسمِ بہار کا پھول ہے وہ کوئی (خود مختار حاکم، وکیل، منیجر) ''کارکن'' نہیں ہے۔۔۔ اُس کی واجبی عزت سے آگے نہ بڑھو اور اتنا سر نہ چڑھالو کہ اُسے یہ لالچ ہو جائے کہ وہ تم سے دوسروں کی سفارش کرنے لگے اور دوسروں کی خاطر۔۔۔ تم پر غصہ کرنے لگے۔۔۔!

اور۔۔۔ عورتوں کے ساتھ تنہائی میں اتنا زیادہ وقت نہ گزارو کہ۔۔۔ تم اُن سے یا وہ تم سے اُکتا جائیں (اور تنگ دل ہو جائیں)! اور عورتوں کے سامنے (اپنے احساسات کے ضرورت سے زیادہ اظہار سے) رُکے رہو، اس لئے کہ تمہارا ان کے سامنے طاقتور اور صاحب اقتدار نظر آنا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ تمہیں سست (یا کمزور شخصیت کا مالک) سمجھنے لگیں۔

خبردار! غیرت کے مواقع کے علاوہ۔۔۔ غیرت کا اظہار مت کرنا اس لئے کہ ایسا کیا تو۔۔۔ اچھی عورت بھی برائی کے راستے پر چلی جائے گی! ان کے بارے میں کام پکا رکھو (برے کام کریں تو ہاتھ پکڑلو) اور اگر کوئی عیب یا گناہ دیکھو۔۔۔ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا تو سزا دینے میں تاخیر مت کرو!۔۔۔ اور سزا دیتے وقت۔۔۔ اس بات سے بچو۔۔۔ کہ گناہ کو تو بہت بڑا سمجھ لو مگر معذرت اور معافی مانگنے کو بہت چھوٹی اور ہیچ بات سمجھ بیٹھو!۔۔۔

اور اپنے غلاموں اور نوکروں کی اچھی تربیت کرو اور اُن پر غصہ کم سے کم کیا کرو۔ بغیر کسی خطا کے۔۔۔ زیادہ ڈانٹ پھٹکار مت کیا کرو۔۔۔ اور اگر اُن میں سے کسی سے کوئی غلطی ہو ہی گئی ہو تو ڈانٹ ڈپٹ میں ذرا نرمی سے کام لو۔۔۔ اس لئے کہ جو عقلمند اور سمجھدار

ہے اُس کے لئے سرزنش عفوودرگزر کے ساتھ۔۔۔، ۔۔۔مار پیٹ کے مقابلے میں زیادہ اثر رکھتی ہے۔۔۔

اور جو بے عقل ہے اُس پر سختی نہ کرو اور سزا میں ہاتھ ہلکا رکھو۔

اور ہر خادم (نوکر) کے لئے ایک کام معین کردو پھر اُسی سے وہ کام لیا کرو... یہ روِش زیادہ مناسب ہے!۔۔۔اس طرح وہ لوگ کام کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے!۔۔۔

اپنے خاندان اور کنبے کی عزت کیا کرو یہی تمہارے وہ بازو ہیں جن کے سہارے تم پرواز کرتے ہو۔۔۔اور یہی لوگ تو تمہاری وہ اصل و بنیاد ہیں جن کی طرف تمہیں واپس آنا ہوتا ہے، اور یہ لوگ ہی، تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن کے ذریعے تم کسی پر حملہ کرتے ہو یہی لوگ جنگ کے وقت۔۔۔تمہارے (ہمہ دم) تیار رہنے والے ساتھی ہوتے ہیں،

ان میں سے بڑوں کی عزت و تکریم کرو۔۔۔

اوران کے بیماروں کی عیادت کیا کرو۔۔۔

اوراپنے کاموں میں انہیں شریک رکھا کرو۔۔۔

اُن کی مشکلات میں (اُن کی) دستگیری کیا کرو۔۔۔!

اوراپنے کاموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگا کرو کہ وہ سب سے بڑا کفایت کرنے والا مددگار ہے۔۔۔!

میں تمہارے دین و دنیا کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور اُس سے... تمہارے لئے.... دین ودنیا کے بارے میں تمہارے حق میں بہترین فیصلے کی، دعا کرتا ہوں۔

وَالسَّلاَمُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

اور تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور رحمت نازل ہو!

امیر المومنین علیہ السلام کی وصیت
اپنے بیٹے (امام) حسینؑ کے نام

اے میرے پیارے فرزند!

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ۔۔۔تم خواہ دولتمند ہو یا تہی دست ۔۔۔ ہر حال میں خوف خدا کو مدنظر رکھنا! اور ہر حال میں حق بات کہنا چاہے تم خوش باش ہو یا غضبناک!!۔۔۔ تم مال دار ہو یا غریب ہر حال میں اخراجات کو حد اعتدال میں رکھنا۔۔۔! تمہارے سامنے دوست ہو یا دشمن ۔۔۔ عدل سے کام لینا۔۔۔! تمہاری طبیعت چست وشاداب ہو یا سست و کسلمند۔۔۔تم کسی نہ کسی کام میں مصروف رہنا! تمہارے حالات سختی کے ہوں چاہے نرمی کے۔۔۔ ہر حال میں اللہ سے راضی رہنا۔۔۔!

اے میرے پیارے بیٹے! وہ ''شر'' (حقیقتاً) شر نہیں ہے جس کے بعد ''جنت'' ملے اور وہ ''خیر'' درحقیقت خیر نہیں جس کے بعد دوزخ نصیب ہو''بہشت'' کے مقابلے میں ہر نعمت ''حقیر'' ہے!'' آتشِ دوزخ کے مقابلے میں ہر بلاء ومصیبت۔۔۔سلامتی و عافیت ہے! یہ بات یاد رکھو بیٹا۔۔۔ جو اپنے عیوب دیکھنے میں لگا رہتا ہے اُس کے پاس دوسروں کے عیب دیکھنے کی فرصت نہیں رہتی! جو شخص لباس تقویٰ سے عاری ہو جائے اُسے کوئی لباس ڈھانپ نہیں سکتا۔۔۔!

جو شخص اللہ کی عطا کردہ قسمت پر خوش رہتا ہے اُسے کسی شے کے ہاتھ سے جانے کا غم نہیں ہوتا۔۔۔!

جو شخص کسی پر ظلم کے لئے تلوار کھینچے گا ہو سکتا ہے وہ اُسی تلوار سے قتل کیا جائے! جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودے گا، وہ خود اُس میں گر جائے گا۔۔۔!

جو شخص کسی اور کے گھریلو معاملات کی پردہ دری کرے گا تو خود اُس کے لئے اپنے گھر کے عیب بھی ظاہر ہو جائیں گے! جو اپنی غلطیوں کو بھول جاتا ہے وہی دوسرے کی خطاؤں کو بڑا سمجھنے لگتا ہے! جو ہر وقت کاموں کی مشقت میں پڑا رہتا ہے وہ اپنے کو تھکا مارتا ہے، جو مسائل کے بھنور میں گھستا ہے، ڈوب جاتا ہے! جو اپنی رائے پر اکڑتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے جو اپنی عقل سے بے نیاز ہو جائے، لغزش کا شکار ہو جاتا ہے!

جو لوگوں سے غرور سے پیش آتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے!

جو علماء کے ساتھ گھل مل جاتا ہے باوقار شخصیت کا مالک ہو جاتا ہے!

جو کمینوں سے میل جول رکھتا ہے، حقیر ہو جاتا ہے!

جو، لوگوں سے غیر دانشمندانہ طرز عمل اپنائے گا وہ گالیاں کھائے گا!

جو شخص بدنام جگہوں پر جائے گا اُس پر تہمتیں ہی لگیں گی!

جو، ہنسی مذاق میں پڑا رہے گا وہ ہلکا (معمولی) شخص سمجھا جائے گا

جو شخص کوئی کام زیادہ کرے گا۔ اُسی کام سے پہچانا جائے گا!

جو زیادہ باتیں کرے گا...... زیادہ غلطیاں کرے گا!

جس کی غلطیاں (خطائیں) زیادہ ہو جائیں اس کی حیا، شرم کم ہو جاتی ہے۔

جس کی شرم و حیا کم ہو اس کی پارسائی بھی کم ہو جاتی ہے......!!

جس کی پارسائی کم ہو، اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے........!

اور جس کا دل (بے حس) ہو جائے... وہ دوزخ میں جاتا ہے..!

اے میرے پیارے فرزند!

جو شخص لوگوں کے عیوب پر تو نگاہ رکھے اور (انہیں اچھا نہ سمجھے لیکن انہی عیوب کو) اپنے لئے اچھا سمجھے تو ایسا شخص قطعاً احمق اور بے وقوف ہے....!

جو شخص (مسائل میں) غور و فکر سے کام لیتا ہے وہ عبرت و سبق حاصل کر لیتا ہے! جو عبرت و نصیحت حاصل کر لے وہ (بے کار باتوں اور کارِ عبث سے) کنارہ کش ہو جاتا ہے......!

اور جو کنارہ کش ہو جائے وہ (پریشانیوں سے) بچا رہتا ہے۔

جو شہواتِ نفسانی کو چھوڑ دے وہ (حقیقتاً) آزاد ہو جاتا ہے اور جو حسد چھوڑ دے وہ لوگوں کا محبوب ہو جاتا ہے۔

اے بیٹا!

مومن کی عزت، لوگوں سے بے نیاز رہنے ہی میں ہے! اور قناعت نہ ختم ہونے والا مال ہے.....!

جو شخص موت (کو زیادہ یاد رکھتا ہے یا اس کا) ذکر کثرت سے کرتا ہے وہ دنیا کے تھوڑے (مال و متاع) سے بھی خوش رہتا ہے!

اگر کسی شخص کو یہ نکتہ سمجھ میں آجائے کہ اس کا کلام اس کے "کام" کا حصہ سمجھا جاتا ہے تو وہ کم بولے گا اور وہ بھی اس وقت کہ جب بولنے میں کوئی (مادّی یا معنوی) فائدہ یا نفع ہو!

اے میرے پیارے فرزند!

اس شخص پر تعجب ہے جو سزا سے ڈرتا ہے مگر (گناہ سے) رکتا نہیں.....!!

ثواب کی امید تو رکھتا ہے..... مگر توبہ نہیں کرتا.... نہ (نیک) عمل کرتا ہے....!

بیٹا.....! غور و فکر روشنی پھیلاتا ہے..... غفلت، تاریکی اور جہالت و ضلالت و گمراہی ہے...!

خوش نصیب تو وہ ہے جو کسی دوسرے سے نصیحت حاصل کر لے!

ادب بہترین میراث ہے! اور خوش خلقی بہترین ساتھی ہے!

رشتے داروں سے قطع تعلق کر کے (زندگی میں صحیح معنیٰ میں) نشو ونما نہیں ہوتی...!

گناہوں میں انہماک کے ساتھ تونگری نہیں رہتی...!

اے میرے بیٹے!....

عافیت وسلامتی کے دس حصے ہیں ان میں سے نو (۹) خاموشی میں ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے، (کہ ذکر خدا میں لب کشائی خود عافیت کا سبب ہے) اور عافیت وسلامتی کا ایک حصہ، کم عقلوں، بے وقوفوں کی صحبت، ترک کر دینے میں ہے۔

اے فرزند!

جو شخص ''خدا کی نافرمانی'' کے لباس سے آراستہ ہو کر مجلس میں خودنمائی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنا دے گا......!

جو علم کو (حاصل کرنا) چاہے گا...وہ عالم ہو جائے گا...!

اے فرزندِ دلبند!

سرچشمۂ علم....نرم مزاجی سے......

اور علم کی تباہی و بربادی، درشت مزاجی سے کام لینے کا نام ہے...!

مصائب پر صبر، ایمان کے خزانوں میں سے (ایک خزانہ) ہے....!

پاک دامنی، ''فقر'' (وتہی دستی) کی زینت ہے......!

اور تونگری کی سج دھج، شکر خدا ادا کرنا ہے.............!

جو شخص انجام کے بارے میں غور وفکر کئے بغیر کاموں میں ہاتھ ڈال دیتا ہے وہ مصائب (ومشکلات) میں پڑ جاتا ہے....اور کسی کام کو (شروع) کرنے سے قبل (احتیاطی تدابیر) منصوبہ بندی،......بعد کی ندامت سے بچا لیتی ہے۔

جو مختلف تجاویز کو سامنے رکھتا ہے وہ غلطیوں کے مواقع (اور مقامات) کو پہچان لیتا ہے!

''صبر'' ناداری سے محفوظ رکھنے والی ڈھال ہے! حرص وندیدہ پن، بھکاری پن کی نشانی ہے!

''غریب'' مہربان..... ''ظالم'' مال دار سے اچھا ہے!

ہر شے کی ایک خوراک ہے.... اور موت کی خوراک آدم زاد ہے!

اے فرزند......!

کسی گناہ گار کو (رحمت خداوندی سے) مایوس نہ کرنا.... کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہ گار کی عاقبت بخیر ہو جاتی ہے اور بسا اوقات (ابتدائی دور میں) خوش کردار شخص.. عمر کے آخری حصے میں... بدکردار و مفسِد ہو کر جہنمی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس صورت حال سے، اپنی پناہ میں رکھے.....!!

اے بیٹا.......!

کبھی گنہگار (توبہ کر کے) نجات یافتہ ہو جاتا ہے اور (نیک) عمل کرنے والا (بد اعمالی میں پڑ کر) جہنم میں جا گرتا ہے!

جو شخص سچ کی حرارت برداشت کر لیتا ہے اس پر (زندگی کی) سختی اور بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں....!

نفس کی مخالفت کے وسیلے سے ہی اس کی صحیح رہنمائی ہوتی ہے!

(گھڑیاں، پل اور) ساعتیں، عمروں کو کم کر رہی ہے.......!!

سب حاکموں کے حاکم اور ضمیروں میں پوشیدہ باتوں کے عالم کی جانب سے باغیوں اور ستمگروں کے لئے (ویل اور) ہلاکت ہے۔

اے فرزند دلبند!

آخرت کے لئے بدترین زادراہ (اللہ کے) بندوں پر ظلم کرنا ہے...!

(دنیا کا) ہر گھونٹ، اچھو لگانے والا اور ہر لقمہ گلے میں پھندا لگانے والا ہے اور تم کوئی نعمت حاصل ہی نہیں کر سکتے، جب تک کوئی دوسری نعمت تمہارے ہاتھ سے نکل نہ جائے!

مصیبت سے آسائش، موت سے زندگی، بیماری سے تندرستی، کتنی (زیادہ) قریب ہے!

سعادت و خوش بختی ہے، اس شخص کے لئے جو اپنے عمل، علم، دوستی، دشمنی، لینے، چھوڑ دینے، بولنے، چپ رہنے، کردار اور گفتار کو.... اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر لے.......!

مبارک ہو......! مبارک ہو.....اُس عالم کو جو عمل کرے تو محنت سے کرے...اُسے (موت کے) شبخون کا ڈر ہو تو (زادراہ سے) تیاری کی حالت میں آمادہ رہ کر زندگی بسر کرے۔

.........اگر اس سے کچھ پوچھا جائے تو.....وہ نصیحت کرے.....اور اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو.....خاموش رہے.....اور اس کی بات کو درست ہونا چاہیے اور اس کی خاموشی جواب میں عاجز رہنے کی وجہ سے نہ ہونا چاہیے.....!

ویل و ہلاکت ہے اس کے لئے جو محرومی، ذلت و خواری، اور نافرمانی و عصیان سے دوچار ہو جائے....!

یوں اپنے لئے تو اسے اچھا سمجھنے لگے، جسے دوسروں کی جانب سے (ہو، تو) برا سمجھے اور لوگوں پر کسی بات کا عیب لگائے...حالاں کہ خود اسی فعل کا مرتکب ہو رہا ہو!

اے فرزندار جمند! یاد رکھو!!

جو بھی نرم گفتار ہو گا (لوگوں کو) اس سے محبت کرنا پڑے گی.....اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کی توفیق عطا فرمائے..........! اور اپنی قدرت کے ذریعے اپنے اطاعت گزاروں میں قرار دے۔

یقیناً...اللہ تعالیٰ جواد (سخی) و کریم ہے!!

امیر المومنین علی علیہ السلام کا وہ خطبہ جو

''خطبہٗ وسیلہ'' کے نام سے معروف ہے۔

نوٹ: ہم نے خطبہ کا صرف وہ حصہ نقل کیا ہے جو اس کتاب کے لئے مناسب تھا!

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اوہام وخیالات کو اس کے وجود (کی نشانیوں) کے سوا کسی اور چیز (یعنی ذات خدا کے بارے میں علم) پر کامیابی پانے سے روک دیا اور جس نے اپنی ذات کے بارے میں عقلوں پر پردہ ڈال دیا کہ وہ (اس کی ذات کے بارے میں) خیال آرائی کر سکیں۔

اس لئے کہ اس کی ذات کا کسی کی مانند ہونا ممتنع اور ناممکن ہے!

بلکہ وہ ہستی ہے کہ جس کی حقیقتِ ذات میں تفاوت واختلاف نہیں ہے!

اور وہ ایسی ذات ہے جو اپنی صفات کمال میں عدد اور گنتی کے ذریعے جزء جزء (ٹکڑے ٹکڑے) نہیں ہو سکتی۔

وہ تمام چیزوں سے جدا ہے مگر کسی فاصلۂ مکانی کی وجہ سے نہیں!

وہ ہر شے میں ہے لیکن ایسے نہیں کہ وہ اس چیز کے ساتھ مل گیا ہو (دودھ اور پانی کے آپس میں ملنے کی مانند)...!

وہ تمام اشیاء کا ''عالم'' ہے مگر (اس علم کے لئے) وہ آلات واوزار کا محتاج نہیں۔ اس کا علم ''عینِ ذات'' کے علاوہ نہیں۔ ''اس'' کے اور ''معلوم'' کے درمیان کسی غیر کا واسطۂ علم نہیں کہ وہ اس (واسطے) کے سہارے معلوم تک پہنچا ہو!

اگر اس کے بارے میں ''تھا'' (کانَ) کا لفظ بولا جائے تو (ایسا صرف اس کے وجود کے ہمیشہ سے ہونے کے اظہار کے لئے کہا جا سکتا ہے) اس کا مطلب ہے کہ اس کا وجود ازلی

ہے۔اور اگر کہا جائے کہ "لم یزل" (ہمیشہ سے ہے اور رہے گا) تو اس کا مطلب ہے کہ عدم (نہ ہونا) کی اس کے لئے گنجائش نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ پاک و پاکیزہ اور بہت بلند ہے، کسی شخص کے قول سے کہ "وہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے اور اس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا خدا بنالیا ہے"۔ہم اس کی ایسی حمد کرتے ہیں جو اسے اپنی مخلوقات کی جانب سے اپنے لئے پسند ہے اور وہ اُس حمد کو قبول کرنا خود پر واجب و لازم سمجھتا ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے فرستادہ (رسولؐ) ہیں!

یہی دونوں گواہیاں گفتار کو بلند اور کردار کو بھاری بھرکم بناتی ہیں۔

میزان عمل کے جس پلڑے میں یہ دونوں نہ ہوں وہی ہلکا ہو کر اٹھ جائے گا اور جس پلڑے میں یہ دونوں ڈال دی جائیں وہ بھاری ہو کر جھک جائے گا........!

اور انہی دونوں کے سہارے جنت (کے حصول) کی کامیابی اور دوزخ سے نجات و رستگاری (حاصل) ہوتی ہیں اور پل صراط سے گزرنے کا پروانہ مل جاتا ہے اور تم لوگ انہی گواہیوں کے وسیلے سے ہی بہشت میں داخل ہوگے اور درود کے وسیلے سے تم رحمت الٰہی پاؤ گے۔

لہٰذا تم زیادہ سے زیادہ درود وصلوات بھیجا کرو! (کہ فرمان الٰہی ہے) انَ اللّٰہ و ملائکتَہ یصلون علیٰ النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً (سورۂ احزاب آیت ۵۶) یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو، تم بھی انؐ پر درود بھیجا کرو اور ان کے فرمان پر گردن جھکا دو!!

اے لوگو!

اسلام سے بلند کوئی شرف و برتری نہیں اور کوئی پناہ گاہ "ورع" (اپنے نفس کو گناہوں

سے بچائے رکھنا) سے زیادہ محفوظ و مضبوط نہیں!

اور ''توبہ'' سے زیادہ کامیاب سفارش کرنے والا کوئی نہیں۔

''عافیت'' سے زیادہ خوبصورت ترین پہناوا، کوئی نہیں!

کوئی ''باڑھ'' (حفاظتی گرل وغیرہ) سلامتی سے زیادہ (برائیوں، کے آفتوں کے لئے) رکاوٹ والی نہیں ہے۔

کوئی مال و دولت قناعت و رضا (تقدیر الٰہی پر راضی رہنا) سے زیادہ افلاس دور کرنے والی نہیں۔

اور جو شخص روزانہ گزارے لائق روزی پر اکتفا کرے تو وہ اپنی راحت و آسائش کا بندوبست کر لیتا ہے۔

دنیا کی رغبت ''رنج و مشقت کی کنجی'' ہے، اور ''ذخیرہ اندوزی'' مصائب (و ناراحتی) کی ''سواری'' ہے۔

اور حسد دین کے لئے آفت (تباہی کا سبب) ہے اور ''حرص'' گناہوں میں گھس پڑنے کی دعوت دیتی ہے۔

گناہ (جنت سے) محرومی کی دعوت دیتے ہیں.........

اور ظلم و ستم موت کی جانب کھینچے لئے جاتا ہے......

اور (دنیا کی) شدید حرص تمام عیوب کو جمع کر دیتی ہے!

بسا اوقات طمع بے نتیجہ اور آرزوئیں (سراب) جھوٹی ہوتی ہیں اور کبھی امید محرومی تک پہنچاتی ہے اور بعض اوقات تجارتوں کا انجام خسارہ ہوتا ہے۔

خبردار! جو شخص نتائج و عواقب کے بارے میں غور و فکر کئے بغیر کاموں میں ہاتھ ڈال دیتا ہے وہ رسوا کن حادثات کے درپے ہو جاتا ہے....!

اور قرض مومن کے لئے بدترین (گلے کا) ہار ہے!

اے لوگو! کوئی خزانہ علم سے زیادہ نفع بخش نہیں ہے اور حلم و بردباری سے بڑھ کر کوئی عزت سودمند نہیں!

اور کوئی شرافت خاندانی.....، ادب وتہذیب سے زیادہ رسائی نہیں رکھتی!

اور غصے سے زیادہ دردناک، کوئی مصیبت نہیں.....اور کوئی حسن و جمال عقل سے بہتر نہیں اور جہالت سے زیادہ برا کوئی ساتھی، سنگتی نہیں ہے! اور جھوٹ سے زیادہ بری کوئی برائی نہیں اور خاموشی سے زیادہ حفاظت کرنے والا کوئی محافظ نہیں اور کوئی غائب موت سے زیادہ نزدیک تر نہیں اور اے لوگو جو شخص اپنے عیوب کے بارے میں غور و فکر کرتا رہے گا وہ دوسروں کے عیبوں (کی چھان بین) میں مشغول رہنے سے باز رہے گا۔!

جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق پر خوش رہتا ہے اسے دوسرے کے ہاتھ کی چیز دیکھ کر افسوس نہیں ہوتا!

جو شخص ظلم کرنے کے لئے تلوار اٹھائے گا وہ (آخر کار) اسی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔

جو اپنے بھائی (دوست) کے لئے کنواں کھودے گا وہ خود اسی کنویں میں گر پڑے گا!

جو دوسرے کے عیبوں کی پردہ دری کرے گا اس کے اپنے گھر کے عیب مشہور ہو جائیں گے اور جو اپنی لغزش کو فراموش کردے گا وہی شخص دوسرے کی لغزش کو بڑا سمجھے گا۔

جو شخص صرف اپنی رائے کو پسند کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے!

جو اپنی عقل کی پرواہ نہیں کرتا وہ لغزش کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو لوگوں سے تکبر و غرور کرتا ہے، ذلیل و خوار ہو جاتا ہے....، جو لوگوں سے بداخلاقی (سفاہت) سے پیش آتا ہے گالیاں کھاتا ہے۔ جو علماء کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا ہے وہ باوقار (شخصیت کا مالک) ہو جاتا ہے۔

جو گرے پڑے کمینوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے وہ حقیر ہو جاتا ہے۔

جو شخص ایسا وزن (ذمہ داری) اٹھالے جس کی سکت نہ ہو وہ عاجز و درماندہ ہو جاتا ہے۔

اے لوگو! کوئی دولت و ثروت عقل سے زیادہ سودمند نہیں.....

اور کوئی فقر، جہالت سے زیادہ سخت و دشوار نہیں!

نصیحت و خیر خواہی سے زیادہ (فصیح) و بلیغ وعظ کوئی نہیں۔

تدبیر (منصوبہ بندی) جیسی عقل کوئی نہیں اور غور و فکر جیسی کوئی عبادت نہیں اور مشاورت (ایک دوسرے سے مشورہ کرنا) سے بہتر کوئی مددگار.... (بھروسہ اور) اعتماد کے لائق نہیں....اور کوئی تنہائی...خود پسندی سے زیادہ وحشت انگیز نہیں۔کوئی پارسائی خودداری اور کوئی بردباری صبر اور خاموشی جیسی نہیں!!

اے لوگو! انسان کی ''دس'' خصلتوں کا وسیلۂ اظہار اس کی ''زبان'' ہے:

- ۱۔زبان مافی الضمیر کو ظاہر کرتی ہے۔
- ۲۔قاضی کے فیصلے کو..............
- ۳۔بولنے والے کے ''جواب'' کو،
- ۴۔سفارش کرنے والے کی حاجت روائی کے لئے کی گئی سفارش کو
- ۵۔کسی شے کی پہچان کے لئے صفات بیان کرنے والے کی وصف گوئی کو،
- ۶۔''حکم'' کو، جو حاکم، کسی اچھے کام کے لئے جاری کرتا ہے۔
- ۷۔''وعظ'' کو، جو واعظ کسی برائی سے روکنے کے لئے کرتا ہے۔
- ۸۔''تعزیت و تسلی'' کو، جو کسی کے رنج و حزن کے لئے باعث سکون ہوتا ہے۔
- ۹۔جائز تعریف کو، جو دلوں سے کینے دور کرنے کا باعث ہوتی ہے۔
- ۱۰۔خوش گلو کی ''خوش گلوئی'' کو، جو سامعین کو بھلی لگتی ہے۔

حضرات!

جس کی باتیں حکمت و دانش والی ہوں اس کی خاموشی، اچھی نہیں اسی طرح جاہلانہ گفتگو میں کوئی اچھائی نہیں۔ حضرات! یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ جس کو اپنی زبان پر قابو نہیں وہ پشیمان ہوتا ہے۔ جو شخص تکلفاً بھی بردباری نہیں کرتا وہ حقیقتاً بھی بردبار نہیں بن پاتا۔

جو (غلط کام سے) اپنے آپ کو روکتا نہیں وہ عقل مند نہیں ہے۔ جو بے عقلی کرتا ہے وہ توہین و ذلت پاتا ہے۔

جو ذلیل ہو جائے وہ بے توقیر ہو جاتا ہے۔

جو متقی ہو جائے وہ نجات پاتا ہے۔

جو شخص کوئی مال ناحق حاصل کرے وہ اسے ایسی جگہ خرچ کر دے گا جہاں سے اسے کوئی اجر بھی نہ مل پائے جو شخص نیک نامی کی حالت میں برے کام نہ چھوڑے گا تو اسے وہ کام تب چھوڑنے پڑیں گے جب لوگ اسے برا کہنے لگیں!

جو شخص (سکون سے مال و دولت کے ساتھ) بیٹھا ہوا ور لوگوں کو عطا (بخشش) نہ کرے تو جب وہ (پریشان اور فقیر ہو کر خود مانگنے کے لئے) کھڑا ہو گا تو اس سے بھی (ہاتھ کو عطا و بخشش سے) روک لیا جائے گا۔

جو شخص بغیر استحقاق کے عزت کا طالب ہو، وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ جو "حق" سے عناد و دشمنی کرے گا تو (تھک کر) کمزور پڑ جائے گا..!

جو علم دین (محنت سے) سیکھے گا لوگ اس کی عزت و توقیر کریں گے۔ جو تکبر کرے گا لوگ اسے حقیر سمجھیں گے۔

جو اچھے کام نہیں کرے گا لوگ اس کی تعریف (بھی) نہیں کریں گے۔

اے لوگو! ذلت سے پہلے موت، راحت طلبی سے پہلے سخت محنت اور سزا سے پہلے اپنا

محاسبہ کر لینا بہتر ہے۔

فقیر ہو جانے سے قبر میں جانا اور نظر بازی کی کثرت سے بصارت کا نابینا پن زیادہ اچھا ہے۔

(زمانے میں) دو طرح کے دن ہوتے ہیں۔

ایک دن جو تمہارے موافق اور دوسرا وہ دن جو تمہارے مخالف ہوتا ہے۔ ان دونوں ایام میں صبر کرو، کیوں کہ ان میں تمہارا امتحان ہوتا ہے۔

اے لوگو!

انسان کے اندر عجیب ترین عضو اس کا دل ہے۔ جس میں حکمت و دانش مندی اور ان کے اضداد کا خام مال ہوتا ہے۔

اگر اسے آرزوئیں سوجھتی ہیں تو لالچ ذلیل کروا دیتا ہے۔ اسے لالچ کا ہیجان ہو جائے تو حرص تباہ کر دیتی ہے۔ ناامیدی اس پر قابو پالے تو افسوس اسے مار ڈالتا ہے۔

یہ اگر کسی پر ناراض ہو جائے تو سخت (طیش اور) غیظ میں آجاتا ہے۔

اگر اسے (دل کو) کسی سے راضی ہونے کی سعادت نصیب ہو جائے تو یہ (اس سے) بچنا (دور رہنا) چھوڑ دیتا ہے۔

اگر اسے (مستقبل کا) خوف در پیش ہو تو (ماضی کا) غم اسے مشغول (کر کے خوف کو دور) کر دیتا ہے۔

اگر اس کو بہت سا امن و چین مل جائے تو غفلت اسے چھین لیتی ہے۔

اگر اسے کوئی تازہ نعمت مل جائے تو فخر و شکوہ (کا احساس) اسے گھیر لیتا ہے۔

اگر اسے مال و دولت سے کوئی فائدہ (و نفع) مل جائے تو بے نیازی اسے سرکشی پر آمادہ کرتی ہے۔

اگر یہ فقر و محتاجی سے دو چار ہو جائے تو اس کی بے صبری (جزع و فزع یا رونا پیٹنا)

اسے رسوا کر دیتی ہے۔

اور اگر بے صبری بے تحاشہ ہو جائے تو اسے کمزور کر کے بٹھا دیتی ہے۔

اسے اگر پیٹ بھر کے کھانا ملنے لگے تو اس کی بسیار خوری (اور پیٹو پن) پیٹ میں سانس لینے کی جگہ بھی نہیں چھوڑتی۔ اس کے ساتھ کسی قسم کی کوتاہی ضرر رساں اور اس کے لئے ہر قسم کا افراط (حد سے آگے بڑھ جانا) فساد اور خرابی کا باعث ہے۔

اے لوگو!

جو شخص جو (مال و متاع میں) کم ہوا وہ خوار ہی رہا۔

جس نے سخاوت کو وطیرہ بنایا وہی سردار بنا۔

جس کے پاس مال و متاع کثرت سے ہو وہی رئیس بنتا ہے۔

جو بردباری سے زیادہ پیش آتا ہے وہی شریف (و نجیب) ہوتا ہے۔!

جو اللہ تعالیٰ کی "ذات" کے بارے میں غور و فکر میں پڑ جاتا ہے وہ ملحد و زندیق ہو جاتا ہے۔

جو شخص کوئی کام زیادہ کرتا ہے وہ اس کام سے ہی پہچانا جاتا ہے۔!

جو شخص ہنسی مذاق زیادہ کرتا ہے وہ حقیر سمجھا جاتا ہے۔ جو زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب جاتا رہتا ہے۔

بے ادب کو شرافت خاندانی فائدہ نہیں دیتی۔!

سب سے اچھا فعل اپنی عزت و آبرو کو مال خرچ کر کے بچا لینا ہے۔!

جاہل کے ساتھ نشست و برخاست عقلمندی نہیں ہے جو جاہلوں کے ساتھ بیٹھا کرتا ہے اسے کج بحثی اور قیل و قال کے لئے تیار رہنا چاہیے۔!

کوئی دولت مند اپنے مال کے ذریعے بھی موت سے نجات نہیں پا سکتا۔ اور کوئی فقیر اپنے فقر کے طفیل بھی موت سے امان نہیں پا سکتا۔

اے لوگو!

بے شک وشبہہ ...دلوں کے لئے کچھ گواہ موجود ہیں جو لوگوں کو اہل تفریط (حد سے زیادہ پیچھے رہ جانے والے لوگ) میں شمار کروا دیتے ہیں۔

نصیحت و وعظ کو جلد سمجھ بوجھ لینے کی صلاحیت نفس کو خطا سے بچنے پر تیار کر لیتی ہے۔

اور کچھ چیزیں دلوں میں ہوس کے وسوسے پیدا کرنے والی بھی ہوتی ہیں اور عقلیں ہی ان کو دور کرتی ہیں اور ان سے روک لیتی ہیں۔اور (انسان کو) تجربوں میں ہی تازہ علم و دانش ملتی ہے اور عبرت (سبق) حاصل کرنے کا جذبہ، درست راہ پر لے جاتا ہے اور اپنے نفس کی تربیت اور ادب کے لئے تمہیں یہی کافی ہے کہ جن باتوں اور طرز عمل کو دوسروں کی جانب سے اپنے لئے برا سمجھتے ہو، اس سے خود اجتناب کرو۔اور تمہارا مومن بھائی (دوست) تم پر ویسا ہی حق رکھتا ہے جیسا تم اس پر رکھتے ہو!

جو شخص صرف اپنی رائے ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لیتا ہے۔

کسی کام کو کرنے سے پہلے منصوبہ بندی کر لینا تمہیں (بعد کی) ندامت سے بچائے رکھتا ہے۔

اور جو شخص مختلف آراء وتجاویز کا سامنا کر لیتا ہے وہ غلطیوں اور خطا کے مقامات سے واقف ہو جاتا ہے۔اور جو شخص فضول گفتگو سے بچتا ہے تو (لوگوں کی) عقلیں اس کی رائے کو عادلانہ سمجھتی ہیں!

جو اپنی شہوت کو کنٹرول کر لیتا ہے وہ اپنی قدر و منزلت کو (ذلتوں سے) بچا لیتا ہے۔

جو شخص زبان کو قابو میں رکھتا ہے اس کے اپنے لوگ اس سے امن میں رہنے لگتے ہیں اور وہ اپنی حاجتوں (کے حصول) میں کامیاب رہتا ہے!

اور حالات کے الٹ پھیر میں ہی لوگوں کے جوہر کھلتے ہیں اور (مشکلات اور) سختی کے شب و روز تم پر اپنے رازہائے نہاں کو عیاں کر دیتے ہیں!

جو شخص گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غوطہ زن ہو وہ برق و رعد کی چمک سے کوئی فائدہ نہیں

اٹھا پاتا اور جو شخص حکمت و دانش سے پہچانا جاتا ہے لوگوں کی آنکھیں اس کو وقار و ہیبت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔

دولت مندی و بے نیازی کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ آرزو اور تمناؤں کو چھوڑ دیا جائے۔

صبر ناداری (سے بچاؤ) کی ڈھال اور حرص فقیر (اور منگتا) ہونے کی نشانی ہے۔

کنجوسی ذلت (ومَسْکَنَتْ) کی اوڑھنی ہے۔

دوستی کرنا خود ایک قسم کی رشتہ داری ہے، جس سے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

ظالم دولت مند سے، غریب مہربان بہتر ہوتا ہے۔

پند و نصیحت اس کی پناہ گاہ ہے جو اس سے پناہ لینا چاہے جو اپنی نگاہ کو آزاد چھوڑ دے اسے افسوس زیادہ ہی کرنا پڑے گا۔

جو بد اخلاق ہوگا اس کے گھر والے بھی اس سے بیزار ہو جائیں گے۔

جو شخص (اپنی خواہش اور چاہت کو) پالیتا ہے اس کی آرزوئیں اور لمبی ہوجاتی ہیں (اور وہ ھل من مزید کے چکر میں پڑ جاتا ہے)

بہت کم آرزوئیں تمہیں سچا کہلواتی ہیں۔

(کہ اکثر و بیشتر تو آرزوئین آدمی کو جھوٹا ہی کروا دیتی ہیں)

تواضع تمہیں لباس ہیبت پہنا دیتی ہے۔

خوش اخلاقی کی وسعت میں روزی، رزق کے خزانے پوشیدہ ہیں۔

جس شخص نے لباس حیاء پہن لیا، لوگوں سے اس کے عیب چھپے رہتے ہیں،!

گفتگو کے وقت موقع کی مناسبت اور اعتدال کو مدنظر رکھو، اس لئے کہ جو اعتدال کو مدنظر رکھتا ہے اس کی (زندگی میں) سختیاں اور روزمرہ کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔ اپنے نفس کی مخالفت سے ہی اس کی درست رہنمائی ممکن ہے۔ جس نے ایام (کی سختیوں اور

شدائد) سے واقفیت حاصل کرلی وہ تیار و مستعد رہنے سے غافل نہیں ہوسکتا!

خبردار رہو! (دنیاوی زندگی میں) ہر گھونٹ اچھو لگنے اور ہر لقمہ گلے میں پھندا لگنے (کی کیفیت و مصیبت) کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور (دنیا میں) کوئی نعمت حاصل ہی نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری زائل نہ ہوجائے۔

ہر جاندار کے لئے خوراک اور ہر دانے کے لئے کھانے والا ہوتا ہے اور تم بھی موت کی خوراک ہو۔

اے لوگو یہ بات اچھی طرح جان لو کہ جو زمین (کے چہرے) پر چلتا پھرتا ہے، وہ (ایک نہ ایک دن) اس کے پیٹ میں بھی اتر جائے گا اور دن اور رات عمروں (کی عمارتوں) کو جلد از جلد ڈھانے کے لئے ایک دوسرے سے مقابلے میں مصروف ہیں۔

لوگو! کفران نعمت کمینہ پن اور جاہل کی ہم نشینی نحوست کا سبب، اور نرم گفتاری بڑے پن کی نشانیوں میں سے ہے۔

خبردار دھوکہ دہی سے بچو یہ کمینوں کی عادات میں سے (ایک عادت) ہے۔

ہر تلاش کرنے والے کو چیز مل ہی نہیں جاتی نہ ہر غائب ہوجانے والا لوٹ ہی آتا ہے۔

جس چیز کو تم سے روک لیا جائے تو تم بھی اس (چیز کے بارے) میں اپنی چاہت ظاہر نہ کرو!

بعض اوقات دور والے لوگ (اچھے اخلاق کی بنا پر) تمہارے قریب والوں (رشتہ داروں) سے بھی زیادہ تم سے نزدیک ہوجاتے ہیں۔

آغاز سفر سے پہلے ہمسفر کے بارے میں اور مکان (خریدنے) سے قبل پڑوسی (کے اچھے برے ہونے) سے متعلق پوچھ گچھ کرلیا کرو۔

اپنے بھائی (دوست) کی خامی کو چھپالو اس لئے کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ عیب تم میں

بھی ہے۔(آج) تم اپنے دوست کی لغزش کو درگزر کردو اس دن کی خاطر کہ جب تمہارا دشمن تم پر چڑھائی کرے (تو اس وقت تمہارا یہ دوست ہی تمہارا ساتھ دے گا)

جو ایسے شخص پر غصہ ہو جس کا کچھ بگاڑ نہ سکتا ہو تو وہ صرف اپنے غم کو طویل کرے گا اور جان کو عذاب میں ڈال دے گا جو اپنے پروردگار سے ڈرے گا ظلم سے اپنے ہاتھ کو روک لے گا۔ جو برائیوں میں سے اچھائی کو نہ پہچان سکے وہ چوپایوں میں شمار ہوتا ہے۔

زادراہ کو ضائع کرنا (تباہی اور) فساد کا سبب ہے۔ کل کی محتاجی کے مقابلے میں آج کی مصیبت کتنی کم ہے اور تم تو نافرمانیوں اور گناہوں کے چکر میں جان بوجھ کر بھی ایک دوسرے کو پہچاننے سے انکار کر دیتے ہو!

تھکن اور مشقت سے راحت و آرام اور تہی دستی کے سخت حالات سے بہتر حالات میں تبدیلی کتنی قریب ہے!!!!؟

جس شر کے بعد جنت ہو وہ حقیقتاً شر نہیں ہوتا اور جس خیر کا انجام دوزخ ہو اس کو خیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہر نعمت جنت کے مقابلے میں حقیر اور پست ہے۔

اور ہر مصیبت جہنم کے مقابلے میں عافیت ہے۔ اپنے باطن کے تزکیہ و تصحیح کے وقت ہی گناہان کبیرہ نمودار ہوتے ہیں (یا ان کا پتا چلتا ہے)

عمل کرنے والوں کے لئے نیت کو فساد سے پاک رکھنا طولانی جہاد سے بھی دشوار تر ہے۔

(سیاسی چالبازی وفریب کاری مجھ سے) دور ہے! اگر خوفِ (خدا میرے مدنظر) نہ ہوتا تو میں عرب (دنیا) کا سب سے (زیادہ سیاسی چالیں چلنے والا شاطر، چالاک اور) زیرک ترین شخص تھا....!

تم لوگ سب کے سامنے ہو یا پس پردہ، ہر حال میں تقوائے الٰہی کو مدنظر رکھو! تم غصے

میں ہو یا خوش ہو...حق کی بات کرو۔

تم مال دار ہو یا تہی دست، اخراجات میں میانہ روی اپناؤ۔

سامنے تمہارا دشمن ہو یا دوست، فیصلے کے وقت عدل سے کام لو۔ تم ہشاش بشاش ہو یا سُست ... مصروفِ عمل رہو۔ تم بدحال ہو یا خوشحال راضی بہ رضائے الٰہی رہو۔

جو شخص زیادہ بولتا ہے زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ جو زیادہ غلطیاں (گناہ) کرے اس کی حیاء کم ہو جاتی ہے۔ جس کی حیاء کم ہو جائے اس کی (ورع) پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے۔ جس کی پرہیز گاری کم ہو جائے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اور جس کا (غلطیوں اور گناہوں کے باعث) دل مردہ ہو جائے وہ جہنم رسید ہو جاتا ہے۔

جو شخص (مسائل دین و دنیا میں) غور و فکر کرتا ہے وہ عبرت حاصل کر لیتا ہے اور جو عبرت حاصل کر لے گوشہ نشین ہو جاتا ہے، جو عزلت گزیں ہو جائے وہ (فتنہ و فساد سے) بچا رہتا ہے۔

جس نے شہوات (و خواہشات نفسانی) کو چھوڑ دیا ہے وہ (شیطان کی غلامی سے) آزاد ہو گیا۔

جو شخص حسد کرنا چھوڑ دے، لوگوں کا محبوب ہو جاتا ہے۔

لوگوں سے بے نیازی میں ہی مومن کی عزت ہے!

قناعت کبھی نہ ختم ہونے والا مال ہے۔

جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے وہ دنیا کے تھوڑے مال پر بھی خوش رہتا ہے۔ جو شخص یہ جان لے کہ اس کی گفتگو اس کے کردار کا حصہ سمجھی جاتی ہے تو اس کی بول چال کم ہو جائے گی اور وہ شخص بس صرف فائدے (مادی یا معنوی) کے لئے ہی بولے گا۔

تعجب ہے اس شخص پر جس کو سزا کا ڈر ہے مگر پھر بھی (گناہوں سے) باز نہیں آتا۔ جو

ثواب کا امیدوار تو ہے مگر نہ توبہ کرتا ہے نہ عمل (صالح)!!!

تفکر، سوچ بچار نور کو جنم دیتا ہے، غفلت اندھیرا اور جہالت، گمراہی ہے...!!!

سعادت مند اور خوش نصیب وہ ہے جو دوسرے (کی غلطیوں) سے سبق حاصل کر لے۔

ادب بہترین میراث ہے...!!

اچھا اخلاق بہترین ساتھی ہے!

رشتے داروں سے رشتے کاٹ دینے والا (زندگی میں) ترقی نہیں کر پاتا۔

اور (فسق و) فجور کے ساتھ دولت و ثروت (باقی) نہیں رہ سکتی اور عافیت و آسائش کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ کم عقلوں کے ساتھ نشست و برخاست ترک کر دینے میں ہے۔

مہربانی و نرمی کا سلوک سرچشمۂ علم و دانش اور درشتی اور اکھڑپن سے پیش آنا، علم کے لئے آفت و بربادی ہے۔

مصائب پر صبر ایمان کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

پاکدامنی غربت کی اور شکر تونگری کی زینت ہے۔

(کسی سے بھی) کثرت سے میل جول یا ملاقات دل کو اکتا دیتا ہے (بوریت پیدا کرتا ہے)!

امتحان سے قبل (تیاری نہ کرنا اور) اطمینان سے بیٹھے رہنا دور اندیشی (اور احتیاط) کے خلاف ہے۔

خود پسندی عقل کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔ کسی گناہ گار کو اللہ کی رحمت سے نا امید مت کرو کہ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ گناہوں میں مصروف رہنے والے کا (اس کی توبہ کے

باعث) خاتمہ بخیر ہوگیا۔اور بہت سے ابتدائی دور میں خوش کردار اور نیک لوگوں کے ساتھ ایسا ہوا کہ عمر کے آخری حصے میں فساد عمل کے سبب وہ جہنمی ہو گئے۔

سفر آخرت کے لئے بدترین زادراہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم وستم کرنا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ...جو اپنے علم وعمل دوستی، دشمنی، لینا، چھوڑ دینا، گفتگو، خاموشی، کردار اور گفتار کو صرف اللہ کے لئے خالص کرے۔(یعنی ان تمام اقدامات میں اپنے نفس کی خواہش اور حوائس کو شامل نہ کرے بلکہ جو کرے اللہ کی خاطر کرے)۔

اور کوئی مسلمان درحقیقت مسلمان ہوتا ہی نہیں جب تک کہ وہ پاک باز و پارسا نہ ہو۔ اور پارسا ہو نہیں سکتا جب تک کہ زاہد نہ ہو۔اور زاہد (گناہوں کو چھوڑ دینے والا) ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ دوراندیش اور محتاط نہ ہو۔اور محتاط ہو نہیں سکتا جب تک کہ عقلمند نہ ہو اور صاحب عقل ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ عقل (کے احکام) اللہ تعالیٰ سے نہ لے اور آخرت کی زندگی کے لئے ان پر خلوص سے عمل پیرا نہ ہو....!!!

اور.....(دعا ہے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر اللہ تبارک وتعالیٰ درود بھیجے۔

وہ آداب جو امیر المومنینؑ نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیئے......!

(یہ آداب تقریباً چار سو موضوعات پر مشتمل ہیں!)

۔**حجامت**...... بدن کو صحتمند اور عقل کو مضبوط کرتی ہے!

۔لبیں لینا (مونچھیں ترشوانا) صفائی ستھرائی (کے طریقوں میں) سے ہے اور سنّت رسوؐل بھی ہے!

۔**مونچھوں میں خوشبو لگانا**۔ کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتوں) کی عزت کرنا ہے .... اور یہ سنتِ رسولؐ بھی ہے۔

بدن پر تیل کی مالش کرنا، کھال کو نرم رکھتا ہے، عقل و دماغ (کی قوتوں) میں اضافہ کرتا ہے،...... (غسل و وضو کے لئے)؟ ''طہارت کو مواضع'' (ومقامات پر سے پانی کے بہاؤ) کے لئے سہولت (فراہم) کرتا ہے! (بالوں کی) ''پراگندگی'' (چکٹنے، اُلجھنے اور غبار کی آلودگی) کو دور کرتا اور رنگ کو نکھار دیتا ہے......!

۔**مسواک کرنا**...... پروردگار کی خوشنودی اور دَہَن کی خوشبو کا سبب ہے۔ اور سنتِ رسول بھی ہے!

سَر کو **گُلِ خِطمِی سے دھونا**...... میل کُچیل اور گندگی کو دور کر کے صاف سُتھرا کر دیتا ہے!

۔وضو کرتے وقت کُلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا...... مُنہ اور ناک کو پاک صاف رکھتا ہے!

۔ناک میں ڈالنے کی دوا (یا نسوار) '''' سر کے لئے صحت بخش اور بدن اور سر کے ہر قسم کے دَرد کے لئے باعثِ شفا ہے......!

نُورَہ (غیر ضروری بالوں کو صاف کرنے والی کریم یا پاوڈر)...... بدن کو طاقت بخشتا اور پاک

صاف کرتا ہے!

ناخن تراشنا، بڑی بیماری سے بچاتا ہے، حصولِ رزق کا باعث ہے اور اُس میں فراوانی لاتا ہے!

"بغل کے بال مونڈنا"............ بدبو کو دور کرتا ہے بدن کو پاک صاف رکھتا ہے اور سنت رسولؐ ہے!

"کھانا کھانے سے قبل دونوں ہاتھوں کو دھونا"......رزق میں اضافہ کرتا ہے!

"عید کے روز نہانا"......اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حاجات کرنے والے کو پاک و طاہر کرتا ہے............اور یہ سنتِ رسولؐ کی پیروی بھی ہے!

"قیام شب" (نماز تہجد) بدن کے لئے تندرستی کا سبب! پروردگار کی خوشنودی، رحمت الٰہی کے لئے اُس کی بارگاہ میں پیش ہونے اور اخلاقِ انبیاؑء سے **تَمَسُّکُ** (کا وسیلہ) ہے!

"سیب کھانا"......معدے کے لئے خوشبو اور تر و تازگی کا سبب ہے۔

"کُنُدُر چبانا" (کندر صنوبر کا یا کسی اور چیز کا گوند ہے) داڑھوں کو مضبوط، بلغم کو دور اور منہ کی (بدبُو) کو دور کرتا ہے۔

"طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک مسجد میں بیٹھنا" (نماز ودعا کے لئے) (طلبِ) رزق کے لیے سفر میں رہنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ......رزق کی فراہمی کا سبب ہے!

"بہی کھانا" کمزور دل کو طاقت پہنچاتا، معدہ کو صاف کرتا، ذہن کو تیز کرتا، بزدل کو بہادر بناتا ہے......اور خوبصورت اولاد کی پیدائش کا سبب ہے!

"سرخ کِشمِش کے اکیس ۲۱ دانے روزانہ نہار مُنہ کھانا"...... سوائے مرض الموت کے............تمام بیماریوں کو دور کرتا ہے!

"رمضان المکرّم کی پہلی تاریخ کو اپنی زوجہ سے ہمبستری کرنا!" مستحب ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے۔

"اُحِلَّ لَکُم لَیلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلیٰ نِسآءِ کُم (مسلمانو!) تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا، حلال کر دیا گیا۔

چاندی کے علاوہ کوئی انگوٹھی نہ پہنا کرو، اس لئے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ............اللہ وہ ہاتھ پاک نہ کرے جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو!

جس شخص کی انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام گندہ (کھدا ہوا ہو")......وہ شخص جس ہاتھ سے استنجاء کرنا چاہتا ہو تو پہلے اُس ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لے......!

جو شخص آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے"......تو اُسے کہنا چاہیے۔ "**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَاَحْسَنَ خَلْقِیْ صَوَّرَنِیْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَاشَاْنَ مِنْ غَیْرِیْ وَاَکْرَمَنِیْ بِالْاِسْلَامِ**......!

جو اپنے کسی مسلمان بھائی (دوست) سے ملاقات کے لئے جائے"......تو اُس کے سامنے آراستہ اور بِنک سُک سے درست ہو کر جائے بالکل ویسے ہی جیسے وہ خود اپنے پاس آنے والے کسی اجنبی کو آراستہ و پیراستہ دیکھنا چاہے......!

"**ہر ماہ میں تین روزے اور ماہِ شعبان کا روزہ رکھنا**"......دل کے وسوسوں اور پریشانیوں کو دور کرتے ہیں!

(گرم پانی کے بجائے) "ٹھنڈے پانی سے آبدست لینا" (استنجاء کرنا)۔ بواسیر کو رفع کرتا ہے......!

(پہننے کے) "**کپڑوں کو دھونا**" رنج و غم کو دور کرتا اور نماز کے لئے اُنہیں پاک کرتا ہے!

"سفید بالوں کو نہ اُکھاڑا کرو! یہ تو (آدمی کے لئے) نور ہوتے ہیں......!

جو شخص مسلمان رہتے ہوئے (بوڑھا ہو کر) بال سفید کر لے تو قیامت کے روز (سفید بال) اُس کے لئے نور ہوں گے!

(سچا) مسلمان حالتِ جنابت میں یا بغیر وضو کے نہیں سویا کرتا!

............لٰہذا اگر پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹّی پر تیمّم کر لینا چاہیے......اس لئے کہ (حالتِ خواب میں) بندۂ مومن کی روح، اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں حاضری دیتی ہے، اور......اللہ تعالیٰ اُس کا استقبال کرتا ہے اور (اُس کی حاضری کو) قبول کر کے ......برکتوں سے نوازتا ہے!

(اِسی عالم میں) اگر اُس بندہ مومن) کو موت آجائے تو...... اللہ تعالیٰ اُس کو خوبصورت بنا دیتا ہے! اور اگر اُسے موت نہ آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس (روح) کو اپنے چند امانتدار فرشتوں کے ہمراہ بھیج دیتا ہے جو اُس (روح کو (بندۂ مومن کے) جَسَدِ (خاکی) میں واپس لوٹا دیتے ہیں......!!

"(سچا) "مسلمان" کبھی کعبۂ محترم کی سَمت نہیں تھوکتا......، اور اگر بھولے سے تھوک دے تو اُسے اللہ تعالیٰ......سے استغفار (طلب مغفرت) کرنا چاہئے......!

(''پھونک مارنا'') کسی شخص کو سجدہ کرنے کی جگہ پر، اپنے کھانے پینے کی چیزوں اور تعویذ (یا بازو بند) پر پھونک نہیں مارنا چاہئے!!

لوگوں کی گزرگاہ (شارع عام) پر کسی کو پاخانہ نہیں کرنا چاہئے! اور ہوا میں، کھلی چھت پر سے اور بہتے ہوئے پانی (ماء جاری) میں بھی کسی کو 'پیشاب'' نہیں کرنا چاہیے......!......اگر کسی نے ایسا کیا اور وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے ......تو بس، پھر اپنے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے......اس لئے کہ ''ہوا'' میں اور ''پانی'' میں بھی اُس کے اہل ......(موجود رہنے والی مخلوق) ہوتے ہیں......!

اور تم میں سے جو ''پیشاب'' کرے تو دھار کو اوپر اُٹھا کر (چھڑکاؤ) نہ کرے۔ اور نہ ہوا کے مقابل (سامنے کے رُخ) کرے!

کبھی کسی کو پیٹھ کے بل، چت نہیں لیٹنا چاہیے! (کروٹ سے لیٹنا چاہیے......!)

حالتِ نماز میں نہ تو سُست ہو کر (کاندھے جھکا کر)۔......نہ اکڑ کر (سینہ پُھلا کر) کھڑے ہونا چاہیے......! جب اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو تو بندے کو فکر و پریشانی ختم کر دینا چاہیے اس لیے کہ نماز کی وہ مقدار کہ جو...... ''حضورِ قلب'' کے ساتھ ہو، وہی اُس کا نصیب ہے!

''اللہ کا ذکر'' کسی جگہ اور کسی حال میں نہ چھوڑو!

''نماز میں'' کسی اور طرف دِھیان مت دو......اس لئے کہ جب نماز میں دھیان بٹے گا......تو اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازی کے لئے فرمایا ہے....اِلَیَّ عَبْدِی، خَیرٌ لَکَ مِمَّنْ تَلْتَفِتُ اِلَیْہِ۔...... ''میرے بندے میری جانب مُتوجہ رہ، کسی اور کی طرف التفات (اور دھیان) کرنے سے یہ بہتر ہے......''!

''دستر خوان پر، گرے ہوئے ریزے چُن کر کھا لینا چاہیے''......جسے اِس طرح شفا چاہئے تو اِس (عمل) میں اُس کے لئے......اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر مرض کی شِفا ہے!

''سوتی لباس پہنا کرو''......کیوں کہ یہ رسولِ خدا کا پہناوا ہے آنحضرتؐ ''بال'' اور ''اون'' سے بنا ہو لباس نہیں پہنا کرتے تھے مگر یہ کہ اُس کی کوئی خاص وجہ یا غرض ہوتی تھی!

''کھانا کھا چکنے کے بعد'' جن انگلیوں سے کھانا کھایا ہو اُنہیں چوس لینا چاہیے! کہ اللہ تعالیٰ نے اِس بارے میں فرمایا ہے: بَارَکَ اللّٰہُ فِیکَ ..... ، اللہ تجھے برکت دے!

اللہ خوبصورتی اور جمال کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھنا بھی چاہتا ہے......!

اپنے رشتہ داروں سے رابطہ برقرار رکھو چاہے صرف سلام کے ذریعے ہی سے ہو اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَام (سورۂ نساء آیت نمبر(۱)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو!

اپنے دن کو (فضول) باتیں کرنے میں نہ گزارو...... کہ ہم نے ایسا ایسا کہا......اور ایسا ایسا کیا......!! (اس لئے کہ) تمہارے کچھ نگہبان ہیں جو (تمہارے نامہ اعمال میں) سب نوٹ کررہے ہیں!

خدا کو ہر جگہ یاد کرتے رہو!

''پیغمبر اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آلؑ پر درود بھیجتے رہو''! کہ اُن پر اور اُن کے اہل بیت پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے درود وصلوات ہو!......تاکہ ذکرِ درود کے وقت، درود وصلوات کی رعایت سے اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو یقیناً قبول فرمائے......!

گرم چیزوں کو ٹھنڈا ہونے تک رکھا رہنے دو تاکہ (اُنہیں کھانا، پینا) ممکن ہوسکے...... اِس بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، کہ جب اُن کی خدمت میں گرم کھانا پیش کیا گیا تو، فرمایا ''اِس کو ٹھنڈا ہونے تک رکھا رہنے دو، تاکہ یہ کھانے کے قابل ہوجائے......اللہ تعالیٰ ہمیں گرما گرم چیز نہیں کھلاتا...... برکت ''ٹھنڈے'' میں ہے اور ''گرم'' برکت والا نہیں ہوتا......!

اپنے، بچوں کو وہ باتیں (عقائد حقہ) سِکھا دو، جن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ انہیں فائدہ پہنچائے......تاکہ (فرقۂ) ''مُرجئہ'' اُن پر (اپنے عقائد وافکارِ باطلِہ تھوپنے میں) غالب نہ آسکے......!۔ (نوٹ: مرجئہ کی تفصیل، آخر کتاب میں ملاحظہ ہو)

اے لوگو اپنی ''زبانیں'' قابو میں رکھو......! اور............

صحیح طریقے سے ''سلام'' کیا کرو!

''اَمانتیں لَوٹا دو'' چاہے وہ قاتلانِ انبیاء ہی کی ہوں!

''جب بازار جاؤ'' اور وہاں لوگ......خرید و فروخت میں مشغول ہوں تو، تُم (اُس وقت بھی) ''کثرت سے ذکرِ خُدا کیا کرو!'' اس لئے کہ یہ گناہوں کے لئے کفّارہ، اور نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے اور (ذکر خدا کو بھول کر) کہیں تم غافلوں میں سے نہ ہو جانا......!

جب ماہِ رمضان آجائے تو بندۂ خدا کو سفر نہ کرنا چاہیے...... اللہ تعالیٰ ارشار فرماتا ہے............!

فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵)

پس جو شخص تم سے اِس مہینہ میں (اپنے وطن میں) حاضر ہو اُسے چاہئے کہ روزہ رکھے......!

''نشہ آور چیز پینے'' اور ''جوتوں پر مسح کرنے'' میں تقیہ جائز نہیں!

ہمارے بارے میں ''غُلُو سے بچو!

(نوٹ:۔ غلو کا مطلب ہے محبتِ اہل بیتؑ میں حد سے آگے بڑھ جانا!)

ہمارے بارے میں (اس بات کا عقیدہ رکھو اور) کہو کہ ہم (اہل بیت اللہ تعالیٰ کے) بندے اور اللہ تعالیٰ کے پَروردہ (پالے ہوئے) ہیں!

(یعنی اللہ ہمارا ربّ ہے) پھر بعد میں ہماری فضیلت میں جو چاہو کہہ دو...... جو ہم سے محبت کرتا ہے اُسے ہمارے عمل اور کردار کے مطابق اپنا عمل اور کردار رکھنا چاہئے......اور پارسائی سے مدد حاصل کرنا چاہئے کہ ''ورع'' و پارسائی دنیا و آخرت میں سب سے بہتر اور افضل مددگار ہے!

ہمیں بُرا کہنے والوں کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھو! اور ہاں......! ہمارے

دشمن کے سامنے علیٰ الاعلان، ہماری مدح وستائش نہ کیا کرو! اس لئے کہ جب تم اُن کے سامنے ہماری محبت کا اظہار کر بیٹھو گے تو اپنے آپ کو (طاقت واقتدار کے ذریعے مسلط ہوجانے والے) حاکم وسلطان کے سامنے ذلیل وخوار کروالو گے... !!

''سچ بولنے کو عادت بنالو'' کہ یہی ذریعۂ نجات ہے!

جواللہ کے پاس ہے اُس کی طرف راغب رہو اُس کی رضا اور اطاعت کے طالب رہو اور دونوں پر قائم رہو!

کسی مومن کے لئے کتنی بُری بات ہے کہ وہ جنت میں پہنچے تو اُس کی آبرو ضائع ہوچکی ہو!

قیامت کے روز اپنے پیش کردہ (بُرے) اعمال کے سبب......ہم کو شفاعت کی زحمت میں نہ ڈالنا اور قیامت کے دن اپنے آپ کو اپنے دشمن کے سامنے رُسوا نہ کروالینا! اس حقیر دنیا کی خاطر، اپنی اُس قدر ومنزلت کو جو تمہاری خدا کے نزدیک ہے، جھوٹا نہ قرار دلوالینا......!

تم لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام واوامر سے تمسک رکھو! (اگر تم ان پر عمل پیرا ہو گے تو نتیجہ یہ ہوگا) کہ تمہارے اور اُس چیز (جنت) کے درمیان......''جس کے لئے تمہاری محبت اور رشک ہونا چاہئے''....کوئی فاصلہ نہیں، (اگر) ہے تو بس اتنا، کہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) اُس کے پاس آجائے! (تاکہ اُس فاصلے کو ختم کردے) اور قسم ہے اللہ کی......!

اُس (بندۂ خدا) کو (جنت کی) اَیسی خوشخبری ملے گی جس سے اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرنے لگے اور (وہ اِس وجہ سے، کہ......) اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے..........!!

اپنے کمزور بھائی کو حقیر نہ سمجھو اس لئے کہ جس نے اپنے کسی مومن بھائی کو کمتر و حقیر سمجھا، اللہ تعالیٰ اُسے حقیر کر دے گا اور اُن دونوں کو قیامت کے روز باہم جمع نہیں کرے گا......سوائے اِس کے کہ وہ (مومن کو حقیر سمجھنے والا) توبہ کرے!

اگر کوئی شخص اپنے بھائی (دوست) کی ضرورت سے واقف ہے تو اُسے اپنے بھائی کو "مانگنے" کی زحمت نہیں دینا چاہیے (خود ہی اُس کی ضرورت کو پورا کر دینا چاہیئے)

آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جاتے رہا کرو، آپس میں محبت کا روّیہ رکھو اور ایک دوسرے کو (تحفے وغیرہ) دیتے دِلاتے رہا کرو،......منافقوں کی طرح نہ بنو جو کرتے کراتے کچھ نہیں..........بس کہتے ہی رہتے ہیں!

تمہیں شادی ضرور کرنا چاہیئے! اس لئے کہ....آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ كَانَ يُحِبُّ اَنْ يَسْتَنَّ بِسُنَّتِىْ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّ مِنْ سُنَّتِىَ التَّزْوِيْجَ ، اُطْلُبُوْا الْوَلَدَ......فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ، تَوَقُّوْ عَلٰى اَوْلَادِكُمْ مِنْ لَبَنِ الْبَغِىِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الْمَجْنُوْنَةِ فَاِنَّ اللَّبَنَ يُعَدّىٰ"

جو چاہتا ہے کہ میری سنت پر عمل کرے تو اس کو شادی کر لینا چاہیئے اس لئے کہ شادی کرنا میری سنت میں سے ہے......! طلب فرزند کرو تا کہ میں دوسری اُمتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں......اپنی اولاد کو زنا کار اور پاگل عورت کا دودھ مت پلانے دو اس لئے کہ اِس دودھ کے ذریعے (ہی سے روحانی جسمانی) خصوصیات ماں سے اولاد میں سرایت کر جاتی ہیں!!!

جس پرندے میں سنگدانہ، پنجے میں خار یا پوٹا، یا نہ ہو اس پرندے کا گوشت نہ کھاؤ! ہر وہ درندہ جس کے لمبے والے دانت ("ناب" جو گوشت کو پھاڑنے کے لئے ہوتے ہیں، کچلیاں) ہوں اور وہ پرندہ جو کسی چیز کو اپنے پنجے میں پکڑ کھائے اس کا گوشت کھانے

سے بچو!

تلّی (طحال) نہ کھانا............ کہ گندے خون سے بنتی ہے

سیاہ لباس نہ پہنو کہ یہ فرعون کا پہناوا ہے!

(گوشت کے) غدود نہ کھانا کہ یہ مرض جذام کی رَگ کو متحرک کر دیتے ہیں!

دین کے احکام میں قیاس نہ کرو کہ دین میں قیاس نہیں کیا جاتا............ عنقریب کچھ لوگ دین میں قیاس کیا کریں گے۔ وہی دین کے دشمن ہیں اور سب سے پہلے جس نے دین میں قیاس کیا وہ ''ابلیس'' ہے!

''نوک دار جوتا'' نہ پہنو کہ سب سے پہلے یہ ''فرعون'' نے پہنا تھا!

شرابیوں (نشہ کرنے والوں) کی مخالفت کیا کرو!

''کھجور'' (خُرمہ) کھایا کرو کہ اِس میں بیماریوں کے لئے شفا ہے!

آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانو...... آپ نے فرمایا ہے............ جس نے اپنے لئے گدائی کا دروازہ کھولا تو اللہ تعالیٰ اُس پر تہی دستی (اور فقر) کا دروازہ کھول دے گا......!

''استغفار'' کثرت سے کیا کرو کہ رزق کو کھینچ لاتا ہے!

جتنی طاقت ہو کارِ خیر (کا توشہ) آگے بھیج دو، کل (بروزِ قیامت) تمہیں وہاں مل جائے گا......!

(خبردار) جھگڑے سے بچو! یہ (تعلق اور رشتہ کے یقین کو) شک میں ڈال دیتا ہے۔ (اور رشتے اور تعلق کے شیشہ میں بال آجاتا ہے)

جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت (ضرورت) درپیش ہو تو وہ تین ساعتوں (اوقات) میں طلب کرے پہلی............ روزِ جمعہ کی وہ ساعت کہ جب ظہر کا وقت ہو جائے، ہوا چلنے

لگے، آسمان کے دروازے کھول دئے جائیں، رحمت کا نزول ہو رہا ہو اور پرندے چہچہار ہے ہوں! (دوسری) وہ ساعت...... آخرِ شب، طلوعِ فجر کے قریب...... جب دو فرشتے (اللہ کے حکم سے) پکار رہے ہوتے ہیں کہ ہے کوئی توبہ کرنے والا، جس کی توبہ قبول کرلیں؟ ہے کوئی سائل جس کو عطا کیا جائے؟ .... ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ جس کو بخش دیا جائے؟ ہے کوئی حاجتمند؟؟ پس تمہیں اللہ کی طرف سے پکارنے والے کا جواب دینا چاہئے!!

(اور تیسری وہ ساعت ہے) طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان، تم اِس میں طلبِ رزق کیا کرو کہ زمین میں گھوم پھر کر رزق حاصل کرنے کے مقابلے میں اس وقت اپنی پوری سُرعت کے ساتھ رزق مِلتا ہے! اور یہی وہ ساعت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرمارہا ہوتا ہے!!

''فراخی'' (حالات کے اچھے ہونے) کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت ہوؤ...... کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل انتظارِ فَرَج (امام زمانہؑ کا انتظار) ہے جب تک کہ بندۂ مومن اس پر برقرار رہے!

نماز صبح کی دو رکعت پڑھنے کے بعد اللہ پر (توکُّل) بھروسہ رکھو، کہ نماز صبح کے بعد ہی آرزوئیں پوری کی جاتی ہیں!

تلواروں کے ساتھ (خانہ کعبہ) حرم میں نہ جاؤ!

تم میں سے کوئی اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ تلوار اُس کے سامنے رکھی ہوئی ہو اس لئے کہ قبلہ (کعبہ) جائے امن ہے!

جب حج کرلو تو، (مدینہ) آنحضورؐ کی زیارت کو جاؤ!

مزار نبیؐ کی زیارت چھوڑنا (ظلم و) جفا ہے اور اس (نبیؐ کی زیارت) کا تو

تمہیں (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) حکم بھی دیا گیا ہے!

اور اُن قبروں کی زیارت کرو، کہ جن ساکنانِ قُبور کا تم پر لازمی حق ہے!......اور اِن **قبروں/مزاروں پر کھڑے ہو کر اپنے لئے طلب رزق کی دعا کیا کرو**......کہ یہ اہل مزار تمہارے (اُن کی قبروں کی) زیارت کرنے سے خوش ہوتے ہیں!

ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کی قبر پر جا کر اُن دونوں کے لئے (اللہ سے) دعا مانگنے کے بعد......اپنی حاجات کو طلب کرے!

اور تھوڑے سے گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو جب کہ تمہیں بڑے گناہ کرنے کی طاقت نہیں ہے......!!اس لئے کہ یہی چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہو ہو کر بڑے ہو جاتے ہیں!

سجدوں کو طول دو، جس نے طولانی سجدے کئے اُس نے (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت کی اور وہ نجات پا گیا!!

موت کو کثرت سے یاد کرو اور اپنے اُس دن کو بھی جب تمہیں قبروں سے نکالا جائے گا اور اُس دن کو بھی، جب تم اللہ تعالیٰ کے حضور (حساب کے لئے) کھڑے ہو گے!

یہ (......موت، بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جانا اور خدا کے حضور حساب کے لئے پیش ہونے کو یاد کرتے رہنے کا عمل اور عادت، قیامت کے روز) تمھارے مصائب کو آسان کر دے گی!

جب تمہیں آنکھ سے متعلق (دردو بیماری کی) کوئی شکایت ہو تو ''آیت الکرسی'' پڑھو اور دِلی اعتقاد رکھو کہ شکایت دور ہو رہی ہے تو تمہیں شفا مل جائے گی! اِن شاء اللہ تعالیٰ!

گناہوں سے بچو! کوئی بلا نازل ہوتی ہے یا رزق میں کمی ہوتی ہے تو صرف کسی گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے یہاں تک کہ بدن پر کوئی خراش، درپے ہونے والی کوئی ناگوار صورت یا پیش آنے والی مصیبت کا سَبَب، یہی گناہ ہوتے ہیں، تو (اس بارے میں) اللہ جلَّ ذکرُہٗ

فرماتا ہے کہ "مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْعَنْ کَثِیْرٍ (سورۂ شوریٰ۴۲ آیت۳۰)

اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اُس کی وجہ سے ہے، اور وہ بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے!

کھانا کھاتے وقت ذکر خدا کثرت سے کیا کرو! اور کھاتے وقت باتیں نہ کرو۔ اِس لئے کہ یہ (کھانا) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اُس کے (عطا کردہ) رزق میں سے ایک رزق ہے۔۔۔۔لہٰذا تم پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اُس کی حمد وثنا۔۔۔۔۔۔ واجب ہے!

نعمتیں، تمہارے پاس ہیں تو اُن کے ختم ہونے سے پہلے اُن سے اچھا سلوک کرو۔۔۔۔۔۔اور اِن نعمتوں کو تو زائل ہونا ہے اور۔۔۔۔۔نعمتیں اپنے صاحبِ نعمت کے بارے میں اُس کے طرزِ عمل اور سلوک کی گواہی دیا کرتی ہیں!۔۔۔۔۔۔جو شخص اللہ تعالیٰ کے (عطا کردہ تھوڑے رزق پر راضی رہتا ہے تو اللہ بھی اُس کے تھوڑے عمل سے راضی ہو جاتا ہے!

موقع ضائع کرنے کی کوتاہی سے بچو، کیونکہ اِس وجہ سے اس وقت افسوس کرنا پڑتا ہے، جب افسوس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا!

جنگ کے دوران جب دشمن کے مقابل آؤ تو بات کم کرو اور اللہ جلّ وعزّ کا ذکر زیادہ کرو اور میدان جنگ سے پیٹھ نہ پھیرو (اگر ایسا کیا) تو تم اللہ تعالیٰ کو غصہ دلاؤ گے اور اپنے آپ کو اُس کے غضب کا سزاوار کرلو گے۔۔۔۔۔۔!

اور حالتِ جنگ میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے بھائیوں میں سے کسی کو زخمی، تھکا ہارا، خستہ حال یا اس عالم میں دیکھو کہ تمہارے دشمن کو اس (کے قتل) کی طمع ہو (اور قتل کا موقع مل رہا ہو) تو تم اپنے بھائی کو اپنی جان و دل سے طاقت وقوت فراہم کرو (اور ہر صورت میں اُس کی جان

بچالو)!

جتنا تمہاری طاقت اور بَس میں ہو نیک کام کرو، یہ نیکی (اور صدقات) تمہیں
بُری (حادثاتی) موت سے بچالیتے ہیں، اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ.........اُس کا مقام و مرتبہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسا ہے؟ تو اُسے یہ دیکھنا چاہئے کہ گناہوں کے ارتکاب کے وقت اُس کی نظر میں اللہ تعالیٰ کا مرتبہ و مقام (کیا اور) کیسا تھا؟

گھر میں ''بھیڑ'' پالنا کسی شخص کے لئے سب سے زیادہ فضیلت والا کام ہے!

جس کے گھر میں ایک بھیڑ ہوگی تو فرشتے سارے دن میں ایک مرتبہ اُس کے لئے برکت کی دعا کریں گے اور جس کے پاس دو بھیڑیں ہوں گی تو فرشتے دن بھر میں دو مرتبہ اُس کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) برکت کی دعا کریں گے اور اِسی طرح تین ہوں گی تو تین مرتبہ.........!!
اور اللہ تعالیٰ (دعا کے) کے جواب میں کہے گا تمہیں مبارک ہو!

جب کوئی مومن ضعیف و ناتواں ہو جائے تو اُسے ''گوشت'' ''دہی'' کے ساتھ کھانا
چاہئے...... یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں میں طاقت بخشی ہے!

جب تم حج کے سفر کا ارادہ کرو تو اپنی ضروریات کا کچھ سامان خریدنے کے لئے (خود) بازار جاؤ.........اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے! **وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً** (سورۂ توبہ نمبر ۹ آیت ۴۶) اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو ضرور اُس کے لئے کوئی سامان تیار کرتے......!!

اور جب دھوپ میں بیٹھو تو سورج کی طرف پیٹھ کرلو.........اس لئے کہ سورج کی کرنیں.........پوشیدہ بیماری کو بھی ظاہر کردیتی ہیں! جب حج کے لئے جاؤ تو خانہ خدا (کعبہ) کو زیادہ سے زیادہ دیکھو، اللہ کی طرف سے ایک سو بیس رحمتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں، چالیس نمازیوں اور بیس (خانہ کعبہ پر) نظر ڈالنے والوں کے

لئے ہوتی ہیں!

اللہ کے محترم گھر (کعبہ پر) میں اپنے وہ گناہ جو تمہیں یاد ہوں اُن کا اقرار کرو اور جو یاد نہ ہوں تو کہو!

"مَاحَفِظْتَهُ يَا رَبِّ عَلَيْنَا وَنَسِيْنَاهُ فَاغْفِرْلَنَا.....!

اے پروردگار! ہمارے وہ گناہ جو تجھے یاد ہوں اور ہم بھول گئے ہوں.....تو ہمیں بخش دے...اس لئے کہ جس نے اُس مقام پر اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، اُنہیں تفصیل سے شمار اور یاد کیا اور اللہ وجَلَّ وعَزَّ سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ پر لازم سمجھتا ہے کہ وہ اُس (بندے) کے اُن گناہوں کو بخش دے!

کسی بلا (ومصیبت) کے نازل ہونے سے پہلے ہی دعا مانگا کرو! کہ (اللہ کی جانب سے) چھ مواقع پر آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

الف:۔ مینہ برستے وقت!

ب:۔ جہاد کے دوران (گھمسان کا رن پڑتے وقت)

ج:۔ اذان کے وقت!

د:۔ تلاوتِ قرآن کے وقت!

ھ:۔ زوالِ آفتاب کے وقت!

و:۔ طلوعِ فجر (صبحِ صادق) کے وقت!

میت کا جسم سرد ہونے کے بعد کوئی اُسے چھولے تو اُس پر غسل (مسِ میت) واجب ہوجاتا ہے!

جو شخص کسی مومن (کی میت) کو غسل دے تو میت کو کفن دینے کے بعد اُسے غسل (مسِ میت) کرلینا چاہئے کہ واجب ہے۔

کفن کو کسی قسم کی دُھونی (بخور) نہیں دینا چاہئے!

اپنے مردوں کو کافور کے علاوہ کوئی خوشبو نہ مَلو!............اس لئے کہ مردہ احرام باندھے ہوئے شخص کی مانند ہوتا ہے!

اپنے گھر والوں کو میت کے نزدیک............اچھی باتیں کرنے کا حکم دو، (بُری رسموں سے روکو)......اس لئے کہ......آنحضورؐ کی رحلت کے موقع پر جب بنو ہاشم کی خواتین نے زمانۂ جاہلیت کی عرب رسومِ تعزیت (بال کھول کر کالا ماتمی لباس پہن کر سر و زانو پیٹتے ہوئے بین کرنا) پر عمل شروع کر دیا تو جنابِ فاطمہؑ نے انہیں منع کیا اور کہا ''حِداد'' (دورِ جاہلیت کی عرب رسومِ تعزیت) کو چھوڑو!......(اس موقع پر) تمہیں دعا (و درود) کرنا چاہئے!

مسلمان اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر تم اپنے بھائی کی کوئی لغزش نوٹ کرو تو سب مِل کر اُسے نشانہ نہ بنالو (بلکہ) اُس کی صحیح رہنمائی کرو (اُسے) نصیحت کرو اور اُس سے نرمی سے پیش آؤ......!

خبردار! اختلاف سے بچو......کیونکہ اختلاف (دائرۂ) دین سے نکل جانے (''مارقین'' میں شمولیت) کا سبب بن جاتا ہے!

میانہ روی اختیار کرو آپس میں مہربانی اور رحمدلی سے پیش آؤ!

جب سفر پر جانا ہو تو پہلے سواری کے جانور کو چارہ دو اور پانی پلاؤ......اور اپنی سواری کے جانور کے منہ پر (چابک وغیرہ) نہ مارو کہ یہ اپنے مُنہ سے اپنے پروردگار کی تسبیح کرتا ہے!

سفر میں اگر تم میں سے کوئی شخص راستہ بھٹک جائے یا اُسے جان کا خوف ہو تو بلند آواز سے پکارو ''یاصَالِحُ اَغِثْنِیْ!

اے صالح میری فریاد کو پہنچو! اِس لئے کہ تمہارے ''جن'' بھائیوں میں سے ایک

''صالح'' نامی جن ہے وہ جب تمہاری آواز سنتا ہے تو جواب دیتا ہے اور تم میں سے بھٹک جانے والے کو صحیح راستے پر ڈال دیتا ہے اور تمہاری سواری کے جانور کی نگرانی کرتا ہے!

اگر تمہیں، تمہاری سواری یا تمہارے (بھیڑ بکریوں) گلّے کو شیر کے حملے کا خوف ہو تو (اُن کے گرد دائرہ بنا کر) خط کھینچ دو اور کہو ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ دَانِیَالَ وَالْجُبِّ وَکُلِّ اَسَدٍ مُسْتَاْسِدٍ. اِحْفَظْنِیْ وَغَنَمِیْ''۔ بارِالٰہا! اے دانیال، گہرے اور کچے کنوئیں اور ہر طاقتور شیر کے (مالک و) رَب میری اور میرے بھیڑ بکریوں کے گلّے کی حفاظت فرما!

تم میں سے جسے غرق ہونے (ڈوبنے) کا خوف ہو تو کہے......

''بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' (سورۂ ہود ۱۱ آیت ۴۱)

اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ہے یقیناً میرا پروردگار بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ، وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے دن ساری زمین اُسی کے قبضے میں ہوگی

وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (سورۂ زمر نمبر ۳۹ آیت ۶۷) اور آسمان اُس کے داہنے ہاتھ (قدرت وقوت) میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور بلند و برتر ہے وہ اُن چیزوں سے جن کو یہ اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

جسے بچھو سے ڈر لگے تو پڑھ لے......سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ

سلام ہو نوحؑ پر تمام عالمین میں یقیناً ہم نیکوکاروں کو اِسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں، یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ (سورۂ الصافات آیت نمبر ۷۹ تا ۸۱)

اپنے نومولود بچوں کا عقیقہ (ولادت کے) ساتویں روز کردو!......

اور جب اُن کے سر مُنڈ وادو تو اُن کے بالوں کے وزن کے برابر ''چاندی'' صدقے میں دے دو اس لئے کہ یہ ہر مسلمان پر واجب ہے! آنحضور محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اِمامین) حسن اور حسین (علیہما السلام) کے سلسلے میں ایسا ہی کیا تھا!

جب تم کسی (فقیر) سائل کو کوئی چیز دو تو اُس سے اپنے لئے دعا کرنے کی درخواست کرو کیونکہ اُس کی دعا تمہارے حق میں پوری ہوگی لیکن اُن کے اپنے بارے میں پوری نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ تو جھوٹ بولتے رہتے ہیں!

جو چیز فقیر کو دو تو اُسے اپنے منہ کی طرف بلند کر کے چوم لو......اس لئے کہ............ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے ہی صدقے کو خدا لے لیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے............

''وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ '' اور وہ صدقے لے لیتا ہے! (سورۂ توبہ۹ آیت ۱۰۴)

(خصوصاً) رات میں صدقہ دیا کرو اس لئے کہ رات کا صدقہ.......... پروردگار کے غَضَب (کی آگ) کو بجھا دیتا ہے!

اپنی گفتگو کو اپنے کردار کا حصہ سمجھو، تا کہ سوائے خیر کے، تمہارا ''کلام'' کم ہو جائے!

اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق عطا کیا ہے اُس میں سے (راہ خدا میں) بخشش کرو اس لئے کہ (راہِ خدا میں) بخشش کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی (قدر و) منزلت رکھتا ہے.......... **جو شخص** اِس بات پر یقین رکھتا ہے کہ، وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں دیتا ہے.......... اُس کا عوض اُسے یقیناً مِلے گا تو اُس کا نفس (خود بخود) سخاوت پر آمادہ رہتا ہے!

جو شخص کسی بات پر یقین رکھتا ہو اور بعد میں شک پیدا ہو جائے تو اُسے اپنے یقین

پر برقرار رہنا چاہیئے، اس لئے کہ شکّ (بہرحال) نہ تو یقین کو (اپنے مقام سے) دور کرسکتا ہے اور نہ یقین (کی مضبوطی) کو خراب کرتا ہے۔

ناحق گواہی مت دو!

جس دسترخوان پر شرابخوری ہو رہی ہو، وہاں مت بیٹھو، اس لئے کہ نہ جانے (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) بندہ کی جان کب لے لی جائے!

جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھو تو غلام کی طرح (دوزانو ہوکر) بیٹھا کرو اور (کھانا کھاتے وقت) اپنی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر نہ بیٹھو............ اور چارزانو ہوکر (بھی) نہ بیٹھو! اس لئے کہ یہ بیٹھنے کا وہ طریقہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے اور اللہ اس طرح بیٹھنے والے کو ناپسند کرتا ہے!

پیغمبروں کا ''عشائیہ'' (رات کا کھانا) نماز عشاء کے بعد ہوتا ہے، رات کا کھانا ترک مت کیا کرو، رات کے کھانے کو چھوڑنے سے بدن (بیمار و) خراب ہوجاتا ہے

''**بخار**'' **موت کا قاصد** ہے اور زمین میں اللہ تعالیٰ کا قید خانہ ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس میں قید کردیتا ہے اور یہ ''بخار''، گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتا ہے جیسے اونٹ کے کوہان پر سے بال جھڑ جاتے ہیں!

ہر بیماری اندرونی ہوتی ہے سوائے ''زخم'' اور ''بخار'' کے!

اس لئے کہ یہ دونوں تو باہر سے بدن پر آتے ہیں!

بخار کی حرارت کا توڑ...... ''گل بنفشہ'' اور ٹھنڈے پانی کے ذریعہ کیا کرو! کہ بخار کی تپش و حرارت، دوزخ کی حرارت میں سے ہوتی ہے!

مسلمان ''دوادارو'' میں جلدی نہیں کرتا......

جب تک کہ اُس کا مرض اُس کی صحت پر غالب نہ آجائے!

''دعا''......(قضائے مُبْرَم) حتمی موت کو بھی لوٹا دیتی ہے، پس تم دعا کے لئے تیار رہا کرو اور اُسے کام میں لایا کرو!

طہارت کے بعد وضو......کے لئے (ثواب میں) دس ۱۰ نیکیاں ہیں ......لہٰذا وضو کرتے رہا کرو!

خبردار! تن آسانی سے بچو جس کو اِس کی عادت پڑ جائے وہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کر پاتا......!

(جسم کی) بدبو کو پانی کے ذریعے دور رکھو! اور اپنے آپ کو پاک صاف رکھو! اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے میلے کچیلے بندے سے بیزار ہوتا ہے کہ......جو شخص بھی اُس کے نزدیک بیٹھے، نفرت و بیزاری سے اُف اُف کرنے لگے!!

دورانِ نماز، داڑھی سے نہ کھیلو اور نہ اور کوئی ایسا کام کرو جو حضور قلب (ارتکازِ توجّہ) کو ختم کر دے!

عمل خیر کی مصروفیت کے لئے جلدی کرو قبل اِس کے کہ کسی اور کام میں مصروف ہو جاؤ!

سچا مومن اپنے کو تھکا کر بھی لوگوں کو آرام پہنچاتا ہے!

تمہاری گفتگو کا بیشتر حصہ اللہ کے ذکر پر مُشْتَمِل ہونا چاہئے!

گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اُس کا رزق روک لیا جاتا ہے!

اپنے بیماروں کا علاج صدقے کے ذریعے کرو......!

اپنے ''اموال کا بیمہ'' (حفاظت) زکاۃ کے ذریعے کرو!

نماز ہر پرہیزگار کے لئے ''قُربِ الٰہی'' کا وسیلہ ہے!

''حج'' کمزور کا جہاد ہے!

بہترین ''شوہر داری'' (شوہر کے سکھ چین کا خیال رکھنا) عورت کا جہاد ہے!

''تہی دستی'' (فقیر ہو جانا) سب سے بڑی موت ہے!

اہل وعیال کا کم ہونا دو۲ سہولتوں میں سے ایک ہے!

(اخراجات میں میانہ روی اور) اندازہ رکھنا ہی آدھی (معیشت و) زندگی ہے!

''غم'' آدھا بڑھاپا ہے!

(اخراجات میں) میانہ روی اختیار کرنے والا شخص، کبھی محتاج نہیں ہوتا!

جو شخص مشورہ لے لیتا ہے وہ کسی زحمت اور پریشانی میں نہیں پڑتا......!

''احسان''، صرف دیندار اور شریف النسب (خاندانی) آدمی کے ساتھ ہی کرنا چاہئے!

ہر چیز (عمل) کا ایک ثمر (نتیجہ) ہوتا ہے اور نیک عمل کا پھل......(روز قیامت) سرعتِ آسودگی وکشائش ہے!

جس شخص کو بدلے (اور عوض) کا یقین ہوا۔ وہ بخشش وسخاوت خوب کرتا ہے!

جو شخص مصیبت کے وقت اپنی رانیں پیٹنا شروع کر دے اُس کا اجر وثواب برباد ہو جاتا ہے!

مومن کا بہترین عمل (انتظارِ فَرَج) پُر امید رہنا ہے!

(انتظارِ فَرَج......کشادگی اور اچھے حالات یا امام زمانہؑ کا انتظار)

جو شخص اپنے ماں باپ کو غمگین کر دے وہ اُن کی طرف سے عاق ہو جاتا ہے!

راہِ خدا میں صدقہ دے کر رزق حاصل کرلو!

دعا کے ذریعے مصیبتوں کو دور کرو اور دعائیں......مصیبت نازل ہونے سے پہلے ہی کرلیا کرو!

قسم ہے......اُس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور جانداروں کو پیدا کیا

......یقیناً یہ بلاء (ومصیبت)......مومن کی جانب اُس سیلاب سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھتی ہے جو کسی ٹیلے کی بلندی سے نشیب کی طرف رواں دواں ہوتا ہے یا تیز دوڑنے والے باربردار ٹٹوؤں کی طرح......(مومن کی طرف بڑھتی ہیں)

بلا ومصیبت کی سختی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگو، اس لئے کہ ......بلاء ومصیبت کی (شدت و) سختی دین کے (ہاتھ سے) جانے کا سَبَب بھی بن جاتی ہے!

خوش نصیب وہ ہے جسے دوسرے سے نصیحت مل جائے اور وہ اُسے قبول بھی کرلے!

اپنے نفسوں کی تربیت، اخلاقِ حَسنہ کے ذریعے کرو! اس لئے کہ یہ بات یقینی ہے کہ ...... بندۂ مومن، اخلاقِ حسنہ کے ذریعے، روزہ دار اور عابدِ شب زندہ دار کے درجے پر فائز ہوجاتا ہے!

جس شخص نے یہ بات جانتے ہوئے شراب پی......کہ یہ شراب ہے (اور شراب پینا حرام ہے) تو اللہ تعالیٰ اُسے (جہنمیوں کی خوراک) خون اور کیچڑ کا آمیزہ پلائے گا چاہے وہ بخشا ہی جاچکا ہو! (یعنی مستحقِ نجات ہو چکا ہو)

(حکم خدا کی) نافرمانی معصیت کے لئے نذر (منت ماننا) جائز نہیں! اور...... قطع رحمی کے لئے قسم کھانا ناجائز ہے!

''بے عمل'' دعا مانگنے والا......اُس تیر انداز کی مانند ہے جس کی کمان میں تانت (اور چِلّہ) نہ ہو!!

بیوی کو اپنے شوہر کے لئے خوشبو لگانا چاہئے!

جو شخص اپنے مال (کے دفاع) کی خاطر قتل ہوجائے وہ شہید ہوتا ہے!

خرید وفروخت میں (کم عقلی سے) دھوکہ کھا جانے والا نہ تعریف کے قابل ہے نہ انعام کے لائق!

بیٹے کی ''قسم''... باپ کے اور بیوی کی.... شوہر کے بارے میں صحیح نہیں ہے!

(چُپ کے روزے کی طرح صبح سے سارے دن......'') رات تک خاموش رہنا......صحیح نہیں سوائے یادِ خدا میں مشغولیت کی خاطر......!

ہجرت کے بعد ''بادیہ نشینی'' اور فتحِ مکہ کے بعد ''ہجرت'' نہیں ہے (بالفاظ دیگر مسلمان ملک میں رہنے کے بعد غیر مسلم ملک میں جا بسنا درست نہیں اور فتح مکہ کے بعد کسی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کو ''ہجرت'' نہیں کہا جا سکتا)

جو کچھ اللہ عزّ وجلّ کے پاس ہے اپنی توجہ اُس کی جانب رکھو، کیونکہ اُسی صورت میں تم اُن چیزوں سے بے نیاز رہ سکتے ہو جو (دوسرے) لوگوں کے پاس ہیں!

اللہ تعالیٰ ایسے دستکار کو پسند کرتا ہے جو امین (دیانتدار) ہو!

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل، نماز سے زیادہ محبوب ترین نہیں ہے، کہیں دنیا کے کاموں میں مشغولیت......تمہیں نماز کے اوقات میں نماز پڑھنے سے روک نہ دے......کہ اللہ تو نے اُن لوگوں کی مذمت کی ہے......جنہوں نے نماز کے اوقات سے بے اعتنائی کی......اُس نے فرمایا ہے اَلّذِینَ هُمْ عَنْ صَلاٰتِهِمْ سَاهُونَ

(سورۂ ماعون نمبر ۱۰۷ آیت نمبر ۴، ۵)

''ساھون'' سے اللہ تعالیٰ کی مراد (اوقات نماز سے) غفلت برتنے والے ہیں!......

یہ بات جان لو اور یاد رکھو کہ تمہارے دشمنوں میں کے نیکوکار افراد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خود نُمائی اور ریا کاری کرتے ہیں......جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُنہیں...... (عمل خالص کی) توفیق ہی نہیں دیتا......اور (ظاہر ہے) اللہ تعالیٰ فقط عملِ خالص کو ہی قبول کرتا ہے......

نیکی کبھی بوسیدہ (پُرانی) نہیں ہوتی (کہ اُسے بھلا دیا جائے) گناہ کبھی بُھلایا

نہیں جاتا (فرمانِ الٰہی ہے کہ......)"اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِینَ اتَّقَوا وَ الَذِینَ ھُم مُحسِنُونَ"
اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو خوفِ (خدا) رکھتے ہیں اور اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو نیکوکار ہیں"........(سورہ نحل نمبر ۱۶ آیت نمبر ۱۲۸)

"مومن" اپنے بھائی (دوست) کی بے عزتی نہیں کرتا......نہ اُس سے خیانت کرتا ہے، نہ اُس پر جھوٹا الزام لگاتا ہے نہ اُس کو تنہا چھوڑ دیتا ہے اور......نہ اُس سے بیزاری...... اختیار کرتا ہے......تم اپنے بھائی (یا دوست) کی معذرت کو قبول کر لیا کرو اور اگر اُسے کوئی عذر نہ مل پائے تو، تم خود اُس کے لئے عذر تراش لیا کرو!

پہاڑوں کو اپنی جگہ سے اکھاڑ دینا......چند روزہ حکومت (ومملکت کی محبت) کو دل سے نکالنے کے مقابلے میں......زیادہ آسان ہے......(حالانکہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اِستَعِینُو بِاللّٰہِ وَاصبِرُو اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُورِثُھَا مَن یَشَآءُ مِن عِبَادِہِ وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ ٥ (سورہ اعراف نمبر ۷ آیت نمبر ۱۲۸)

"تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو......یقیناً زمین تو اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دیتا ہے......اور (نیک) انجام تو پرہیز گاروں ہی کے لئے ہے......"!

کسی کام میں جلد بازی نہ کرو......ورنہ، پشیمان ہو جاؤ گے!

زندگی میں لمبی لمبی امیدیں مت باندھو......ورنہ......تم سنگ دل ہو جاؤ گے!

تم اپنے (سے) کمزوروں پر رحم کرو اور خود اللہ عزّ وجلّ سے رحمت طلب کرو!

"غیبت" سے بچو......اس لئے کہ "مسلمان" اپنے مسلمان بھائی کی غیبت نہیں کرتا......اور اللہ تعالیٰ نے (غیبت کو) منع کیا ہے......فرمایا ہے کہ

اَیُحِبُّ اَحَدُکُم اَن یَّأْکُلَ لَحمَ اَخِیہِ مَیتًا فَکَرِھتُمُوہُ

(سورۂ الحجرات نمبر ۴۹ آیت نمبر ۱۲)

’’کیا تم میں سے کوئی ایک اِسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے پس تمہیں یہ بات (یقیناً) ناپسند ہوگی‘‘!

’’کوئی مومن‘‘ دورانِ نماز حالتِ قیام میں ہاتھ نہ باندھے!

کہ اس طرح اہل کفر سے مشابہت ہوتی ہے (یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے)!!

تم میں سے کوئی شخص کھڑے کھڑے پانی نہ پیا کرے! اس لئے کہ یہ (عمل) ایسے درد کا باعث ہو جاتا ہے جس کی دوا بھی نہ ہو سکے مگر یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ شفا دے دے!!

اگر دورانِ نماز کوئی جاندار (کیڑا مکوڑا) تم میں سے کسی کو پریشان کرے تو اُسے مٹی میں دبا دو یا اُس پر تھوک دو یا اُسے اپنے کپڑے میں سمیٹ لو یہاں تک کے نماز پوری کرلو...... حد سے زیادہ قبلے سے منہ پھیرنا...... نماز کو باطل کر دیتا ہے!!

اور جس نے ایسا کیا، اُس پر لازم ہے کہ نماز دوبارہ اذان، اقامت اور تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) سے شروع کرے!

جو شخص طلوعِ آفتاب تک...... دس ۱۰ مرتبہ ’’سورہ توحید‘‘ دس مرتبہ ’’سورۂ قدر‘‘ اور اسی طرح دس ۱۰ مرتبہ ’’آیت الکرسی‘‘ پڑھ لے تو اس کا مال (واسباب) کسی بھی قسم کے (نقصان کے) خوف سے محفوظ رہے گا!

جو شخص ’’طلوع آفتاب سے قبل‘‘ سورۂ ’’توحید‘‘ اور سورۂ ’’قدر‘‘ پڑھے گا...... تو ابلیس چاہے کتنی بھی کوشش کرے وہ شخص کسی گناہ میں ملوث نہیں ہو سکتا......!

(تم پر) قرض زیادہ چڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو! (غالباً اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم کے ورد کے لئے فرمایا ہے)

اہل بیؑت کی مثال حضرت نوح (علیہ السلام) کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا (یعنی جہنم میں گیا)

کے دن صبح سویرے کے وقت کو منتخب کرو...... کہ آنحضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے) کہ "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِی فِی بُکْرِتِھَا یَومَ الخَمِیسِ" بارالہا! جمعرات کے دن صبح سویرے کے وقت کو میری امت کے لئے برکت والا (وقت) بنادے!

جب کوئی شخص اپنے گھر سے باہر جائے تو یہ (آیت کریمہ) پڑھ لیا کرے "اِنَّ فِی خَلقِ السّمٰوَاتِ وَالَارضِ وَ اختِلَافِ اللَّیلِ وَ النَّھَارِ...... تا آخرِ آیت اِنَّكَ لَا تُخلِفُ المِیعَادَ (سورۂ آل عمران نمبر۳ آیت نمبر ۱۹۰ سے ۱۹۴ تک) اور "آیت الکرسی"، سورۂ "قدر" اور سورۂ الحمد"...... ان آیات میں دنیاوی اور اُخروی حاجات کے پورا ہونے کا راز پنہاں ہے!

دَبیز (موٹا جھوٹا) کپڑا پہنا کرو، جو شخص باریک (ٹرانسپیرنٹ) لباس پہنے گا اُس کا دین بھی باریک (نازک اور کمزور) ہو جائے گا...... ایسا لباس پہن کر کبھی اپنے پروردگار کے حضور نہ کھڑے ہوا کرو جس سے بدن جھانک رہا ہو (پوشیدہ اعضاء کی نمائش ہو رہی ہو)

اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور اُس کی (بارگاہِ) محبت میں داخل ہو جاؤ، اس لئے کہ خدا بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے! اور مومن تو (اللہ کی طرف) بازگشت اور توبہ کرنے والا ہی ہوتا ہے!

جب کوئی مومن اپنے بھائی (دوست) کو (اُفّوہ) اُف" کہتا ہے تو ان کے درمیان (برادرانہ) رشتہ منقطع ہو جاتا ہے!

جب کوئی شخص اپنے بھائی (دوست) سے کہتا ہے کہ تم کافر ہو تو دونوں میں سے ایک کافر ہوتا ہے اس لئے کہ اگر سچ کہا ہے تو وہ بھائی کافر ہے اور اگر اس نے غلط الزام لگایا تو وہ خود (کافر) ہے...... اور کسی کو اپنے بھائی پر (جھوٹا) الزام نہیں لگانا چاہیئے...... کہ اُس نے

اگر تہمت لگائی تو ان دونوں کے درمیان ایمان ایسے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں (گھل جاتا ہے)!

جو شخص توبہ کرنا چاہتا ہے......اُس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، تم اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تمھاری برائیوں سے چشم پوشی کرے گا!

اور...... جب تم، عہد کرو......تو اپنے عہد کو پورا کرو ا

کوئی نعمت یا عیشِ زندگانی اگر کسی شخص کے پاس سے زائل ہو گیا ہے تو صرف اُن گناہوں کے سبب سے......جن کا اس نے ارتکاب کیا ہے! یقیناً اللہ تعالیٰ...... بندوں پر ظلم وستم نہیں کرتا......!

ہاں ، اگر یہ لوگ پہلے ہی سے دعا کرتے رہیں تو یہ نعمتیں کبھی زائل نہیں ہوتیں!......اگر اُن پر مصیبتیں نازل ہوں یا نعمتیں اُن سے زائل ہو جائیں......تو اگر وہ (اس حال میں بھی) سچے ارادے اور نیت کے ساتھ......اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں اور (اس کام میں) سُستی دکھائیں نہ غفلت بَرتیں، تو (یقیناً) اللہ تعالیٰ اُن کی ہر خرابی کی اصلاح کر دے گا اور جو کچھ بھی ضائع ہو چکا ہے وہ انہیں واپس لوٹا دے گا!

اگر کوئی مسلمان تنگی (تُرشی) کا شکار ہو جائے تو اُسے کبھی اپنے پروردگار کی شکایت نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنی شکایت کو اُس (اللہ تعالیٰ) کے حضور پیش کرنا چاہئے (تاکہ وہ اُس کی شکایت کو دور کر دے) اس لئے کہ تمام امور کی کُنجیاں (مسائل کا حل) اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اُس کی تدبیر (ومنصوبہ بندی) کرنا اُسی کے ہاتھ میں ہے! اور وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے تمام تعریفیں اور حمد اُس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے!

جب کوئی شخص نیند سے اُٹھ بیٹھے تو کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے "حَسبِیَ

اَلرَّبُّ مِنَ العِبَادِ حَسبِی هُوَ حَسبِی وَ نِعمَ الوَکِیلُ" بندوں کے بجائے پروردگار، میرے لئے کافی ہے، بس وہی میرے لئے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے!

جب کوئی شخص رات کو (جاگ کر) اٹھ کھڑا ہوتو ...... وہ آسمان کی اطراف (واکناف پر) نگاہ ڈالے......اور یہ آیت پڑھے:

اِنَّ فِی خَلقِ السَّمٰوَاتِ ......تا آخرِ آیت اِنَّکَ لَا تُخلِفُ المِیعَادَ (سورہ آل عمران نمبر۳ آیت نمبر ۱۹۰ تا نمبر ۱۹۴......)

"چاہِ زم زم" میں جھانکنا......دافعِ درد ہے......

"آبِ زم زم" کو "حجر اسود" والے رکن (کی سمت) سے پیا کرو

چار دریاؤں کا تعلق جنت سے ہے......دریائے فرات، دریائے نیل، دریائے سیحون و دریائے جیحون (آمو) اور (سیحون اور جیحون بھی جن کا تمہیں شاید علم نہ ہو) یہ بھی دو دریا ہیں!

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکومت کی امانت نہیں سونپی گئی اور نہ وہ مالِ غنیمت (فئے) میں اللہ کا حکم نافذ کرتا ہے......تو ایسے شخص کے ہمراہ کوئی مسلمان جنگ پر نہ جائے، اگر کوئی ایسی جنگ میں شریک ہوا اور مارا گیا......تو (درحقیقت) وہ ہمارے دشمن کا ......ہمارے حق کو روکنے، اور ہمارے خون بہانے میں مددگار رہوگا اور اس کی موت ایام جاہلیت (زمانہ کفر) کی موت کی مانند ہوگی!

ہمارا......اہل بیؑت کا ذکر اور یاد......دردوں، بیماریوں اور شک میں ڈال دینے والے وسوسوں سے......شفا (کا سبب) ہے اور ہماری محبت......باعثِ خوشنودی پروردگار ہے......اور جو شخص اوامر واحکام ہم سے لے گا......ہمارے طریقے اور راستے پر چلے گا تو......کل وہ......فردوس بریں میں......ہمارے ساتھ ہوگا!

جو ہماری حکومت کے انتظار میں ہے وہ اُس شخص کی مانند ہے جو اللہ کی راہ (جہاد) میں اپنے ہی خون میں لت پت ہو گیا ہو!

جو شخص کسی جنگ میں ہمارے ساتھ حاضر ہو اور (مدد کے لئے) ہماری پکار کو سُنے ...... پھر بھی ہماری مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو منہ کے بل (جہنم کی) آگ میں پھینک دے گا!

جب لوگ (اپنی قبروں سے) اُٹھائے جائیں گے ...... اور (ہجوم کی وجہ سے) راستے تنگ ہو جائیں گے تو (اُس وقت) ہم ہی ''جنت کا دروازہ'' ہوں گے! اور ...... ہم ہی ''باب حطّہ'' ہیں ...... اور یہی سلامتی کا راستہ ہے، جو بھی اِس میں داخل ہوا نجات پائے گا اور جو اس سے ہٹ گیا وہ ہلاک ہو جائے گا (جہنم میں جائے گا) ......!

...... اللہ تعالیٰ نے ہمارے وسیلے سے ہی (خِلقت کا) آغاز کیا ہے اور ہمارے ذریعے ہی اختتام کو پہنچا دے گا! اور ہمارے ذریعے ہی جو چاہے گا مِٹا دے گا ......! اور ہمارے وسیلے سے ہی اللہ تعالیٰ، غم (اور قحط) میں مبتلا کر دینے والے زمانے کو دور کر دے گا، وہ ہمارے ذریعے سے ہی مینہ (بارش) برساتا ہے ......!

(ہوشیار رہو) ...... کہیں کوئی دھوکے باز، تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکا نہ دے جائے!!

جب سے ہمارا ''قائم'' قیام کرے گا (ظاہر ہو کر جہاد کرے گا) تو آسمان (بارانِ رحمت) مینہ خوب برسائے گا! ......

زمین اپنا سبزہ اور گھاس خوب اگائے گی ......!

بندگانِ خدا کے دلوں سے کینے دور ہو جائیں گے ......!

درندے اور جنگلی جانور آپس میں صلح و امن سے رہنے لگیں گے (یہ حالت) یہاں

تک (ہوگی) کہ......کوئی عورت (اکیلی) عراق وشام کے درمیان چلی جارہی ہوگی تو اُس کے قدم سبزہ زار پر ہی پڑیں گے اور سر پر گٹھڑی رکھی رہے گی......نہ تو اُسے درندے نقصان پہنچائیں گے اور نہ اُسے درندوں سے ڈر لگے گا!

اگر تمہیں اُس (اجروانعام) کا پتہ چل جائے ...... جو تمہارے ...... دشمنوں کے درمیان زندگی بَسر کرنے اور اُن کی اذیّت ناک باتیں سُن کر صبر کرنے کی وجہ سے ...... تمہارے لئے ہے......تو (خوشی سے) تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں!

جب میں تم میں نہ رہوں گا......تو میرے بعد تم......

......ظلم، زیادتی، استبداد اور اللہ تعالیٰ کے حق کو معمولی سمجھنے اور اپنی جان کے خوف، جیسی چیزیں دیکھو گے......کہ تم میں سے ہر ایک موت کی تمنا کرنے لگے گا!

جب یہ حال ہوجائے تو......اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور (فرقہ واریت کا شکار ہوکر) مُنتشِر وپَراگندہ نہ ہوجانا! (سورہ آل عمران نمبر۳ آیت نمبر۱۰۳)

''صبر''، ''نماز'' اور ''تقیہ'' پر لازم وقائم رہنا......! اور یہ بات اچھی طرح جان (اور سمجھ لو) کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی ''مُتلَوِّن مزاجی'' سخت ناپسند ہے......!

حق اور اہل حق (کی راہ) سے نہ ہٹنا......! اِس لئے کہ جس نے ہمارا مُتبَادِل (کوئی اور امام) چُن لیا......وہ ہلاک ہوجائے گا......دنیا بھی کھو بیٹھے گا......اور یہاں (دنیا) سے گنہگار (اور سزاوارِ دوزخ) ہوکر نکلے (اور مرے) گا......!

جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتو اپنے گھر والوں کو سلام کرے اور اگر اُس کا کوئی (خاندان یا) گھر والا (فرد) نہ ہوتو یوں کہے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا'' ہم پر ہمارے پروردگار کی طرف سے سلام ہو! اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر گھر میں داخل ہو...... اِس سے غُربت دور ہوجاتی ہے!

اپنے بچوں کو نماز (پڑھنا) سکھاؤ......!اور جب وہ آٹھ برس کہ عمر کو پہنچ جائیں تو (نماز نہ پڑھنے پر) اُن سے مواخذہ کرو!!

(یا نماز کے لئے اُن کے پیچھے پڑے رہو)

کتّوں کے قُرب سے بچ کر رہو!

اگر کُتا خشک ہو اور کسی (شخص) سے چھو جائے تو وہ اپنے کپڑوں پر پانی بہالے......اور......اگر کُتا ''گیلا'' ہو تو کپڑوں کو (باقاعدہ) دھوئے! (پاک کرے!)

اگر تم ہماری کوئی حدیث سُنو جسے تم پہچان نہ پاؤ (یا تمہاری سمجھ سے بالاتر ہو) تو اُس حدیث کو ہماری طرف پلٹا دو (یا اُس حدیث کے بارے میں ہم سے رجوع کرو) اور اس بارے میں (توقّف کرو) ذرا ٹھہر جاؤ اور جب تم پر حقیقت روشن ہو جائے تو اُس (حدیث) کو تسلیم کرلو! اور جلد بازی میں راز فاش کرنے والے نہ بنو!

''غالی'' کو ہم سے رجوع کرنا چاہئے اور ''مُقَصّر'' کو بھی ہم سے آملنا چاہئے [یعنی (غالی) جو ہمارے بارے میں مسائلِ اعتقادی میں حد سے زیادہ آگے بڑھ گیا ہو اُسے ہماری طرف واپس لوٹ آنا چاہئے اور (مُقَصِّرُ) جو ہمارے مرتبہ کو نہ پہچانے اور حد سے (پیچھے رہ کر ہمیں ہمارے مرتبے سے) گرادے تو اُسے بھی ہم سے آکر ملنا چاہئے......تاکہ ہم اُس کے اعتقادات کو درست کر دیں اور وہ جہنم رسید ہونے سے محفوظ رہ سکیں)......اِس لئے کہ جس نے ہم سے تمسّک اختیار کیا وہ ہم سے مل گیا!

(اور منزل مقصود تک جا پہنچا)......اور......جو (ہمارے ساتھ رہنے کے بجائے) ہم سے پیچھے رہا (اور اُس نے ہمیں چھوڑ دیا) وہ مٹا دیا گیا......!

جس نے ہمارے حکم کی پیروی کی وہ ہم سے آن ملا (اور کامیاب ہوا)......اور جو شخص ہماری طریقت کے علاوہ کسی اور راہ پر گام زَن ہوا وہ (ہم سے یا رحمت الٰہی سے) دُور

قمیص جس کے تکمے (تسمے/بٹن) باندھ لئے جائیں (اس میں نماز پڑھنا جائز ہے)

کسی شخص کو تصویر پر یا ایسی چادر (یا بچھونے) پر جس پر تصویر بنی ہوئی ہو...... نماز نہیں پڑھنا چاہئے ہاں، یہ جائز ہے کہ تصویر (صورت) پیروں کے نیچے ہو! یا اُسے کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے!

جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو...... ایسے درہم (سکّے) کو جس پر تصویر بنی ہوئی ہو ...... اُس کو اپنے لباس کے پلّو میں گرہ دے کر...... باندھا ہوا نہیں ہونا چاہئے...... لیکن یہ جائز ہے کہ درھم کسی تھیلی میں ہو یا کپڑے کے اندر ہو چاہے لباس (بیرونی) ظاہر ہی ہو!

کسی شخص کو گندم یا جو کے ڈھیر پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے! نہ ایسی چیز پر جو کھائی جاتی ہو...... نہ ''روٹی'' پر......!!

تم میں سے جب کوئی (رفعِ حاجت کے لئے) جانا چاہے تو کہے'' بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَمِط عَنِّی الاَذیٰ وَاَعِذنِی مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ہ اللہ کے نام سے، بارالہا...... اِس اذیّت کو مجھ سے دور فرما اور مجھے تو اپنی پناہ دے شیطان مردود (کے شر) سے!

جب (رفع حاجت کے لئے) بیٹھ جائے تو کہے......

''اَللّٰھُمَّ کَمَا اَطعَمتَنِیہِ طَیِّبًا وَ سَوَّ غتَنِیہِ فَاکفِنِیہِ''

بارِ خدایا......! جس طرح تو نے مجھے پاک طعام نصیب کیا تو میرے لئے اس کو گوارا بنا دے اور میرے لئے اِس (کے نقصانات) سے مجھے بچا دے!

جب فارغ ہونے کے بعد پاخانے پر نظر ڈالے تو کہے!

''اَللّٰھُمَّ ارزُقنِی الحَلَالَ وَ جَنِّبنِی الحَرَامَ''

بارِالہا! تو مجھے رزق حلال دے اور رزق حرام سے مجھے محفوظ رکھ!...... اس لئے کہ ......رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے پر ایک فرشتے کو

کر دیا گیا......!

ہم سے محبت کرنے والوں کے لئے اللہ کی رحمت کی فوجیں ہیں اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی فوجیں ہیں!

ہماری راہ......اعتدال ومیانہ روی ((کی راہ) ہے!

اور ہمارا (حکم اور) اَمر ہی صحیح راستہ ہے!

''پانچ مقامات'' پر سہو (بھول جانا) نماز کو باطل کر دیتا ہے!

۱۔ ''نمازِ وِتر'' (نماز تہجد میں گیارہویں آخری ایک رکعت کی نماز) میں!

۲۔ ہر نماز واجب کی ''پہلی دو رکعتوں''......جن میں ''قراءت'' (الحمد و سورہ پڑھنا واجب) ہے!

۳۔ نماز ''فجر'' میں!

۴۔ نماز ''مغرب'' میں!

۵۔ اور ہر دو رکعتی نماز واجبہ میں! چاہے ایسا حالتِ سفر میں ہو! (یعنی نماز قصر میں)

کسی صاحب عقل کو حالتِ نجاست میں قران نہیں پڑھنا چاہئے یہاں تک کہ وہ اُس کے لئے طہارت (وضو یا غسل) کر لے!

جب تم نماز پڑھ رہے ہو تب بھی ہر سورۂ قران کے رکوع اور اُس کے سجدوں کا حق ادا کرو!

کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ اُس کی قمیض کو بغل کے نیچے سے گزار کر کاندھے پر ڈال لیا گیا ہو اس لئے کہ یہ عمل قوم لوط کے کاموں میں سے رہا ہے!

کسی مرد کے لئے ایک کپڑے (چادر) میں جس کے (کونوں) پلّوؤں کو اٹھا کر گدی پر گرہ دے لی گئی ہو......نماز (پڑھنا) جائز ہے! اور ایسے ہی دبیز کپڑے کی (لمبی)

مُوَکّل (مقرر) کر دیا ہے..... کہ جب وہ بندہ فارغ ہو لے تو اُس کی گردن کو اتنا جھکا دیتا ہے کہ وہ پاخانے پر نظر ڈال لے..... اس مرحلے پر اُسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے رزق حلال طلب کرے..... اس لئے کہ وہ فرشتہ کہتا ہے کہ "اے آدم کے بیٹے! یہ وہ چیز ہے جس کی تو نے حرص کی..... دیکھ! تو اسے کہاں سے لایا تھا اور اس کا کیا حال ہوا ہے!

کوئی شخص بسم اللہ پڑھے بغیر وضو نہ کرے اور پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے کہے..... "بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجعَلنِی مِنَ التَّوّابِینَ وَاجعَلنِی مِنَ المُتَطَهِّرِینَ" اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں)..... بارالہٰا تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں میں قرار دے!

جب وضو سے فرصت پالے تو کہے "اَشهَدُاَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِیكَ لَهٗ وَ اَشهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهٗ وَ رَسُولُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اُس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں!

اگر کوئی شخص ایسا کرے تو وہ مغفرت کا سزاوار ہو جاتا ہے!!

جو شخص نماز کے حق کو پہچانتے ہوئے نماز پڑھے..... تو اللہ اُسے بخش دے گا.....!

کوئی شخص بھی..... نماز نافلہ کو، نماز واجب کے وقت (مخصوص) میں نہ پڑھے ......اور نہ نماز نافلہ کو بغیر کسی عذر کے ترک کرے..... ہاں نماز واجب پڑھ لینے کے بعد، ممکن ہو تو نماز نافلہ کی قضا پڑھ لے! اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِینَ هُم عَلٰی صَلَاتِهِم دَائِمُونَ (سورۂ المعارج ۲۰ آیت ۲۳)

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز پر پابند رہتے ہیں..... یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر رات میں ان سے نماز قضا ہو جائے تو دن میں ......اور اگر دن میں قضا ہو جائے تو رات

میں (قضا کی) ادا کر لیتے ہیں!

نماز نافلہ کو نماز فرض کے وقت میں ادا نہ کرو، ہاں نماز واجب پڑھ لینے کے بعد جتنی نماز نافلہ چاہو پڑھ لیا کرو!

''حرمین'' (خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ) میں ایک نماز......ایک ہزار نمازوں کے برابر (ثواب رکھتی) ہے!

وہ درہم جسے کوئی شخص حج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے......وہ ایک ہزار درہم کے برابر ہے!

نماز گزار کو نماز میں خشوع (وحضورِ قلب) کے ساتھ رہنا چاہئے......اس لئے کہ جو شخص دورانِ نماز......اللہ تعالیٰ کی خاطر خضوع وخشوع سے کام لے......تو اُسے دوران نماز کوئی فعلِ عَبَث (بیکار کام، داڑھی وغیرہ سے کھیلنا) نہیں کرنا چاہئے!

سوائے نماز جمعہ کے، کہ اُس میں دو قنوت ہوتے ہیں...... پہلا قنوت پہلی رکعت میں......رکوع سے پہلے......اور دوسرا ''قنوت'' دوسری رکعت میں......رکوع کے بعد، ہوتا ہے!

نماز جمعہ کی قراءت......پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ''سورۂ جمعہ'' اور دوسری رکعت میں (سورہ فاتحہ کے بعد) سورۂ ''المنافقون'' ہے!

دونوں سجدوں کے بعد (دوبارہ قیام سے قبل) سکون سے بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے اعضاء وجوارح......ساکن ہو جائیں......

پھر اِس کے بعد (بِحَولِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَ قُوَّتِہٖ اَقُومُ وَ اَقعُدُ کہتے ہوئے) کھڑے ہو جاؤ! اور ہمارے (اہل بیتؑ کے) نماز پڑھنے کا یہی طریقہ ہے!

جب تم میں سے کوئی نماز شروع کر رہا ہو تو وہ اپنے ہاتھوں کو سینے کے مقابل بلند کرے

(دعا کے لئے)

جب تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو.....تو سیدھا کھڑا ہو، پیٹھ کو سیدھا رکھے اور جھکا ہوا کھڑا نہ ہو!

جب تم نماز سے فرصت پالو، تو اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کرو اور نگاہ سامنے (بلند) رکھو!

(اسی دوران) ابن سباء نے دریافت کیا کہ اے امیرالمومنین کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا.....ہاں کیوں نہیں! تو اُس نے پھر پوچھا.....تو پھر ہم اپنے ہاتھوں کو آسمان (ہی) کی جانب کیوں اٹھائیں؟.....تو (اُس کے جواب میں) امیرالمومنین نے فوراً کہا.....وائے ہو تجھ پر! کیا تو نے قرآن میں پڑھا نہیں ہے؟ کہ.....

وَ فِی السَّمَاءِ رِزقُکُم وَ مَا تُو عَدُونَ ہ (سورۂ ذاریات نمبر۵۱ آیت نمبر۲۲)

تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمان میں ہیں!.....تو ہم رزق کو اُس کی معین جگہ کے سوا.....اور کہاں سے طلب کریں؟ اور یہی ہے وہ چیز.....کہ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں (سے) کیا ہے!.....!

کسی بندۂ خدا کی کوئی نماز..... جب تک درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی..... جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جنت کے لئے اور دوزخ (کی آگ) سے.....اُس کی پناہ نہ مانگے اور اُس سے.....اپنی ''حورالعین'' سے شادی کی درخواست نہ کرے!

جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو (اس نماز کو) اپنی آخری (وداعی) نماز..... سمجھے!

''تبسّم'' (زیرلب مسکراہٹ) نماز کو باطل نہیں کرتا! اور ''قہقہہ'' نماز کو باطل کر دیتا ہے!

اگر حالت نماز میں نیند تمہاری آنکھوں پر چھارہی ہو، تو نماز کو قطع کردو اور سوجاؤ، کیونکہ تمہیں نیند میں کچھ پتہ نہیں چل رہا ہوتا...... ! ہوسکتا ہے تم اپنے لئے (دعا کے بجائے) بددعا کر گزرو!

جو شخص ہمیں اپنے دل سے چاہے، اپنی زبان سے ہماری مدد کرے اور (جہاد و) قِتال میں اپنے ہاتھ سے ہمارا ساتھ دے......تو وہ جنت میں ہمارے ساتھ ہمارے ہی درجے میں ہوگا!

اور جو ہمیں دل سے (تو) چاہے (مگر) زبان سے ہماری مدد نہ کرے اور جدال و قتال میں ہماری ہمراہی نہ کرے تو وہ اُس درجے سے ایک درجہ پست تر (درجے) میں ہوگا!......

اور جو ہمیں دل سے (تو) چاہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد نہ کرے تو (بس) وہ ہمارے ساتھ جنّت میں ہوگا۔ (بغیر کسی بلند یا پست درجہ کے)......اور......جو ہم سے دلی بُغض رکھے اور ہمارے خلاف اپنی زبان اور ہاتھ سے (ہمارے دشمنوں کی) مدد کرے تو ایسا شخص جہنم کے پست ترین طبقے میں ہوگا!......

اور جو ہم سے دلی بُغض رکھے اور اپنی زبان سے ہمارے خلاف (ہمارے دشمنوں کی) مدد کرے......مگر اپنے ہاتھ سے ہمیں نقصان پہنچا کر (ہمارے خلاف) دشمنوں کی مدد نہ کرے تو وہ دوزخ میں (پست ترین طبقے سے) ایک طبقہ بلند تر جگہ پائے گا!

اور جو شخص ہم سے دلی بغض رکھے اور (مگر) اپنی زبان اور ہاتھ سے ہمارے خلاف (دشمنوں کی) کوئی مدد نہ کرے تو وہ (بس) جہنم میں ہوگا!

یقیناً اہل جنت......ہمارے شیعوں کے منازل و درجات کو اِس طرح (سَر اٹھا کر) دیکھا کریں گے جیسے کوئی انسان، آسمان میں ستاروں کو دیکھا کرتا ہے!

جب تم لوگ ''مُسبِّحات'' (سورۂ حدید ''صف'' جمعہ، ''تغابن'' اور ایک قول کی بنا پر سورۂ ''اعلیٰ'' ......! یہ وہ سورہ ہائے قرانی ہیں جو سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ کے لفظ سے شروع ہوتے ہیں)...... میں سے کسی سورہ کی قرات کرو تو کہو...... '' سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلیٰ''، پاک ومنزہ ہے میرا پروردگار بلندترین مرتبے والا ہے......!

جب تم آیہء ''صلوات'' اِنّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ......الخ تو درود کثرت سے بھیجو چاہے نماز میں ہو یا بغیر نماز کے......!

اعضاء بدن میں......سب سے کمتر شکر کرنے والا عضو ''آنکھ'' ہے اس کے مطالبوں کو پورا نہ کیا کرو، ورنہ یہ تمہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل (کر کے دوسری فضولیات میں مشغول) کر دے گی!

جب تم سورۂ ''وَالتِّینِ'' کی قرأت کرو تو فوراً (اس کے آخر میں) کہو: ''وَنَحنُ عَلیٰ ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِینَ'' اور ہم اس پر گواہوں میں سے ہیں!

اور جب قُولُو آمنا باﷲِ (سورہ بقرہ نمبر۲ آیت نمبر ۱۳۶) پڑھو تو جب اللہ تعالیٰ کے اِس قول ''وَنَحنُ لَهٗ مُسلِمُونَ'' تک پہنچ جاؤ تو کہو آمَنَا بِاﷲِ......ہم اللہ پر ایمان لا چکے ہیں!

جب کوئی بندہ نماز واجب کے آخری تشہّد میں یہ کہہ چکے ''اَشهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِیكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدً عَبدُهٗ وَ رَسُولُهٗ وَ اَنَّ السَّاعَةَ آتِیَةٌ لَّا رَیبَ فِیهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبعَثُ مَنْ فِی القُبُورِ'' اِس کے بعد اگر اُس سے کوئی حدث (مُبطِلِ نماز) صادر ہو جائے......تو اُس کی نماز (تو) پوری ہو چکی ہے (یعنی نماز صحیح ہے)

اللہ تعالیٰ کی کوئی عبادت ایسی نہیں کی گئی ہے جو نماز کی خاطر پیدل جانے سے زیادہ سخت ہو!

اونٹوں کی گردنوں اور سُموں میں اُن کی آمدورفت کی حالت میں ''خیر'' تلاش کرو! (یعنی اونٹوں کوتجارت اور طلب رزق حلال کے لئے آنے جانے میں استعمال میں لایا کرو)

''نبیذ'' کا نام ''سِقایہ'' صرف اس لئے رکھا گیا کہ ''طائف'' سے کچھ لوگ آنحضور رسولِ خدا کی خدمت میں ''کشمش'' لائے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو ''زمزم'' کے پانی میں ڈال دو تا کہ ''زمزم'' کا پانی جو کڑوا ہے تو آپؐ نے چاہا کہ...... اُس کی ''تلخی'' کم (ہوکر پینے کے لئے گوارا) ہو جائے ......اور ہاں، اگر یہ کشمش کا پانی پُرانا ہو جائے تو مت پینا !(اس لئے کہ یہ نشہ آور ہو جاتا ہے جس کا پینا حرام ہے)

جب کوئی شخص برہنہ ہو جاتا ہے تو شیطان اُسے لالچ سے دیکھتا ہے......لہٰذا، تم اپنا بدن ڈھانپ کر رہا کرو!!

کسی شخص کو لوگوں کے سامنے ''ران'' سے اُوپر کپڑے اٹھا کر نہیں بیٹھنا چاہئے!

اگر کوئی شخص (لوگوں کو) ایذا پہچانے والی چیزیں (مثلاً کچا لہسن پیاز وغیرہ) کھالے تو وہ ہرگز ہرگز مسجد کے نزدیک نہ جائے......!!

(سجدے کی حالت سے اٹھنے کے لئے) سجدہ گزار کو...... پہلے اپنے (بدن کے) پچھلے حصّے کو بلند کرنا چاہئے!

(پھر سجدہ گاہ سے پیشانی کو اُٹھائے)

جب تم میں سے کوئی شخص غُسل کا ارادہ کرے تو اپنی دونوں کلائیوں (کُہنی سے لیکر بیچ کی انگلی کے آخری سِرے تک) سے شروع کرے اور (پہلے) اِن دونوں کو دھولے!!

جب تم فُرادیٰ (تنہا، بغیر نمازِ جماعت کے) نماز پڑھ رہے ہو تو اپنی آواز اتنی رکھو ......کہ تم، قرأت، تکبیر اور تسبیح......خود سُن سکو!

جب تم نماز تمام کر کے (قبلہ کی جانب سے) منہ پھیرنا چاہو تو دائیں طرف کو

گھمالو!

دنیا سے......آخرت کے لئے......تقویٰ کو، زادِراہ کے طور پر لے لو، دنیا سے لینے کے لئے، یہ سب سے اچھا زادِ راہ ہے!

جو شخص کسی ''درد'' کو لوگوں سے تین روز تک کے لئے چھپائے رکھے اور (اُس کے بارے میں) صرف اللہ تعالیٰ سے عرض درخواست کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے اوپر لازم جانتا ہے کہ وہ اُس (بندے) کو درد سے نجات دے دے!!

اللہ سے سب زیادہ وہ بندہ دور ہوتا ہے جس کی ساری ہمّت و جستجو صرف پیٹ کی یا ......شرم گاہ کی خاطر ہو!

کسی شخص کو ایسا سفر نہیں کرنا چاہئے جس میں اُسکے ''دین'' کو اس (سفر) کی وجہ سے (نقصانِ بے دینی کا) خوف ہو!

دعا کے دوران چار چیزوں پر کان دو......

۱: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آلؑ پر درود......!

۲: اپنے پروردگار سے جنت کا سوال......!

۳: اللہ تعالیٰ سے، جہنم سے محفوظ رہنے کے لئے پناہ کی طلب!

۴: اور خدا سے، تمہارے اپنے لئے ''حورالعین'' سے شادی کی درخواست و دعا......!

جب کوئی شخص نماز سے فرصت پالے تو محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے، (جہنم کی) آگ سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگے اور......اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اُس کی شادی ''حورالعین'' سے کروادے......اس لئے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں بھیجتا......اُس کی دعا واپس آجاتی ہے......اور جو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت سُنتی ہے اور کہتی ہے...... بارالٰہا! تیرے بندے نے جو مانگا ہے تو اُسے عطا

کردے! اور جو شخص دوزخ کی آگ سے اُس (جل جلالہ) کی پناہ مانگتا ہے تو آتشِ جہنم کہتی ہے...... پروردگار! تو اپنے بندے کو اُس چیز سے پناہ دے جس چیز سے اُس نے (تیری) پناہ مانگی ہے!...... اور جو شخص ''حورالعین'' (حورِ جنت) کا سوال کرتا ہے تو ''حورالعین'' (یہ دعا) سُنتی ہے اور (اللہ تعالیٰ سے) کہتی ہے......! ''تو اپنے بندے کو (وہ چیز) دے دے جس کا اُس نے تجھ سے سوال کیا ہے!!

گانا، (راگ وغیرہ...... دراصل) ابلیسؑ کا جنت (کے بچھڑ جانے) پر ''نوحہ'' ہے!

جب تم میں سے کوئی شخص سونے کے ارادے سے لیٹے...... تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں، رخسار کے نیچے رکھ لے اور کہے......

'' بِسمِ اللّٰهِ وَ ضَعتُ جَنبِی لِلّٰهِ عَلیٰ مِلَّةِ اَبرَاهِیمَ وَدِین مُحَمَّدٍ وَ وِ لَایَةِ مَنِ افتَرضَ اللّٰهُ طَاعَتَه، مَاشَاءَ اللّٰهُ کَانَ وَ مَالَم یَشَاء لَم یَکُنْ'' اللہ کے نام سے...... اپنے پہلو کو میں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر رکھا ہے...... ملت و دستورِ ابراھیم و دینِ محمدؐ کے مطابق...... اور اُن کی ولایت کی خاطر، جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہے، جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا اور جو وہ نہ چاہے گا...... نہ ہوگا...... جو شخص سوتے وقت یہ دعا پڑھ لے گا تو غارتگر چور سے اور (اپنے اوپر) چھت یا دیوار کے گر جانے سے محفوظ رہے گا! اور جب تک وہ بیدار نہ ہوگا تو ملائکہ اُس کی بخشش کی دعا مانگتے رہیں گے!

جو شخص دستر پر لیٹ کر سورہ ''توحید'' پڑھ لے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی خاطر پچاس ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دے گا جو تمام رات اُس کی چوکیداری کرتے رہیں گے!

جب تم میں سے کسی کا سونے کا ارادہ ہو تو...... ہرگز یہ دعا پڑھنے سے پہلے بستر پر نہ لیٹے......!!

''اُعِیذُ نَفسِیُ وَاَهلِیُ وَ دِینِیُ وَ مَالِیُ وَ وُلدِیُ وَ خَوَاتِیمِ عَمَلِیُ وَ [مَا] خَوَّلَنِیُ رَبِّیُ وَ رَزَقَنِیُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ عَظمَةِ اللّٰهِ وَ جَبرُوتِ اللّٰهِ وَ سُلطَانِ اللّٰهِ

وَ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَ رَافَةِ اللّٰهِ وَ غُفْرَانِ اللّٰهِ وَ قُوَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَرْكَانِ اللّٰهِ وَ صُنْعِ اللّٰهِ وَ جَمْعِ اللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَ بِقُدْرَتِهٖ عَلٰى مَايَشَاءُ مَنْ شَرِّ السَّامَةِ وَ الْهَامَّةَ وَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ، وَ مِنْ شَرِّ مَاذَرَءَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا ، وَ مِنْ شَرِّ مَايُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيهَا ، وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا اِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

میں اپنی جان، اپنے گھرانے، دین، مال، اولاد اور اپنے سرانجام دادہ اعمال کے لئے ...... اور جو میرے پروردگار نے میرے لئے آسانی کی ...... اور مجھے (بطور) رزق دیا ...... (یہ سب) میں ...... اللہ تعالیٰ کی عزت، عظمت، جبروت، سلطنت، رحمت، مہربانی، مغفرت، قوّت اور اُس کی قدرت کی پناہ میں دیتا ہوں! اور کوئی (حقیقی) معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے! اور ...... (اُن کی پناہ میں دیتا ہوں) ...... جو اللہ تعالیٰ کے ارکان، اُس کے بنائے ہوئے اور اُس کی جماعت ہیں ...... اور رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی اُس قدرت کی جس پر وہ اپنی قدرت چاہے ...... (پناہ میں دیتا ہوں) اِن زہر والی، ڈنک مارنے والی، جن، انسان، جو زمین میں پوشیدہ یا اُس سے باہر آنے والی، جو آسمان سے نازل ہوتی ہیں اور جو آسمان کی طرف چڑھتی جاتی ہیں ہر رینگنے حرکت کرنے والی جس کی لگام تیرے ہاتھ ہے (ان تمام چیزوں) کے شر سے بچنے کے لئے (میں اپنے جان و مال کو تیری پناہ میں دیتا ہوں) ...... میرا پروردگار صراط مستقیم پر ہے اور ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے اور کوئی قوت و طاقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی (اور) کے پاس نہیں" ...... (یہ دعا اس لئے بھی پڑھنا چاہئے) کہ رسولؐ خدا اسی دعا کے ذریعے (اِمامین) حسن وحسین (علیہما السلام) کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دے دیتے تھے! اور ہمیں بھی رسول خدا نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے ...... اللہ تعالیٰ

اِن سب پر درود بھیجے!

ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے خزانہ دار ہیں اور ہم ہی علم کے روشن چراغ ہیں......! ہم میں سے جب کوئی نام آور (رہبر) گزر جاتا ہے ...... تو دوسرا ''رہبر'' ظاہر ہو جاتا ہے......! جو ہماری پیروی کرتا ہے وہ گمراہ نہیں ہوتا......! اور جو ہمارا انکار کر دے، اُسے ہدایت مل ہی نہیں سکتی ! اور جو ہمارے خلاف ہمارے دشمن کی مدد و اِعانت کرے...... وہ نجات پا ہی نہیں سکتا اور...... جو ہمیں دشمن کے حوالے کر دے (بہ روزِ حشر) اُس کی مدد نہیں کی جائے گی!

اور تم...... دنیا کے تھوڑے سے...... فنا ہو جانے والے مال کی لالچ کی خاطر ہمیں چھوڑ مت دینا ...... ! جس نے بھی ''آج'' دنیا کو (ہم پر) ترجیح دی ......''کل (روزِ قیامت) اُس کا (حسرت و) افسوس بہت ہی بڑا ہو جائے گا! اور یہی اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کا مطلب ہے......''اَن تَقُولَ نَفسُ' یَا حَسرَتٰی عَلیٰ مَافرّطتُ فِی جَنبِ اللّٰہِ وَ اِن کُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِینَ (سورہ زمر نمبر ۳۹ آیت نمبر ۵۶) یہاں تک کہ...... کوئی شخص کہے (گا) کہ...... ہائے افسوس! اِس (بات) پر......!...... کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور کوتاہی کی...... اور بے شک میں تمسخر اڑانے والوں میں سے تھا!

اپنے بچوں کو مَیل کُچیل اور چکنائی سے...... نہلا دُھلا کر صاف سُتھرا رکھا کرو اس لئے کہ شیطان، میل کچیل کی بو سونگھتا ہے تو بچے سوتے میں ڈرنے لگتے ہیں اور (اعمال لکھنے والے) دو فرشتوں کو اِس سے اذیّت پہنچتی ہے!

تمہاری ''نظر'' کسی (غیر) عورت پر پڑ جائے تو...... پہلی مرتبہ تو جائز ہے، مگر اُس عورت کو دوبارہ (بار بار) مت دیکھو...... اور فتنے سے بچ کر رہو!

''دائم الخمر''...... اللہ تعالیٰ سے بت پرست کی مانند ملاقات کرتا ہے (اس کلام کے

بعد) حُجر بن عدی نے دریافت کیا...... یا امیر المومنین! یہ '' دائم الخمر'' کون ہوتا ہے؟؟ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ...... ایسا شرابی...... کہ جب اُسے شراب مل جائے تو پی لیا کرے!

جو شخص کوئی نشہ آور چیز پی لیتا ہے تو چالیس ۴۰ شب (و روز) تک اُس کی نماز قبول نہیں کی جاتی......!

جو شخص کسی مسلمان کے لئے ایسی بات کہدے جس سے اُس کی آبرو ریزی کرنا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے (دوزخ کے) خون اور کیچڑ کے ملغوبے میں قید کر دے گا یہاں تک کہ وہ شخص اُس کیچڑ سے آزاد ہونے کے لئے کوئی (عذر) معذرت پیش کرے!

کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ اور کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ، ایک (چادر) کپڑے میں نہ سوئے! اگر کوئی ایسا کرے تو اُس کو تادیب کرنا واجب ہے اور '' تادیب کا مطلب '' تعزیر'' (سزا) ہے!

'' کدو'' کھایا کرو! یہ (قوتِ) دماغ میں اضافہ کرتا ہے...... اور آنحضور پیغمبرؐ کو '' کدو'' اچھا لگتا تھا......!

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں '' چکوترا'' (تُرنج...... گریپ فروٹ citron) کھایا کرو...... کہ آلِ محمد اسی طرح کھایا کرتے ہیں!!

'' ناشپاتی'' اللہ تعالیٰ تو کے حکم سے دل کو روشن کرتی ہے اور دردِ دل کو سکون پہنچاتی ہے!

جب کوئی شخص...... نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو...... ابلیس اُس کے سامنے آ کر اُس کی جانب حسد (کے جذبے) سے دیکھنے لگتا ہے کہ...... اُس (نماز گزار) کو اللہ تعالیٰ کی رحمت نے کیسے گھیرا ہوا ہے!!

'' بدترین اُمور'' (شریعت میں نئی ایجادات) '' بدعات'' ہیں!

بہترین کام وہ ہیں جو اللہ جَلّ وعَزَّ کی خوشنودی و پسندیدگی کا سبب ہوں!

جس شخص نے دنیا کی پرستش کی اور اُسے آخرت پر ترجیح دی......تو اُس کی عاقبت ناگوار ہوگی!

اگر نماز گزار کو معلوم ہو جاتا......کہ اُسے رحمتِ خداوندی نے کیسے گھیرا ہوا ہے......تو وہ کبھی (نماز سے) روگردانی نہ کرتا......اور نہ اُسے سجدے سے سر اُٹھانے پر خوشی ہوتی!

(خبردار!) تُم (نیک) کاموں کو (یہ کہہ کر کہ پھر کرلوں گا) کل پر مت ٹالا کرو......جتنا ممکن ہو (ان نیک کاموں کو)......انجام دینے میں جلدی کرو!!

رزق میں جو تمھارا نصیبہ ہے......وہ تمہاری کمزوری (اور ضُعف) کے باوجود عنقریب تمہیں مل جائے گا......اور تم پر کوئی مصیبت آنے والی ہو تو......تم میں اتنی طاقت کہاں؟ کہ کسی حیلے بہانے تم اُسے دور کرسکو!

نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو!

جب (گھوڑے پر سوار ہوتے وقت) رکاب میں پیر ڈالا جائے تو یہ کہا جائے......

سُبحَانَ الَّذِی سَخَّرلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقرِنِینَ وَ اِنَّا اِلیٰ رَبّنَا لَمُنقَلِبُونَ

(سورہ زخرف نمبر ۴۳ آیت نمبر ۱۳ اور ۱۴)

پاک و منزہ ہے وہ ذات......جس نے یہ (سواری) ہمارے لئے رام کردی......اسے رام کرنا ہمارے بس کی تو بات نہیں تھی اور یقیناً ہم تو اپنے پروردگار کی طرف واپس ہونے والے ہیں!

جب تم میں سے کوئی شخص سفر کے لئے روانہ ہو تو کہے......" اَللّٰهُمَّ اَنتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الحَامِلُ عَلیٰ الظَّهرِ و الخَلِیفَةُ فِی الاَهلِ وَ المَالِ وَالوَلَدِ" بارالٰہا! صرف تو ہی تو ہم سفر، پیٹھ پر سامان اٹھانے کی طاقت دینے والا اور پیچھے

......بیوی، بچوں اور مال ومتاع کی حفاظت کرنے والا ہے!

جب سفر (ختم ہونے کے بعد) کہیں ٹھہرو تو کہو!" اَللّٰھُمَّ اَنزِلنَا مُنزَلًا مُبَارَکًا وَ اَنتَ خَیرُ المُنزِلِینَ" بارالہٰا! ہمیں برکت والی جگہ پر ٹھہرا کہ تو بہترین (قیام گاہ پر) ٹھہرانے والا ہے!

جب کسی ضرورت سے بازار جاؤ تو کہو......"اَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ حدَہ' لَا شَرِیکَ لَہ' وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہ' وَ رَسُولُہ'......اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِن صَفقَۃٍ خَاسِرَۃٍ وَ یَمِینٍ فَاجِرَۃٍ...... وَ اَعُوذُبِکَ مِن بَوَارِ الاَیِمِ......!! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے فرستادہ (رسول) ہیں، میں......تجھ سے......گھاٹے والا سودا کرنے، جھوٹی قسم کھانے اور کساد بازاری (گاہک دستیاب نہ ہونے) سے......تیری پناہ (اور حفاظت) چاہتا ہوں!

جو شخص نمازِ عصر کے بعد، نمازِ مغرب کے وقت کے انتظار میں رہے...... وہ (مرتبے میں) "اللہ کا زائر" ہے اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق (لازم) ہے کہ وہ اپنے مہمان کو عزت بخشے اور وہ جو مانگے اُسے عطا کردے!!

"حاجی" اور "عمرہ گزار"...... اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں تو اللہ پر یہ حق (لازم) ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزّت بڑھائے اور اُس کے لئے بے دریغ اپنی مغفرت و بخشش کو ارزاں کردے!

جو شخص کسی ناسمجھ بچے کو نشہ آور مشروب پلا کر مست کردے، تو اللہ تعالیٰ اُسے (دوزخ کی) کیچڑ اور خون کے ملغوبے میں قید کردے گا......تا آنکہ...... وہ شخص (معافی مانگے، توبہ کرے یا) کوئی جائز عذر پیش کردے!

"صدقہ" "مومن" کے لئے عظیم ڈھال اور پردہ ہے جو اُسے جہنم کی آگ سے......

اور ''کافر'' کو مال کی بربادی سے بچاتا ہے اور اُس کافر کو جلد ہی اُس کا بدلہ وعوض مل جاتا ہے اور اُس (کافر) کے بدن سے بیماری کو دور کردیتا ہے لیکن اُس (صدقہ دینے والے کافر) کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا!

''اہلِ دوزخ''، زبان کی وجہ سے ہی دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں! اور...... زبان کی وجہ سے ہی ''اہل قبور'' کو ''نور'' ملتا ہے!...... اس لئے تم، اپنی زبانوں کو (فضول گوئی سے) محفوظ رکھو......! اور اِنہیں ذکرالٰہی میں مشغول رکھو!

جو شخص ''تصویر کشی'' کرے گا اُس سے...... قیامت کے روز اِس بارے میں ضرور بازپُرس کی جائے گی!!

اگر کوئی شخص تم پر سے تنکا بھی ہٹادے تو تُم (اُسے دعا دو اور) کہو اَمَاطَ اللّٰهُ عَنْكَ مَاتَكرَه...... خدا تم سے ہر ناپسندیدہ چیز کو دور کرے!

جب تم میں سے کوئی شخص حمام سے (فارغ ہوکر) باہر آئے تو اُس کا بھائی (دوست) اُس سے کہے...... ''طَابَ حَمِيمُكَ''

تمہارا حمام (جانا) اچھا ہو! تو فوراً حمام سے باہر آنے والا کہے ''اَنعَمَ اللّٰهُ بَالَكَ'' اللہ تمہارے دل کو خوش رکھے......! اور جب وہ اُسے کہے ''حَيَّاكَ اللّٰهُ بِالسَّلَامِ'' اللہ تمہیں زندہ سلامت رکھے...... تو یہ فوراً کہے...... ''وَاَنتَ فَحَيَّاكَ اللّٰهُ بِالسَّلَامِ وَ اَحَلَّكَ دَارَالمَقَامِ'' خدا تمہیں بھی زندہ سلامت رکھے اور تمہیں (ہمیشہ کی) جنت میں رہنا نصیب ہو!

''درخواست'' تعریف و مدح کے بعد کی جاتی ہے......!

پہلے اللہ تعالیٰ کی مدح کرو پھر اُس سے حاجات (رَوَا ہونے) کے لئے درخواست کرو...... اور مانگنے سے پہلے اُس کی (حمد و) ثناء کرو!...... اے دعا کرنے والے! تو اللہ سے، ناممکن اور ناجائز (شے کا) سوال نہ کر!!

جب کسی کو "نومولود بیٹے کی ولادت پر مبارکبادی وتہنیت دو......تو......کہو!" بَارَكَ اللّٰهُ فِي هِبَتِـهِ وَ بَلَّـغَ اَشُـدَّهُ وَ رُزِقْتَ بِرَّهُ " اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹے کا تحفہ مبارک کرے، اسے جوان کرے اور تم کو اِس کی نیکیاں نصیب ہوں!

جب تم میں سے کوئی شخص "مکہ" واپس لوٹے تو اُس کی آنکھوں اور اُس منہ کو بوسہ دو جس سے اُس نے "حجرِ اسود" کا بوسہ لیا ہے......جس کو......آنحضورؐ نے چوما تھا اور اُس کے محلِ سجدہ اور پیشانی کو بھی چوم لو! جب اُسے تہنیت و مبارکباد دو......تو کہو!" قَبِلَ اللّٰهُ نُسُكَكَ وَ شَكَرَ سَعيَكَ وَ أَخْلَفَ عَلَيكَ نَفَقَتَكَ وَلَا جَعَلَهُ آخِرَ عَهدِكَ بِبَيتِهِ الحَرَامِ"

اللہ تعالیٰ تمہارے حج کو قبول کرے تمہاری کوشش وسعی پر خوش ہو، تمہارے (حج) کے اخراجات کو پورا کرے اور یہ تمہارا آخری سفر (حج) بیت الحرام نہ ہو (بلکہ تمہیں دوبارہ حج کی سعادت نصیب ہو!)

" کمینوں" سے بچ کر رہو، یہ (پست فطرت) کمینے اللہ جل وعز سے (بھی) نہیں ڈرتے......!

جب اللہ تعالیٰ نے کائنات پر نظر (رحمت) ڈالی......تو اُس نے ہم (اہل بیتؑ) کو برگزیدہ کیا اور......ہمارے لئے ہمارے شیعوں کو چُن لیا......جو ہماری مدد کرتے ہیں، ہماری خوشی سے خوش......اور ہمارے غم سے......غمگین ہو جاتے ہیں......ہماری راہ میں......اپنا مال اور جان نچھاور کر دیتے ہیں......یہ ہمارے ہیں، اور اِن کا رُخ ہمیشہ ہماری جانب رہتا ہے......(ویسے تو......) ہمارے شیعوں میں کوئی ایسا نہیں جو ایسا کوئی کام کرے......جس سے ہم نے اُس کو باز رکھا ہو......(تاہم......) اُسے جب تک موت نہیں آتی جب تک کہ وہ کسی مصیبت و بلا سے دوچار نہ ہو جائے......اِن (مصائب و بلیّات کو برداشت کرنے) کی وجہ

سے اُس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیا جاتا ہے یہ مصیبتیں...... مال......اولاد، یا اُس کی جان پر (نازل) ہوتی ہیں...... یہاں تک کہ...... جب ہمارا (محِب اور) چاہنے والا......اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے......تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا......!اور اگر پھر بھی اُس پر کوئی گناہ رہ گیا ہوتو......موت کے وقت اُس پر سختی کی جائے گی......تا کہ وہ اُن (باقی ماندہ) گناہوں سے بھی پاک ہو جائے!

ہمارے شیعوں میں سے ہر مرنے والا...... ''صِدّیق'' و''شہید'' ہوتا ہے (اس لئے کہ) اُس نے ہمارے (حکم و) امر کی تصدیق کی (ہمارے حکم کو سچ سمجھا)...... کسی سے ہماری خاطر......محبت کی یا اُسے دشمن سمجھا......!اور اُس نے یہ سب اللہ کی وجہ سے......اُس پر اور اُس کے رسولؐ پر ایمان و یقین رکھتے ہوئے کیا!!

جو ہمارے راز کو فاش کرے گا...... اللہ تعالیٰ اُسے لوہے (تلوار) کی دھار کا مزہ چکھائے گا!

اپنی اولاد کی ''ختنہ'' (اُس کی ولادت کے) ساتویں روز کر دو...... اِس لئے کہ ''ختنہ'' طہارت بدن کا باعث ہے اور زمین ''غیر مختون'' (جس شخص کی ختنہ نہ ہوئی ہو) شخص کے پیشاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نالہ وزاری کرتی ہے!

''نشے'' کی چار قسمیں ہیں......!

۱ ''جوانی'' کا نشہ!

۲ ''مال'' (و دولت) کا نشہ!

۳ ''نیند'' کا نشہ......!

۴ حکومت (و سلطنت) کا نشہ......!!

میں مومن کے لئے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ ہر پندرہ دن میں ایک بار

(غیر ضروری بالوں کی صفائی) "نُورَہ" (HAIR REMOVER) مَلے (استعمال کرے)

"مچھلی" کم کم کھایا کرو...... یہ بدن کو گھلا دیتی ہے "بلغم" میں اضافے اور "دمے" (ضیق النفس) کا باعث ہوتی ہے......!

گھونٹ گھونٹ کر کے (بطور خوراک کے) "دودھ پینا"......موت کے سوا ہر درد کا درمان ہے!

"انار" کے دانوں کو اس کی اندرونی چھال کے ساتھ کھا لیا کرو کہ یہ معدے کی صفائی کرتا اور دل کو زندگی بخشتا ہے اور وسوسۂ شیطانی کو دور کرتا ہے......!

(ھِندِ بَاء) "کاسنی" کھایا کرو......اس لئے کہ کوئی صبح ایسی نہیں ہوتی کہ جب اُس پر جنت کے قطروں میں سے کوئی قطرہ نہ گرتا ہو......!!

"بارش کا پانی" پیا کرو......اس لئے کہ...... یہ بدن کی طہارت کا باعث ہوتا اور بیماریوں کو دور کرتا ہے......اللہ جل وعز نے فرمایا ہے" وَ یُنَزِّلُ عَلَیکُم مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّیُطَهِّرَکُم وَ یُذهِبَ عَنکُم رِجزَ الشَّیطَانِ" (سورہ انفال نمبر ۸ آیت نمبر ۱۱) اور وہ (اللہ تعالیٰ) تم پر آسمان سے مینہ برساتا ہے تاکہ تمہیں پاک کرے اور تم سے شیطان کے وسوسوں کو دور کر دے!

(سیاہ دانہ) "کلونجی" میں سوائے موت کے ہر درد کا درمان (وشفا) ہے

گائے کا گوشت بیماری ہے لیکن اس کے دودھ (کی قسموں مثلاً کھیس کا دودھ، چھاچھ، لسّی، دہی وغیرہ) میں اور اسی طرح چکنائیوں (کی قسموں مثلاً بالائی/ملائی، مکھن، گھی، وغیرہ) میں شفاء ہے!

حاملہ عورت کے لئے...... کھانے یا کھانے کی ابتداء کے لئے کوئی پھل کھجور

(رُطَب) سے بہتر و افضل نہیں ہے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اے مریمؑ) "وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا" کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تازہ خرمے گریں گے! (سورہ مریم نمبر ۱۹ آیت ۲۵)

اپنے نومولود بچوں کے تالو کو کھجور کے ذریعے اٹھاؤ! آنحضرت رسولؐ خدا نے (اِمامَین) حسن اور حسین (علیہما السلام) کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا......!

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے مقاربت (ہمبستری) کا ارادہ کرے تو جلد بازی (کا مظاہرہ) نہ کرے......اور ذرا دیر کرے...... یہاں تک کہ وہ بھی ......تمہاری طرح آمادہ ہو جائے......!

جب تم میں سے کوئی شخص کسی (غیر) عورت کو دیکھے اور وہ اُسے اچھی لگے......تو اُسے اپنی بیوی سے مل لینا چاہئے...... کیونکہ، سب کے پاس ایک ہی جیسی چیز ہوتی ہے جو اُس نے دیکھی ہے! اور اُسے شیطان کو اپنے دل تک راہ نہیں دینا چاہئے......! اُسے چاہئے کہ وہ اجنبی عورت سے اپنی نگاہیں پھیر لے......! اور اگر اُس کی بیوی ہی نہ ہو تو، وہ دو رکعت نماز (نافلہ) اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد و ثناء کرے! (اِس طرح اُسکی توجہ بٹ جائے گی اور اُسے سکون مل جائے گا!)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ سے ہم بستری کرے تو اُسے کم سے کم بولنا چاہئے اس لئے کہ......اس حالت میں "بول چال"...... بچے میں گونگے پَن کا باعث ہوتی ہے!!

تم میں سے کوئی شخص (ہمبستری کے وقت) ہرگز اپنی بیوی کی شرمگاہ کے اندرونی حصے پر نگاہ نہ ڈالے......اس لئے کہ یہ (فعلِ) برص کا سبب بن جاتا ہے!

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستر ہونا چاہے تو (دعا مانگے اور) کہے "

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اِستَحلَلتُ فَرُجَھَا بِأَمرِكَ وَ قَبلتُھَا بِأَ مَانِكَ فَاِن قَضَیتَ مِنھَا وَلَداً فَاجعَلهُ ذَ کَرًا سَوِیًّا وَلَا تَجعَل لِلشَّیطَانِ فِیهِ شِرکًا وَ نَصِیبًا......!

بارالہا......!میں نے اِس کی شرمگاہ کو...... تیرے فرمان کے مطابق اپنے لئے حلال (وجائز) کرلیا ہے......اور میں نے اِس کو بطور تیری امانت کے قبول کیا ہے اگر تو اِس عورت سے......اولاد عطا کرنے کا فیصلہ کرلے تو پھر......خوش اندام بیٹا عطا کرنا......اور...... اِس (نطفے) میں شیطان کی شرکت یا حصہ قرار نہ دینا!

جو چار علاج آنحضورؐ رسول خدا نے بتائے ہیں اُن کے بارے میں جو کہنا ضروری تھا آپؐ نے کہ دیا......اُن میں سے ایک (طریقِ علاج) ''حُقنہ'' سب سے افضل ہے! یہ پیٹ کو بڑھاتا، اندرونی درد و بیماری کو دور کردیتا اور جسم کو قوت بخشتا ہے!

(عرقِ) ''بنفشہ'' کو ناک میں ڈالو......کہ آنحضورؐ نے اِس کے بارے میں فرمایا ہے کہ...... اگر لوگوں کو بنفشہ کے خواص معلوم ہو جاتے تو وہ (بخوشی) اُسے ......(بطور خوراک) گھونٹ گھونٹ کر کے پی لیا کرتے......!

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کا ارادہ کرے تو اُسے مہینے کی پہلی اور پندرھویں تاریخوں سے بچنا چاہیے......اس لئے کی شیطان انہیں دو وقتوں (تاریخوں) میں اولاد کی جستجو میں رہتا ہے!

بدھ اور جمعہ کے روز حجامت (سینگی یا پچھنے لگانے) سے پرہیز کرو......اس لئے کہ بدھ کا روز......ہمیشہ نحس ہوتا ہے اور اِسی دن جہنم پیدا کی گئی ہے!

اور جمعہ کے روز ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ......اُس ساعت میں جو حجامت کرے گا وہ مرجائے گا!

یہ وہ عہدنامہ ہے

جو امیر المومنین امام علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو مصر اور اس کے اطراف کے علاقوں کا گورنر مقرر کرتے وقت عطا فرمایا:!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ فرمان ہے جس پر کاربند رہنے کا حکم اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین نے مالک بن حارث الاشتر نخعی کو اس وقت عطا فرمایا جب انہیں مصر کا والی مقرر کیا تا کہ وہ:

خراج (محصولات) جمع کریں۔

دشمنوں سے جنگ و جہاد کریں۔

شہروں کی آبادی کا انتظام وانصرام کریں۔

انہیں حکم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔

اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض وسنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کریں کہ انہی کی پیروی سے سعادت اور انہیں کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بدبختی دامن گیر ہوتی ہے۔ اور انہیں چاہئے کہ اپنے دل ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی نصرت میں لگے رہیں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی مدد کرے گا تو وہ اس کی مدد و نصرت کرے گا اور یقیناً وہ طاقتور اور عزت والا ہے۔

انہیں حکم ہے کہ وہ خواہشات نفسانی کے وقت اپنے نفس کو کچل دیں کیونکہ نفس تو ہمیشہ برائیوں کا حکم دیتا ہے سوائے اس صورت کے کہ میرے پروردگار کا رحم شامل حال ہو۔ بے شک میرا پروردگار بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

اور یہ حکم ہے کہ شکوک وشبہات کے مراحل میں کتاب اللہ ''قرآن مجید'' پر اعتماد

کریں۔اس لئے کہ اس میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے اور جو لوگ اس پر ایمان و یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں ''ہدایت'' اور ''رحمت'' دونوں موجود ہیں۔اور

انہیں ہر مسئلے میں اللہ کی پسند و رضامندی کو فوقیت دینا چاہیئے۔اور وہ اللہ کی ناراضی مول نہ لیں اور اپنی معصیت و نافرمانی پر ''اصرار'' (بار بار) نہ کریں۔

اس لئے کہ کوئی پناہ گاہ سوائے درگاہ الٰہی کے موجود نہیں۔

اے مالک اشتر! تم یہ بات اچھی طرح جان لو کہ میں تمہیں ان علاقوں کی طرف روانہ کر رہا ہوں کہ جہاں تم سے پہلے بھی کئی عادل اور ظالم حکومتیں گزر چکی ہیں لوگ تمہارے طرز عمل کو اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے تم اپنے اگلے حکمرانوں کے طور طریقوں کو دیکھتے رہے ہو۔اور لوگ تمہارے بارے میں بھی وہی تبصرے کریں گے جو تم گزشتہ حکمرانوں پر کرتے رہے ہو۔اور یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ خدا کے نیک بندوں کی پہچان نیکنامی کے انہیں تذکروں سے ہوتی ہے جو ان نیک نام افراد کے بارے میں لوگوں کی زبانوں پر جاری و ساری رہتے ہیں۔

بقول شاعر: سن تو سہی! جہاں میں ہے تیرا افسانہ کیا؟!!

کہتی ہے تجھکو خلق خدا، غائبانہ کیا......؟!!

لہٰذا تمہیں ہر ذخیرے سے زیادہ نیک اعمال کا ذخیرہ پسند ہونا چاہیئے اور اس ذخیرے کے جمع کرنے کا مقصد تمہارا اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کا خیال رکھنا، ہونا چاہیئے۔

اپنی خواہشات کو قابو میں رکھو اور جو چیز حلال و جائز نہ ہو اس کے بارے میں اپنے نفس کو خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لو حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلے میں بخل سے کام لینا ہی

انصاف کا تقاضا ہے۔ چاہے تمہارا یہ طرز عمل تمہارے نفس کو اچھا لگے یا برا۔

اور رعایا کے ساتھ مہربانی، محبت و لطف کے ساتھ پیش آنے اور ان سے حسن سلوک کو اپنے دل کا شعار بنالو۔

اور خبردار! اپنی رعایا کیلئے پھاڑ کھانے والے درندے کی طرح نہ ہو جانا کہ انہیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو۔

ان (رعایا کے افراد) کی دو قسمیں ہیں:

ان میں سے بعض تو تمہارے دینی مسلمان بھائی ہیں۔

اور بعض خلقت میں تم جیسے بشر ہیں...... جن سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں اور ان لوگوں کو خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور ان لوگوں کے ہاتھوں جان بوجھ کر یا غلطی سے احکام کی خلاف ورزی بھی ہو جاتی ہے۔

لہٰذا تم انہیں ایسے ہی معاف کر دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمہاری غلطیوں سے عفو و درگذر کرے۔ کیونکہ تم ان ے بالاتر ہو اور تمہارا ''ولیؑ امر'' تم سے بالاتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی بالاتر ہے جس نے تمہیں حاکم و ''والی'' مقرر کیا ہے۔ اور تمہاری ان پر فوقیت کی وجہ یہ ہے کہ اس اللہ نے تمہیں اپنی کتاب قرآن مجید کے قوانین کو پہچاننے کی صلاحیت بخشی ہے اور اپنے نبیؐ کی سنت کی بصیرت بھی عطا کی ہے۔

ہم نے اس عہدنامے میں جو کچھ تحریر کیا ہے تم پر ان باتوں پر عمل کرنا واجب ولازم ہے۔

اور خبردار! تم کبھی اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر نہ اتار دینا (یعنی قوانین الٰہی کی مخالفت نہ کرنا) کہ تمہارے پاس اس کے عذاب سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور تم اس

کے رحم و کرم سے بے نیاز بھی نہیں ہو سکتے۔

خبردار! تم کسی کو معاف کر دینے پر کبھی نادم نہ ہونا اور کسی کو سزا دے کر خوش مت ہونا، اگر ٹال دینے کی گنجائش موجود ہو تو کبھی غیظ و غضب کے اظہار میں جلدی مت کرنا اور خبردار! کبھی یہ نہ کہنا کہ مجھے ''امیر و حاکم'' بنایا گیا ہے لہٰذا میری شان یہ ہے کہ میں حکم دوں تو اس پر عمل کیا جائے! اس لئے کہ اس طرح دل میں فساد داخل ہو جائے گا۔

دین کمزور پڑ جائے گا اور فتنے قریب ہو جائیں گے

پس بدبختی سے بچنے کیلئے تم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتے رہو

اور اگر کبھی اپنی سلطنت دیکھ کر تمہارے دل میں فخر و ناز، تکبر و غرور پیدا ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مملکت پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تم پر تم سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ اور اس طرح تمہاری سرکشی دب جائے گی اور تمہاری تندی و تیزی مدھم پڑ جائے گی اور تمہاری گئی گزری عقل واپس آجائے گی۔

خبردار! اللہ تعالیٰ سے اس کی عظمت میں مقابلہ اور اس کی جبروت سے مشابہت کی کوشش نہ کرنا کہ وہ ہر ''جبّار'' کو ذلت سے دوچار کر دیتا ہے اور ہر ''بر خود غلط'' اور اکڑ کر چلنے والے مغرور کو پست اور بے قدرا کر دیتا ہے۔

اپنے ساتھ اپنے مخصوص ساتھیوں، اپنے اہل و عیال اور اپنی رعایا میں سے جن سے تمہیں دلی لگاؤ ہو ان سب سے اور اللہ تعالیٰ سے انصاف کرنا اگر ایسا نہ کیا تو ظالم ہو جاؤ گے اور جو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم کرے گا تو اس کے دشمن بندے نہیں خود پروردگار اس کا دشمن ہو جائے گا اور جس کا دشمن پروردگار ہو جائے تو وہ اس کی ہر دلیل کو باطل کر دے گا اور وہ شخص پروردگار کا مدمقابل سمجھا جائے گا جب تک کہ وہ اپنے ظلم سے باز نہ آجائے یا توبہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی بربادی کا کوئی سبب ظلم پر ڈٹے رہنے سے بڑا نہیں۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً مظلوموں کی فریاد کو سنتا ہے، اور وہ ظالموں کو سزا دینے کیلئے موقع کے انتظار میں ہے۔اور جو شخص ایسا (ظالم) ہی رہے گا تو وہ دنیا و آخرت میں ہلاکت و بربادی میں ہی گروی پڑا رہے گا۔

تمہارے لئے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہئے جو حق کے اعتبار سے میانہ روی پر مبنی، عدل و انصاف کے اعتبار سے سب کو شامل اور رعایا کی رضا مندی کے اعتبار سے جامع ترین ہو۔

اس لئے کہ عام افراد کی ناراضی، خواص کی رضامندی کو بھی بے اثر کر دیتی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ خواص کی ناراضگی، عام افراد کی رضامندی اور پسندیدگی کے ساتھ غیر مؤثر اور درگذر کئے جانے کے قابل ہو جاتی ہے۔

اور، رعایا میں خواص سے زیادہ ''والی'' پر خوشحالی میں بوجھ بننے والا مصیبت اور بلاؤں میں کم سے کم مدد کرنے والا انصاف کو ناپسند کرنے والا، گلے پڑ کر مانگنے والا، داد و دہش کا موقع ہو تو کم سے کم شکریہ ادا کرنے والا، دینے کا موقع نہ ہو تو بمشکل عذر قبول کرنے والا، اور کوئی نہیں ہوتا۔

اور دین کے ستون، مسلمانوں کی اجتماعی طاقت اور دشمنوں کے مقابلے پر سامانِ دفاع کے ساتھ آمادۂ پیکار امت مسلمہ کے ''عوام الناس'' ہی ہوتے ہیں۔لہٰذا تمہارا جھکاؤ اور میلان انہیں کی جانب ہونا چاہئے۔

اس لئے تمہاری خصوصی توجہ، رفاہِ عامّہ اور ایسے کاموں کی طرف ہونی چاہئے جن کے فوائد و نتائج بہترین ہوں اور درحقیقت کوئی قوت و طاقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔اور......

تمہارے نزدیک تمہارا قابل نفرت اور بدترین دشمن اس شخص کو ہونا چاہئے جو ان میں سب سے زیادہ لوگوں کے عیوب کی جستجو میں رہتا ہو اس لئے کہ لوگوں میں تو بہر حال عیوب اور کمزوریاں پائی ہی جاتی ہیں جن کی پردہ پوشی کی سب سے زیادہ ذمہ داری ''والی'' پر عائد ہوتی ہے۔لہٰذا جو عیوب تمہارے سامنے نہیں ہیں تم ہرگز ان کا انکشاف اور پردہ دری نہ کرنا اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو کہ تم اپنے جن عیوب کی پردہ پوشی کی، اپنے پروردگار سے آرزو اور تمنا کرتے ہو کہ وہ عیوب رعایا کی نظروں سے پوشیدہ رہیں۔

لوگوں کی طرف سے اپنے دل کے ہر کینے کی گرہ کو کھول دو اور ہر رسی کو کاٹ پھینکو، اور لوگوں کے عذر و معذرت کو قبول کر لیا کرو، اور حدود اور سزاؤں کے نفاذ کو شبہات اور شک کا فائدہ دے کر دور کر دیا کرو (یعنی کسی شخص کے مجرم ہونے میں، تم شک وشبہہ میں پڑ جاؤ، تو حدود کے نفاذ سے پرہیز و گریز کرو) اور جو بات تمہارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ.!

کسی بھی چغل خور کی بات کو سچ سمجھنے (تصدیق) میں عجلت اور جلد بازی سے کام نہ لو کہ چغلخور ہمیشہ دھوکے باز اور خیانت کار رہتا ہے، چاہے وہ تمہارے سامنے خیر خواہوں کے بھیس میں ہی کیوں نہ آئے۔

مشاورت

اپنے مشوروں میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کی راہ سے ہٹا دے گا اور تمہیں فقر و فاقے کا خوف دلاتا رہے گا۔

اسی طرح کبھی بزدل سے مشورہ نہ کرنا کہ وہ تمہیں ہر معاملے میں کمزور بنا دے گا اور کبھی ''حریص'' شخص سے مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ طریقے سے مال و دولت جمع کرنے کو بھی تمہاری نگاہوں میں مزیّن و آراستہ کر دے گا۔ ویسے تو یہ ''بخل''، ''جبن و بزدلی'' اور ''حرص و طمع'' سب الگ الگ جذبات و خصائل ہیں۔ لیکن ان سب کی قدرِ مشترک اللہ تعالی سے بدگمانی اور ''سوءظن'' ہے۔ اور یہ خصائل تو کمینے اور شریر لوگوں کی سرشت میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔

وزارت

یقین کرو کہ تمہارے وزراء میں بدترین وہ ہے جو تم سے پہلے ''شریر لوگوں'' کا وزیر رہ چکا ہو اور ان کے گناہوں میں شریک رہا ہو اور بندگان خدا پر ان کے احکام کو نافذ کرتا رہا ہو۔

خبردار! کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ ان لوگوں کو اپنا ہمراز و ہمدم بنالو اور اپنی امانت و حکومت میں ان کو شریک کر لو جیسا کہ وہ دوسرے حاکموں کے شریک رہ چکے ہیں اور یہ انہیں تباہ و برباد کر چکے ہیں اور ان کی ذلت و خواری کے گھاٹ پر اتار چکے ہیں۔

تم ہرگز ان کے ظاہری رکھ رکھاؤ کے عاشق مت ہو جانا کہ یہ لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے بھائی بند ہیں۔ اور یہ ہر طمع، فساد اور فریب کے محور رہ چکے ہیں۔

تمہیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس ان جیسا ادب اور کارکردگی ہو، ایسے لوگ جو امور و مسائل حکومت کا بغور جائزہ لے سکتے ہوں اور ان کے نیک و بد کی تہہ تک پہنچ جاتے ہوں، اور یہ لوگ تمہارے لئے کم خرچ ثابت ہوں گے اور تمہارے لئے بہترین مددگار ہونگے۔ تمہارے اغیار سے جذبۂ انس و الفت بھی نہ رکھتے ہوں گے، اور انہوں نے کسی ظالم سے اس کے ظلم میں تعاون بھی نہ کیا ہوگا اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔

اور یہ لوگ ایسے ہوں گے جن کی سیرت و کردار تمہارے غیر (دشمن) جیسی نہ ہوگی۔ کہ انہوں نے ان (دشمنوں) کی طرح مسلمانوں اور معاہدے والوں (یعنی ایسے کافر لوگ جن سے معاہدے ہو چکے ہوں) پر ظلم و دراز دستی کی ہو۔

پس ایسے لوگوں کو اپنے خلوت و جلوت کیلئے مصاحبِ خصوصی بنالو اور ان میں سے

بھی زیادہ ترجیح اور حیثیت اسے دینا جو حق کے ''حرفِ تلخ'' کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو، اور کمزوروں پر انصاف کرنے میں ان میں سے سب سے زیادہ محتاط ہو اور تمہارے کسی ایسے معاملے میں تمہارا ہم خیال نہ ہو۔ جسے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں اور اولیاء کیلئے ناپسند کرتا ہو اور چاہے یہ بات تمہیں اچھی لگے یا نہ لگے۔

یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو حق کے موقف پر ڈٹے رہتے ہیں اور تمہیں اس چیز کی بصیرت عطا کرتے ہیں جس سے تمہیں فائدہ ہی پہنچا کرتا ہے۔

تعلقِ مصاحبت کن لوگوں سے رکھنا ہے؟

اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ، اہل صداقت، عقلمندوں اور شریف النسل خاندانی لوگوں سے برقرار رکھنا۔

اور انہیں بھی اس قسم کی تربیت دینا کہ وہ بلا سبب تمہاری تعریف نہ کریں اور نہ ایسے بے ہودہ و باطل کام کیلئے تعریف کر کے تمہیں خوش کریں جو تم نے کیا ہی نہ ہو۔

اور بے تحاشہ تعریف اور ستائش، خود پسندی کو جنم دیتی ہے اور فریب اور دھوکے سے قریب کر دیتی ہے، اور ایسی مدح وستائش کو قبول کر لینا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو جاتا ہے۔

خبردار! تمہارے نزدیک، نیک کردار اور بد کردار افراد ہرگز یکساں اور برابر نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس طرح نیکوکاروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی سلوک اور برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے آپ کو بنایا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس مصاحب کے ذریعے تمہیں فائدہ پہنچائے اور تمہارے ساتھیوں، مددگاروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔

پھر یہ بات بھی جان لو! اور یاد رکھنا کہ ''والی وحاکم'' کو رعایا سے حسن ظن کی، اسی قدر توقع رکھنا چاہیے، جس قدر ان کے ساتھ احسان وحسن سلوک کیا ہے اور جتنا ان کے بوجھ کو ہلکا رکھا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کی قدرت و امکان میں نہ تھا (یا ''والی'' کو، اس کام پر انہیں مجبور کرنے کا حق نہ تھا)

فوج اور پولیس کے لشکر

یہ لشکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے رعایا کے مضبوط قلعے ہیں، یہ والیوں کی زینت ہیں، انہی سے دین کی عزت ہے اور یہی امن و امان کے وسائل ہیں۔ رعایا کے کام انہی کی وجہ سے درست ہو سکتے ہیں اور یہ دستے اور لشکر بھی برقرار نہیں رہ سکتے جب تک کہ وہ خراج ادا نہ کر دیا جائے ،جس کے ذریعے دشمن سے جہاد کی طاقت وقوت فراہم ہوتی ہے اور یہ فوجی اور پولیس کے دستے سامان جہاد کی فراہمی اور امن و امان کے قیام کیلئے اسی خراج کی رقوم پر اعتماد کرتے ہیں اور وہی ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا ذریعہ بھی ہے اس کے بعد ان دونوں صنفوں کی بقاء و قیام کا دار ومدار تیسری صنف کے بغیر ممکن نہیں اور یہ تیسری صنف (انتظامیہ) ''قاضیوں'' (ججوں) ''عاملوں'' (افسران) اور کاتبوں (سکیریٹریز) پر مشتمل ہے اور یہی لوگ مختلف امور کے بارے حکم (آرڈر) جاری کرتے ہیں،

اورعدل و انصاف کا ظہور انہی کے وسیلے سے ہوتا ہے اور یہی لوگ منافع (محصولات اور ٹیکسز) کو جمع کرتے ہیں۔ اور معمولی اور خصوصی امور اور معاملات میں انہی پر بھروسہ اور اعتماد کیا جاتا ہے، اور اس کے بعد ان سب کا قیام و بقاء، تجّار اور صنعت کاروں کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ یہی لوگ منافع کو حاصل کر کے جمع کرتے ہیں اور بازاروں کی گہما گہمی کو برقرار رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کے ساماں کو ان کی زحمت و تکلیف کے بغیر انہیں فراہم کر دیتے ہیں۔

پھر اس کے بعد فقراء و مساکین کا نچلا طبقہ ہے جو اعانت و امداد کا مستحق ہے، اور اللہ تعالیٰ کے مال میں ہر ایک کے لئے سامانِ حیات مقرر ہے اور ہر ایک کا والی و حاکم پر اتنی مقدار میں اس کا حق ہے جتنی مقدار سے اس کی حالت کی اصلاح ہو سکے۔

اور ''والی'' اس فریضہ سے اس وقت تک عہدہ برآ نہیں ہوسکتا جب تک کہ ان مسائل سے نمٹنے کیلئے اپنی پوری کوشش اور ہمت نہ کرے اور اس سلسلے میں اللہ کی مدد نہ مانگے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے سہل و دشوار پر صبر کرنے کیلئے اسے آمادہ نہ کرے۔

لہٰذا تم لشکر کا سردار اُسے بنانا، جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمہارے امام علیہ السلام کا سب سے زیادہ مخلص ہو اور ان میں سب سے زیادہ پاک دامن سب سے بڑھ کر بردبار اور علم و سیاست میں دانا تر اور جامع ترین شخص ہو جسے غصہ دیر میں آئے مگر کسی کی معذرت کو جلد تر قبول کرلے۔ کمزوروں پر مہربان ہو اور طاقت ور مدّ مقابل ہو تو یہ اکڑ جائے۔

کسی کی بدتمیزی یا بدخوئی اسے جوش نہ دلا سکے اور کمزوری کی بنا پر گھٹنے نہ ٹیک دے اور پھر اس کے بعد تم اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرانوں، عمدہ روایات کے حامل، صاحبان ہمت و شجاعت و سخاوت و کرم سے استوار رکھو کہ یہ لوگ کرم کا خزانہ اور نیکیوں کی شاخیں اور سرچشمے ہیں، اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوش گمانی و حسن ظن کی راہ دکھاتے اور اس کی بنائی ہوئی تقدیر کی جانب رہنمائی کرتے ہیں ان کے حالات کی اسی طرح دیکھ بھال کرتے رہنا جس طرح والدین اپنی اولاد کے حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرو جو انہیں قوت پہنچاتا ہو تو اسے عظیم اور بہت بڑا کارنامہ نہ سمجھ بیٹھنا اور اگر تم نے ان کے ساتھ کوئی ذرا سی مہربانی بھی کی ہے تو اسے حقیر نہ سمجھنا اس لئے کہ اچھا سلوک انہیں تمہاری خیر خواہی اور تم سے حسن ظن کی دعوت دے گا اور خبردار! بڑے بڑے کاموں پر اعتبار کرکے ان کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو چھوڑ نہ دینا کہ معمولی مہربانی کا بھی ایک اثر ہوتا ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور بھاری بھر کم لطف و کرم کا بھی

ایک موقع اور مقام ہوتا ہے جس سے لوگ مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اور دیکھو! تمہارے سرداران لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہئے جو فوجیوں کی امداد میں ان کا ہاتھ بٹاتا ہو، اور اپنے اضافی مال میں سے ان پر اس قدر فضل و کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متعلقین کیلئے بھی کافی ہو جائے، تاکہ سب کا مقصد ایک ہی رہ جائے اور وہ ہے دشمن سے جہاد!!۔

پھر وقفے وقفے سے مسلسل ان کو یہ جتاتے رہو کہ تم اپنی ذات سے بڑھ کر ان کو ترجیح دیتے ہو اور تم ان کی ضروریات کی تکمیل اور ان کی فلاح و بہبود کے کاموں کو نظر میں رکھتے ہو اور اپنے اس طرز عمل کو اپنے حسن عمل و کردار، عنایت و مہربانی سے سچ ثابت کرو، اس لئے کہ ان پر تمہاری مہربانی، ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گی۔ اور والیوں کے حق میں بہترین خنکیِ چشم کا سامان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم رہے!!

اور رعایا میں محبت و الفت نظر آئے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ ان کے سینے (دل) سلامت نہ ہوں! اور ان کی خیر خواہی اس وقت تک نامکمل ہے، جب تک کہ وہ اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور ان کی حکومت کو اپنے سر کا بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی حکومت کے خاتمے کا انتظار نہ کریں!!۔

اور پھر صرف مال غنیمت ہی کو ان پر تقسیم کر کے نہ بیٹھ رہنا بلکہ، مال غنیمت کے علاوہ ''مال فے'' اور بیت المال میں سے بھی جو اللہ تعالیٰ نے ان کا حق رکھا ہے وہ ان کو الگ سے دے دینا۔! تاکہ تمہارے اس خصوصی رویئے کی وجہ سے تمہیں ان کی مدد اور نصرت حاصل رہے!

اور تمہارا ان کے ساتھ یہ خصوصی حسن سلوک اور طرز عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف ان کے لوٹ آنے کے لئے دعوت کا سبب بن جائے۔!

اور بہادر لوگوں (فوجیوں) کو ان کی توقع کے مطابق اپنی سخاوت و عطا کے ذریعے خصوصی امتیاز سے نوازو۔ تاکہ وہ تمہاری توقعات پر اپنی انتہائی خیر خواہی کے ذریعے پورا اتریں،!

اور ان میں سے ہر ایک کے کارناموں کی اچھی طرح تعریف کیا کرو اور لطف و مہربانی کے ذریعے ہر شخص کی فرداً فرداً احوال پرسی کرنا اور ان میں سے جس نے دوران جہاد جو کارنامہ انجام دیا ہے، اس کی بھرپور تعریف کرنا، اس لئے کہ ان کے جنگی کارناموں کے تذکروں کی کثرت تو بہادروں کو اور جوش دلاتی ہے، اور بزدل اور سست لوگوں کو بھی جہاد پر ابھار دیا کرتی ہے اور ان میں سے قابلِ اعتبار، امانت دار اور راست باز افراد کو رعایا کے معاملات پر نظر رکھنے کیلئے اپنی طرف آنکھیں (خفیہ، انٹیلی جنس یا سیکریٹ ایجنٹس) مقرر کرنے سے گریز نہ کرنا تاکہ وہ عوام میں سے ہر ایک کی سیرت و کردار کے بارے میں تمہیں باوثوق معلومات فراہم کریں!

پھر ہر شخص کے انفرادی کارنامے کو اچھی طرح پہچان کر یاد رکھنا (اور یاد رکھنا کہ کس کا کیا کارنامہ اور کیا کارگزاری ہے؟)......۔

اور کسی ایک شخص کے کارنامے کو دوسرے کے کھاتے میں نہ ڈال دینا اور ان کا مکمل بدلہ دینے میں کوتاہی نہ کرنا اور ہر شخص کو اس کے کارنامے یا محنت کے مساوی جزا دینا جو اس کے لئے کافی ہو جائے۔!

اور اسے برانگیختہ کرنے اور ابھارنے کیلئے اپنے خصوصی سلوک کا مستحق قرار دو!

اور کسی شخص کی برتر سماجی حیثیت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کے معمولی کام کو بڑا قرار دے دو اور کسی کم مرتبہ شخص کے عظیم کارنامے کو معمولی یا چھوٹا سمجھنے لگو، اگر کسی شخص کو جس کا گذشتہ دور یا پرانا ریکارڈ بہتر کارگزاری پر مشتمل ہو اور فی الوقت وہ

کسی مشکل سے دوچار ہوگیا ہو یا اس کے بارے میں کوئی افواہ گشت کر رہی ہو تو اس کے بارے میں تمہارا ''امیج'' (Image) خراب نہیں ہونا چاہئے (اور جلد بازی میں اس کے بارے میں اپنے خیالات تبدیل نہ کر لینا) اس لئے کہ عزت و طاقت تو بس اللہ ہی کی ہے اور انجام تو بس پرہیزگاروں ہی کا اچھا ہوگا۔!

اگر تمہاری فوج میں سے کوئی لڑاکا جنگجو شہید ہو جائے تو اس کے بعد اس کے اہل و عیال کیلئے اس طرح سے جانشین بن جانا اور ان کا ایسا خیال رکھنا جیسے کوئی قابل اعتماد، وصی و وارث...... جانشین، اپنے خاندان کا خیال رکھا کرتا ہے۔ تاکہ اس شہید کے اہل و عیال کو اپنے سرپرست کے موجود نہ ہونے کا اثر محسوس نہ ہو۔!

اور یوں تمہارا یہ طرزِ عمل تمہارے پیروکاروں کے دل میں تمہارے لئے محبت و عطوفت کے جذبات کو جنم دے گا اور اس کے ردّعمل میں وہ شعوری طور پر تمہاری اطاعت و فرماں برداری کیا کریں گے اور اس وجہ سے وہ تمہاری گورنری اور ولایت کے دور میں پیش آنے والی شدید مشکلات اور نقصانات کو برداشت کرنے کیلئے لازمی طور پر بہ آسانی آمادہ و تیار رہیں گے۔!

اور (غیر مسلموں اور) مشرکین کے بارے میں آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو سنّتیں اور دستور و قوانین تھے ہی، انؑ کے بعد ہمارے بھی کچھ طور و طریقے اور قوانین ہیں، ان کا یا ان جیسے قوانین کا نفاذ و اجراء، ظالموں (مشرکین اور کافروں) اور ان لوگوں کیلئے ہو چکا ہے جنہوں نے چہرے کا رخ ہمارے قبلے کی طرف کر لیا ہے، (یعنی اہل قبلہ) اور ہمارے دین (اسلام) میں اپنا نام لکھوالیا ہے! (بالفاظ دیگر، مشرکین کیلئے قوانین کے بعد ان ظاہری مسلمانوں کیلئے بھی قوانین موجود ہیں جنہوں نے ظلم کو اختیار کر لیا ہے اور دکھاوے کیلئے اپنا منہ قبلے کی جانب کر کے بہ ظاہر اہل قبلہ میں شامل ہو گئے ہیں یا اپنا نام دین

اسلام کے حوالے سے مسلمان رکھ لیا ہے مگر در پردہ وہ منافق ہی ہیں!!)

اور اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو صحیح راستہ دکھانا پسند فرمایا ہے ان کیلئے فرما دیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً (سورۂ نساء آیت ۵۹)

''اے وہ لوگ! جو ایمان لا چکے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو پس اگر کسی چیز میں اختلافِ نظر (یا تنازع) ہو جائے تو اگر تم اللہ کو اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اس (اختلاف و تنازع) کو اللہ اور رسولؐ کی طرف پلٹا دو، یہ بہتر اور سب سے اچھی تاویل ہے''۔

اور فرمایا کہ

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُوْلِي الأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاَتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلاَّ قَلِيلاً (سورۂ نساء آیت ۸۳)

''اور اگر وہ اسے رسولؐ تک اور ان میں سے جو (اللہ کے) امر والے ہیں ان تک پہنچاتے، جو بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں وہ اس (کی حقیقت) کو جان جاتے، اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت (بھی نہ ہوتی) تو بہت تھوڑوں کے سوا تم سب شیطان کی پیروی کر لیتے!!''۔

پس خدا سے رجوع کرنے کا مطلب قرآن کی محکم آیات سے احکام حاصل کرنا ہے اور رسولؐ سے رجوع کرنے کا مطلب، انؐ کی اس سنّت سے احکام لینا ہے جو امت

مسلمہ کو اکھٹا رکھنے والی ہوتی ہے اور ان میں تفرقہ ڈالنے اور انہیں پراگندہ و منتشر کرنے والی نہیں ہوتی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ گھرانہ ہیں جو آیات محکمات سے استنباط احکام کرتے ہیں اور متشابہ کو محکم سے جدا کر کے تمیز دیتے ہیں، اور ہم ناسخ کو اور اس منسوخ کو بھی پہچانتے ہیں جس کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر سے اٹھالیا ہے (یا جس کی تکلیف ہم پر سے ساقط کر دی ہے)

تم اپنے دشمنوں سے ویسا ہی رویّہ اور چال چلن رکھنا جیسا تم نے، ہمیں اپنے دشمنوں کے ساتھ رکھتے دیکھا ہے کہ تمہارے دشمن، ہمارے دشمنوں کی مانند ہی تو ہیں۔! اور ہر نئی بات اور ہر خبر کی متواتر اور مسلسل اطلاع بذریعہ مکتوب و خطوط ہمیں دیتے رہنا تاکہ ہم اس خبر کے بارے میں تمہیں عمومی حکم (جنرل آرڈر) دیتے رہیں، اور رفع مشکلات کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔

محکمۂ قضاوت وعدلیہ

اس کے بعد بطور ''قاضی'' لوگوں کے فیصلے کرتے وقت نیک نیت رہنا، اس لئے کہ قضاوت کا مقصد انصاف ہے، یہ کہ مظلوم کا حق ظالم اور کمزور کا حق زور آور سے دلوانے اور حدود الٰہی کے قیام کو اس کے صحیح قانون اور درست اور واضح طریقے کے مطابق کیا جائے۔!

اور یہ محکمہ اللہ کے بندوں اور ان کے شہروں کی اصلاح اور بہتری کا وسیلہ ہے، اس لئے لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کیلئے ان لوگوں کا انتخاب کرنا جو رعایا میں تمہارے نزدیک سب سے بہتر اور افضل ہوں اور علم، حلم و بردباری، ورع و پرہیزگاری اور سخاوت میں ان سب سے بڑھ کر نفیس ترین لوگ ہوں۔

ایسے لوگوں میں سے ہوں جو معاملات میں تنگی اور گھٹن کا شکار نہیں ہوتے، (یعنی اپنے منصب سے آسانی سے عہدہ برآ ہو سکیں) اور جھگڑا کرنے والوں مدّعی اور مدّعا علیہ پر انہیں غصہ نہ آجایا کرتا ہو اور اگر ان منصف حضرات سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو اس پر اڑ نہ جاتے ہوں، اور حق کے واضح ہو جانے کے بعد، اس کی طرف پلٹ آنے میں دیر نہ کرتے ہوں۔

نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکتا ہو۔

اور معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفاء کرکے انتہائی اور مکمل تحقیق سے بچا نہ کرتے ہوں۔

شکوک وشبہات کے مواقع اور مراحل پر ٹھہر جانے (توقف کرنے) والے ہوں۔!

دلائل کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔

فریقین کے بحث مباحثے سے بددل ہو کر اکتا نہ جاتے ہوں۔

اور مقدمے کے معاملات کی چھان بین اور حقیقت کے انکشاف میں پوری قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوں۔

اور حکم (معاملے) کے واضح اور روشن ہونے کے بعد قطعی فیصلہ سنا دیتے ہوں۔

یہ جج اور قاضی صاحبان ایسے لوگوں میں سے ہوں کہ ان کے بارے میں کسی شخص کی بے تحاشہ تعریف انہیں خود بینی وغرور پر مجبور نہ کر دیتی ہو۔

اور کسی کی چرب زبانی اور مبالغہ آرائی جنہیں کسی ایک پارٹی کی طرف جانبداری پر مائل نہ کر دیتی ہو اور وہ......

کسی پروپیگنڈے اور تبلیغ پر کان نہ دھرتے ہوں، تو....

جن لوگوں میں ایسی صفات واوصاف ہوں انہی کو مسند قضاء پر بٹھانا، حالانکہ ایسے لوگ ہیں تو کمیاب !!!۔

اُن کے لئے اپنا ہاتھ کھلا رکھ کر ان کو مالی واقتصادی طور پر اتنا مضبوط کردو کہ ان کی ضرورت واحتیاج ختم ہو جائے اور اس مالی تعاون کے باعث انہیں عام لوگوں کی ضرورت کم ہی پڑے۔!

ان ''قضاۃ'' اور جج حضرات کو اپنے پاس وہ مقام اور ایسا مرتبہ عطا کرنا کہ جس کی وجہ سے تمہارے ''خاص مصاحبین'' اور سرداروں میں سے بھی کوئی، ان کو غلط استعمال کرنے کی طمع نہ کر سکے اور قاضی کو تمہارے نزدیک جو مقام ومرتبہ حاصل ہے اسے دیکھتے ہوئے تمہارے یہ ''خاص مصاحبین'' اس قاضی کے ذریعے لوگوں کو، یا خود ان قضاۃ کو نقصان اور ضرر پہنچانے سے بچے رہیں۔!

اور جب یہ جج اور قاضی صاحبان تمہاری صحبت میں تمہارے پاس بیٹھے ہوں تو ان کی خوب عزت وتوقیر کرنا اور انہیں اپنے آپ سے نزدیک ترین نشست پر بٹھانا۔

ان کے فیصلے کی تائید کرنا۔

اوران کے حکم و فیصلے کو نافذ کرنا۔

اوران کے پشت پناہ ہوجانا۔

اور ان کو ایسے ساتھی اور مدد گار فراہم کرنا جو تمہارے پسندیدہ، سب سے بہتر فقہاء، اہل ورع و پارسا لوگوں اور اللہ کے (دین کے) اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

تاکہ اگر وہ قاضی کسی مسئلے میں شبہہ میں پڑ جائے تو ان سے بحث و مباحثہ اور گفت و شنید کرلے اور جو اس کے علم میں نہیں ہے اس کے بارے میں ان لوگوں کے علم سے بہرہ مند ہوسکے اور لوگوں کے درمیان، یہ حضرات بھی اس کے فیصلے کے گواہ ہوجائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پھر اس کے بعد تمہاری پوری توجہ ان لوگوں کی جانب ہونا ضروری ہے جو تمہاری حکومت کی طرف سے اطراف کے علاقوں میں، احکام و امورِ عدالت و انصاف کو انجام دیتے ہیں۔ یہ افراد ایسے قاضی ہوں جو خود صلاحیت اجتہاد رکھتے ہوں اور جو حکم خدا و سنت رسولؐ خدا کے بارے میں نہ اختلاف کرتے ہوں، نہ ان کو پیٹھ دکھاتے ہوں، اس لئے کہ حکم و فیصلۂ قاضی میں اختلاف عدالت و انصاف کے زیان و ضیاع، دینِ اسلام کے لئے خطرے اور امت مسلمہ میں تفرقے کا موجب و سبب ہوجاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان کردیا ہے کہ وہ کیا لائیں اور کیا خرچ کریں (یعنی انہیں کیا کیا کرنا ہے) اور جو بات وہ قاضی نہیں جانتے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا ہے کہ اس سلسلے میں ان لوگوں سے رجوع کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے احکامات کا علم سپرد کردیا ہے۔ اور جن کو اس (قرآن) کے احکام کی حفاظت کی ذمہ داری

سونپی ہے۔

بہر کیف! ''قاضیوں کا اختلاف'' یہ ہے کہ، وہ اپنے درمیان سرکشی کو راہ دیں اور اللہ تعالیٰ نے جن ہستیوں کی پیروی اور دوستی کو واجب قرار دے دیا ہے، ان کی فکر اور سوچ کو مدِ نظر نہ رکھیں ان میں سے ہر ایک اپنی ذاتی اور خودسرانہ رائے پر مبنی فیصلہ صادر کرے۔

اور یہ دین اور اہل دین کے امور کیلئے اصلاح و بہتری کی صورت نہیں ہے۔ لیکن قاضی و حاکم پر لازم ہے کہ وہ اپنے پاس موجود آثار ائمہ و سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حکم صادر کرے، اور ایسا نہ کر سکے اور تھک ہار کر ناکام ہو جائے تو حکم کیلئے اس کے اہل افراد سے رجوع کرے، اور اگر اسے اہل افراد نہ مل پائیں تو دوسرے مسلمان فقہاء سے مباحثہ و تبادلۂ خیالات کرے اور اسے کسی صورت میں بھی اس معاملے کو نا اہل پر نہیں چھوڑنا چاہئے۔

اور ملت اسلام کے قاضیوں کیلئے کسی طور، یہ صورت زیبا نہیں ہے کہ وہ حکم یا فیصلے کے بارے میں اختلاف پر ڈٹے رہیں، اور اس صورت حال کو رفع کرنے کیلئے وہ اپنے درمیان موجود، ''ولی امر'' کی جانب رجوع نہ کریں، تا کہ وہ (ولی امر) اپنے اس علم کے مطابق فیصلہ کر دے جو اسے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ پھر، ان دونوں کو چاہئے کہ وہ اس فیصلے پر اجماع و اتفاق کر لیں، (جو ولی امر نے دے دیا ہے) چاہے وہ فیصلہ ان دونوں کی سوچ کے موافق و مطابق ہو یا مخالف.......!۔

اور تمہیں (گورنر، والی و حاکم کو) اس بارے میں گہری فکر و نظر سے کام لینا چاہئے اس لئے کہ یہ دین بہت دنوں، شر پسندوں کے ہاتھوں قیدی رہ چکا ہے، جہاں ذاتی خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھا، اور ان کا مقصد اور نصب العین دین کے سہارے، صرف ''حصول دنیا'' تھا۔

اور اپنے تمام شہروں کے قاضیوں، ججوں کو حکمنامہ (سرکلر) لکھ کر بھیج دو کہ وہ اپنے ہر اختلافی معاملے اور مسئلے کے بارے میں تم سے رجوع کریں۔

پھر ان مسائل و معاملات کے بارے میں خوب اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر کے اللہ تعالیٰ کی کتاب سنّت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے امام علیہ السلام عالی مقام کے آثار و دستور کے مطابق و موافق فیصلہ کر کے آرڈر جاری کر دو، اور ان ججوں، قاضیوں پر اس حکم کی تعمیل لازم قرار دے دو۔

اور اگر تم بھی ان مسائل و معاملات کے بارے میں کسی اشتباہ کا شکار ہو جاؤ تو اپنے ہم عصر، موجود فقہاء مسلمین کو جمع کرو اور ان سے مناظرہ، مباحثہ و تبادلۂ خیالات کرو اور تمہارے سامنے حاضر فقہاء مسلمین جن باتوں پر مجتمع و متفق ہو جائیں، تو اسی حکم اور فیصلے کا نفاذ کر دو۔

اس لئے: ہر حکم کہ جس کے بارے میں رعایا میں اختلاف ہو اس کے سلسلے میں امام علیہ السلام عالی مقام سے رجوع کیا جانا چاہئے۔ اور یہ امام علیہ السلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور اقامت حدود کیلئے بھرپور کوشش کرے اور رعایا سے اللہ تعالیٰ کے احکام و اوامر پر لازمی طور سے عمل کروائے۔

اور کوئی قوت و طاقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں!!!۔ (کہ اس سے حاصل کی جا سکے)۔

عمّال، انتظامیہ

اس کے بعد اپنے عاملوں (انتظامیہ) کے معاملات پر بھی نظر رکھنا اور انہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا، اور خبردار! تعلقات یا جانبداری کی بنیاد پر عہدے نہ بانٹ دینا کہ یہ دونوں باتیں ''تعلقات یا جانبداری'' مجموعی طور پر نا انصافی، خیانت اور عوام کو نقصان اور ضرر پہنچانے کیلئے وجہ و سر چشمہ بن جاتی ہے اور بد دیانتی اور دھوکے بازی سے کام صحیح نہیں ہو پاتے۔

اور اپنی حکومت کے معاملات کی دیکھ بھال کی خاطر اپنے عمّال کا انتخاب اور چناؤ، پرہیزگاروں، علماء اور صحیح سیاستدانوں میں سے کرنا اور ان میں سے بھی، ان لوگوں کو تلاش کرنا جو تجربہ کار، غیرت مند اور اچھے گھرانوں کے افراد ہوں اور انہیں قبول اسلام میں تقدم اور سبقت حاصل ہو۔

اس لئے کہ ایسے لوگ اخلاق کریمانہ کے مالک اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ شرافت کی وجہ سے نہایت ہی کم لالچی ہوتے ہیں اور دوسروں کے مقابلے میں انجام کار اور نتائج پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اور تمہاری طرف سے ان کے گلے، جو ذمہ داری بھی ڈالی گئی ہے اس کے لئے انہیں تمہارا مددگار ہونا چاہیئے۔

تم انہیں پوری پوری ذمہ داری سپرد کر دینا اور (ان کے اخراجات کا خیال کرتے ہوئے) ان کیلئے تنخواہ کے طور پر وسیع (اور ہینڈسم) روزینہ فراہم کرنا، کہ اس وسیع تنخواہ اور روزینے کی وجہ سے انہیں اپنے نفس کی اصلاح کیلئے قوت و طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور یہ لوگ ان اموال و رقوم میں دست اندازی کی ضرورت سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ جو ان کے دائرۂ اختیار میں ہوتی ہیں اور تمہارے اس عمل کی وجہ سے ان پر

تمہاری طرف سے حجت بھی تمام ہو جاتی ہے، کہ اگر وہ تمہارے حکم کی مخالفت کریں یا تمہاری امانت میں خیانت کریں تو تم ان سے باز پرس کرسکو۔

پھر اس کے بعد تم ان عُمّال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق و صفا کو ان پر معائنہ کار یا جاسوس مقرر کر دینا کہ تمہارا یہ طرز عمل انہیں امانت کا خیال رکھنے اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کرے گا۔

اور دیکھو! اپنے مددگاروں (Assistants) سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی خیانت کیلئے ہاتھ بڑھائے اور تمہارے معائنہ کار (جاسوس) متفقہ طور پر یہ خبر دے دیں تو اس شہادت کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی طور سے بھی سزا دینا اور جو مال اس نے حاصل کیا ہے اس سے چھین لینا۔ اور سماج میں اسے ذلت کے مقام پر رکھ کر اسے خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کروانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

لگان، مال گزاری، خراج

خراج اور مال گزاری کے بارے میں وہ طریقے تلاش اور اختیار کرنا جو مال گزاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہوں کہ مال گزاری اور مال گزاروں کی بہتری میں ہی سارے معاشرے کی صلاح وفلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح محکمۂ مال گزاری کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی! اس لئے کہ سب کے سب لوگ، اسی مال گزاری وخراج کے بھروسے پر زندگی گزارتے ہیں اس لئے مال گزاری وخراج کے سلسلے میں تمہاری نظر مال گزاری وخراج جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری اور زراعت پر ہونی چاہئے۔ کہ مال یا لگان کی جمع آوری، زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اور جس نے زمین کی آبادکاری کے بغیر مال گزاری وخراج یا لگان کا مطالبہ کیا اس نے شہروں کو کھنڈر بنادیا اور بندگان الٰہی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی حکومت چند روز سے زیادہ برقرار نہ رہ سکی اس لئے تم اپنے زیرنگیں علاقوں کے شہروں کے مال گزاروں اور لگان ادا کرنے والوں کو اپنے پاس بلاکر ان کی کانفرنس اور اجتماع کرو۔ انہیں حکم دو کہ وہ تمہیں اپنے شہروں اور علاقوں کے حالات بتائیں اور جس چیز میں ان کی فلاح و بہبود اور ان سے مال گزاری، لگان کی جمع آوری اور ریکوری میں سہولت ہوسکے وہ ان تجاویز اور طریقوں سے تمہیں آگاہ کریں۔

بعد ازاں ان لوگوں نے تمہیں جو تجاویز دی ہیں ان کے بارے میں تمہیں دوسرے ماہرین سے بھی پوچھ لینا چاہئے۔

پھر اگر وہ نہروں کی خشکی کی وجہ سے مال گزاری کی گراں باری فصلوں کی بیماری زمین کی غرقابی کی بنا پر تباہی اور خشکی کی بناء پر بربادی یا کسی ناگہانی آفت کے متعلق کوئی فریاد

اور شکایت کریں تو اُن کی مال گزاری میں اتنی تخفیف کر دینا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے کام کی اصلاح کر دے۔

اور اگر وہ حالات کی بہتری کے لئے اپنے سرمائے کے ساتھ ساتھ تم سے بھی مالی مدد کی درخواست کریں تو ان کی کافی مدد کرنا اس لئے کہ تمہاری یہ مدد ان کی جانب سے بہتر انجام اور نتائج کا سبب ہوگی۔

اور خبردار! ان کے خراج اور مال گزاری میں یہ تخفیف، جس کے ذریعے ان کو اخراجات میں سہولت حاصل ہوئی، تمہارے نفس پر گراں نہ گزرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ''ذخیرہ'' ہے جس کا اثر شہروں کی آبادکاری اور حکام کی زیب و زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں ان لوگوں کی محبت، ان کے نیک ارادے اور ان کی خیر اور نیکیوں کا پھیلاؤ اور فیضان بھی حاصل ہوگا۔

اور تمہارے اس تخفیف کے سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر مال گزاری کی ادائیگی میں سہولت اور آسانی پیدا کر دے گا۔ اس لئے کہ

بلاشبہ ''خراج و مال گزاری کی وصولی'' لوگوں پر سخت گیری کر کے اور انہیں تکلیف پہنچا کر نہیں ہو سکتی اور ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ یہ خراج کی ادائیگی تو وہ قرارداد اور عہد ہے جس کے لئے ان پر اعتماد کرنا ہوگا اور اگر اچانک کوئی حادثہ ہو جائے تو تم ان کی اس قوت پر تکیہ اور اعتماد کر سکتے ہو، جو تمہاری مہربانیوں، تمہارے اعتبار اور ان سے تمہارے عدل اور نرم رویّے کی وجہ سے ان کے پاس ذخیرہ ہو گئی ہے۔

اور یہ لوگ، چونکہ تمہاری مشکلات و عذر کو، جو تمہیں درپیش ہیں، پہچانتے ہیں تو یہ لوگ اسے بہ طیبِ خاطر قبول اور برداشت کریں گے اور ہر طرح سے تمہاری مدد پر کمربستہ

ہوں گے اور زمینوں کی آبادکاری کے سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی بھرپور کوشش کریں گے جس کا بوجھ تم ان پر ڈالو گے۔

اور زمینوں کی بربادی کاشتکاروں، زمینداروں کی تنگدستی کے سبب سے ہوتی ہے۔

اور زمینداروں، کاشتکاروں کی تنگدستی و غربت کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ حکمران، مالگزاری و خراج کی وصولی میں سختی و زیادتی کرنے لگیں اور یہ بدگمانی کرنے لگیں کہ شاید یہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور عموماً حکمران گزشتہ لوگوں کے حالات سے سبق اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔

تو جب تمہیں والی و حاکم بنا دیا گیا ہے تو تم ان لوگوں کی مانند کام کرو کہ جن کو رعایا کی بھرپور تعریفوں کے ذخیرے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب اور امام عالی مقام علیہ السلام کی خوشنودی و رضا کا حصول پسند ہے۔

''سیکریٹریٹ''

سیکریٹری صاحبان اور کلریکل اسٹاف

پھر اس کے بعد اپنے منشی اور کاتب صاحبان کے حالات پر نظر رکھنا اور اُن میں سے ہر ایک کے حالات وضروریات کے بارے میں ٹھیک ٹھاک معلومات رکھنا اور ان سب کے عہدے، (رینک) اور مرتبے (گریڈ) مقرر کر دینا اور اپنے کاموں کو ان میں سے بہترین فرد کے حوالے کرنا اور پھر......

وہ خطوط ومراسلات جن میں رموز سلطنت اور اسرار مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق وکردار کے مالک ہوں۔

جو اہم امور کے بارے میں بحث مباحثہ و مذکرات کے اہل ہوں، اہل الرّائے، صاحب نظر، خیر خواہ اور ذہین افراد سمجھے جاتے ہوں اور تمہارے سیکریٹریٹ میں سب سے زیادہ اور ہمیشہ راز کو راز رکھنے کے عادی ہوں۔

اور تمہاری طرف سے عزت پا کر اکڑ نہ جاتے ہوں اور ناز ونخرہ انہیں خراب نہ کر سکے کہ جس کی وجہ سے وہ تنہائی میں یا حاضرین کے مجمع میں تم سے گستاخی کی یا تمہارے منہ آنے کی جرأت کر سکیں۔

اور کسی غفلت ولاپرواہی کی وجہ سے حکومت کے اطراف وجوانب سے آنے والے تمہارے عمال کے خطوط ومراسلات کو تمہارے سامنے پیش کرنے اور تمہاری جانب سے ان کے مناسب ودرست جواب بھیجنے میں....اور.....

جو کچھ وہ تمہارے نام پر لین دین یا وصولیابی کرتے ہوں، اس کے ریکارڈ اور رسید جاری کرنے میں کوئی فروگذاشت یا کوتاہی نہ کریں۔

اور تمہاری جانب سے کوئی کمزور معاہدہ نہ کریں۔

اگر کوئی معاہدہ تمہارے نقصان میں ہو تو یہ لوگ اس کو فسخ کرنے یا توڑنے سے عاجز نہ ہوں اور یہ لوگ معاملات میں اپنے صحیح مقام و مرتبے سے ناواقف نہ ہوں کہ اپنی قدر و منزلت اور اسٹیٹس سے ناواقف شخص دوسرے کے مقام و مرتبے سے یقیناً ناواقف تر ہوگا۔

اس کے علاوہ دوسرے عام رُسُل و رسائل و مکتوبات نویسی، محصولات و مالیات کے رجسٹر اور اندراجات رکھنے اور فوج سے متعلق اخراجات کا ریکارڈ اور ان کے رجسٹروں میں اندراجات کرنے کیلئے ایسے افراد کو افسر انچارج مقرر کرنا جن کو تم نے بذات خود تلاش کر کے منتخب کرنے کیلئے جدّ و جہد کی ہو۔

اس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہاری حکومت کے ذمہ دار اور رأس و رئیس ہیں اور یہ عہدے دار و اہل کار تمہارے اور تمہارے اداروں اور محکموں کیلئے جامع ترین اور تمہاری رعایا کیلئے عمومی طور پر فائدہ مند اور نفع رساں ہوتے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود ان کا تقرّر بھی صرف اپنی ذاتی فراست و ہوشیاری، خوش اعتمادی اور حسن ظن کی بنیاد پر نہ کرنا کہ اکثر لوگ حکام کے سامنے تصنّع اور بناوٹی کردار اور (ذاتی اور پرسنل) خدمات کے ذریعے اپنے آپ کو بہترین بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس ظاہری چمک دمک اور نمائشی نیکو کاری اور ریا کاری کی صورت حال کے پس پشت یا اس سے ماوراء، نہ کوئی خیر خواہی اور اخلاص ہوتا ہے، نہ امانت و دیانت داری۔

اور پہلے ان کے بارے میں یہ تفتیش کر لینا کہ تم سے پہلے والے نیک کردار حکام کے ساتھ ان کا رویّہ اور برتاؤ کیسا رہا ہے؟!!!

پھر ان میں سے اُن لوگوں پر اعتماد کرنا اور ان کا تقرر کر دینا جن کے بارے میں

رائے عامہ اچھی ہو اور وہ لوگوں میں نیکنامی، امانت اور نجابت کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہوں۔ کہ یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ تم اپنے پروردگار کے بندۂ مخلص اور امام علیہ السلام کے وفادار ہو۔

پھر ان کو خوش رفتاری سے حکومت چلانے اور عوام سے نرم گفتاری کا حکم دے دینا اور اپنے جملہ شعبوں اور محکموں کیلئے ان میں سے الگ الگ افسر مقرر کر دینا جو بڑے سے بڑے کام اور مسئلے سے مغلوب نہ ہوتا ہو اور کاموں کی کثرت سے پراگندہ حواس نہ ہو جاتا ہو۔ اور پھر ان کے اندرونی اور آنکھوں سے اوجھل حالات کے بارے میں باخبر رہنے کی کوشش کرتے رہنا اور ان کے جو نامہ بر .....اور پیغام رساں تمہارے پاس پیغام رسانی کرتے ہوں اور وہ لوگ جو کسی ضرورت و حاجت کی وجہ سے ان کے پاس آتے ہوں، ان کے حالات کے بارے میں بھی بغور جائزہ لیتے رہنا کہ وہ کس حال میں ہیں؟ (یعنی وہ ان افسروں سے مطمئن ہیں یا نہیں؟) تاکہ تمہیں یہ پتہ چلتا رہے کہ ان کا انداز حکومت و ولایت اور افسرانہ اخلاق کیسا ہے؟ اور ان کا حکم امامؑ اور حجت خدا کو قبول کرنے کا جذبہ کیسا اور کتنا ہے؟!!!۔

اس لئے کہ زیادہ تر کاتب اور سکیریٹری صاحبان کی شہرت، زچ ہو جانے والے، کم حوصلہ، زبردستی کی عزت کے خواہشمند، نخوت و غرور میں مبتلا، خود بین و خودنگر لوگوں کی سی ہے۔۔

سوائے ان چند لوگوں کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ان عیبوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اور لوگوں کو بھی مجبوراً اپنی ضروریات و حاجات کی وجہ سے ضرور بالضرور اور لازماً ان لوگوں کے پاس جانا ہی پڑتا ہے اور جب بھی تمہارے کاتب و سیکریٹری صاحبان میں کوئی خامی یا عیب ہوگا اور تم نے اس عیب سے چشم پوشی کی یا نظر انداز کیا ہوگا تو اس کا مواخذہ لازماً تمہی سے کیا

جائے گا، یا ان میں کوئی فضیلت والی بات ہوگی تو اس کی نسبت اور کریڈٹ بھی تم ہی کو دیا جائے گا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہیں (جو) بہترین ثواب ملے گا (وہ اپنی جگہ ہے)

تاجر اور صنعت کار

اس کے بعد ''تاجر اور صنعتکار'' صاحبان کے بارے میں تم خود بھی نصیحت حاصل کرو اور دوسروں کو بھی ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی ہدایت کرو۔ یہ تجارت پیشہ لوگ ایک مقام پر رہ کر کام کرنے والے ''دوکان دار'' ہوں یا اپنے مال کے ساتھ جا بجا ''پھیری لگانے والے'' یا سفر میں رہ کر گھومتے پھرتے تجارت کرنے والے لوگ ہوں۔ یا اپنے ہاتھ کی کمائی والے، ''دستکار'' اور ''مزدور'' ہوں۔.......اس لئے کہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جو ان دور دراز کے بحری، برّی، میدانی اور کوہستانی علاقوں سے بھی جہاں عام لوگوں کی رسائی اور پہنچ نہیں ہوتی یا لوگ وہاں جانے کی جرأت و ہمت نہیں کر پاتے، جیسے تمہارے دشمن ملک کے علاقے یہ تاجر لوگ وہاں سے بھی درآمدات و منافع کی فراہمی کا ذریعہ ووسیلہ ہیں۔

اور ان لوگوں میں ہی وہ پیشہ ور، ہنر مند اور دستکار ہیں جن کے ہاتھوں، اللہ تعالیٰ مختلف صنعتوں کو کسب کا ذریعہ بناتا ہے۔

اس لئے ہمیشہ ان کی حرمت و عزت کی حفاظت کرنا، ان کے تجارتی راستوں کو (ڈاکوؤں کے خطرات سے دور کر کے) پرامن کر دینا!

اور ان کے حقوق کی حفاظت و حمایت کرنا، یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے کسی فساد کا ڈر نہیں ہوتا اور یہ وہ صلح و آشتی والے لوگ ہیں جن کی کسی شورش سے چوکنّا رہنے کی ضرورت نہیں ہوتی.......کہ ان لوگوں کی سب سے بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ ملک میں ''امن وامان قائم رہے''

اورسلطان و ''سلطنت'' برقرار و پائیدار رہے (تاکہ منافع میں اضافہ ہوتا رہے) اس لئے تمہیں ان کے مسائل اور معاملات کی جانچ پڑتال کرتے رہنا چاہئے۔!! چاہے یہ لوگ تمہارے (زیر حکومت) علاقوں میں نزدیک موجود ہوں، چاہے دور دراز علاقوں میں ہوں۔

اور ساتھ ساتھ یہ خیال بھی رکھنا کہ ان تجّار میں، بہت سے لوگوں میں انتہائی تنگ نظری اور بدترین قسم کی کنجوسی پائی جاتی ہے۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اشیائے فروخت کے اونچے اونچے دام (ریٹ) اور بھاؤ خود ہی معین کر لیتے ہیں اور اس (منافع خوری اور گراں فروشی) سے عوام کیلئے ضرر اور نقصان کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور یہ مہنگائی حکام کیلئے بدنامی اور عیب کا سبب ہے۔

لہٰذا ان لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے روکو، کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے (منع فرمایا ہے اور) روکا ہے۔

خرید و فروخت میں سہولت ضروری ہے۔ ترازو، پیمانے درست اور اشیاء کے بھاؤ اور نرخ اتنے مناسب اور عادلانہ ہوں کہ جس سے خریدار یا بیچنے والے کسی فریق پر ظلم نہ ہو۔ تمہارے منع کرنے کے باوجود بھی اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے تو اسے سزا دو۔ (لیکن سزا دینے میں حد سے تجاوز نہ ہونے پائے) کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذخیرہ اندوزوں کے ساتھ ایسا کر دکھایا ہے۔

معذور، محتاج اور غریب و مسکین عوام

اس کے بعد اس پسماندہ طبقے کے بارے میں اللہ سے ڈرو، خوف کھاؤ۔ یہ طبقہ جو ''مساکین''، ''محتاج''، ''فقراء'' اور ''معذور'' افراد کا طبقہ ہے، جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس طبقے میں ایسے لوگ ہیں جنہیں جو مل جائے اس پر قناعت کر لیتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو مانگنے سے شرماتے ہیں مگر ان کی ضرورت مجسم سوال ہوتی ہے ان کے جس حق کا اللہ نے تمہیں محافظ بنایا ہے اس کی حفاظت کرو۔

ان کیلئے خالص اسلامی املاک (زکوٰۃ، عشر، بیت المال، پبلک فنڈ وغیرہ) کے غلات، اناج اور پھلوں میں سے ہر شہر میں ایک حصہ مقرر کردو کہ ان کے دورافتادہ کا بھی وہی حق ہے جو قریب کے باشندوں کا ہے۔

اور تمہیں تو سب کا نگراں بنایا گیا ہے۔ لہٰذا خبردار! کہیں غرور و تکبر، تمہیں ان کی طرف سے غافل نہ بنادے کہ تمہیں اہم اور بڑے کاموں کو ٹھیک اور مستحکم کردینے کی وجہ سے معمولی اور چھوٹے چھوٹے کاموں کے ضیاع و بربادی پر معاف نہ کیا جائے گا لہٰذا نہ اپنی توجہ ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ غرور کی بناء پر ان سے منہ موڑ لینا۔ تم اللہ کی خاطر تواضع اختیار کرو تو اللہ تمہارے مراتب بلند کردے گا اور کمزوروں سے فروتنی سے پیش آؤ اور انہیں اپنا طرز عمل ایسا کر دکھاؤ کہ جیسے تمہیں ان کی ضرورت ہے، اور جن لوگوں کی رسائی اور پہنچ تم تک نہیں ہے، اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہیں اور ''بڑے لوگ'' انہیں حقیر سمجھتے ہیں ان کے حالات کی دیکھ بھال بھی تمہارا ہی فرض ہے۔ لہٰذا ان کے حالات سے باخبر رہا کرو اور ان کیلئے منکسر المزاج، متواضع اور خوف خدا رکھنے والے معتبر افراد کو مخصوص کردو جو تم تک ان کے حالات کو پہنچاتے رہیں۔

اور تم نچلے طبقے والوں سے ایسا طرزِ عمل اپناؤ جس کی بنا پر روزِ قیامت پروردگار کے حضور تمہاری معذرت قبول ہو سکے، اس لئے کہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں۔

اور پھر ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں اپنے آپ کو پیش پروردگار معذور ثابت کرو۔ اور ان میں سے بے سہارا، یتیموں، معذوروں اور عمر رسیدہ بوڑھوں کے حالات کی نگرانی بھی کرتے رہنا کہ یہ لوگ اپنے آپ تو کسی کے سامنے مانگنے کیلئے ہاتھ بھی نہیں پھیلاتے، لہٰذا تم ان کیلئے وظائف جاری کر دو کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں اس لئے تم ان کی خوراک اور حقوق کے بارے میں برمحل اور مناسب اقدامات کر کے اور ان کو پریشانیوں سے چھٹکارا دلوا کر اللہ تعالیٰ سے تقرب حاصل کرو کہ یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ جب نیّتیں سچی ہوں، تب ہی اعمال و اقدامات مخلصانہ ہوا کرتے ہیں۔

بہر حال اگر تم لوگوں کے حقوق پورے بھی کر دو تب بھی کچھ یا سب لوگ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے کہ جب تک وہ اپنی ضروریات کی معروضات کو بذاتِ خود تمہارے روبہ رو بیان نہ کر لیں۔ اور یہ بات حکام اور ''والیوں'' پر بڑی گراں گذرتی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ حق تو سارے کا سارا ثقیل، بوجھل اور گراں ہی ہوتا ہے۔ البتہ کبھی کبھار، پروردگار اسے ان لوگوں کے لئے ہلکا کر دیتا ہے جو آخرت کے طالب ہوتے ہیں اور اپنے نفس کو صبر کی عادت ڈال دیتے ہیں اور اللہ کے کئے ہوئے وعدے پر اعتماد کرتے ہیں وہ وعدہ جو اس نے ان لوگوں سے کیا ہے جو صبر کرتے ہیں اور اس کے وعدے کو سچا سمجھتے ہیں تو تم بھی ایسے لوگوں میں سے ہی ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو۔

اور ضرورتمندوں کے لئے اپنی طرف سے ایک وقت مقرر کر دو جس میں تم اپنے آپ کو، اپنے ذہن کو ان کیلئے فارغ اور خالی رکھو۔

اور ان کو مجلس عمومی، پبلک میٹنگ میں، اپنے آپ سے ملاقات کا وقت دو اور ان کے ہمراہ جلسہ گاہ میں ایسے متواضع ہو کر بیٹھو جس طرح تم اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع کرتے ہو جس نے تمہیں بلند مرتبہ عطا کیا ہے۔

اور اپنے تمام سیکیورٹی گارڈز، نگہبانوں، پولیس اور فوج کے مدد گاروں اور اسیٹینٹس کو ان سے دور ایک طرف کر کے بٹھا دو۔

اور اپنی اس پبلک میٹنگ یا مجلس عمومی میں ان کے سامنے فروتنی، انکساری اور تواضع کا نمونہ بن کر بیٹھو۔

اور روبہ رو گفت وشنید میں اپنا لہجہ نرم اور چہرہ ملائم رکھو، تا کہ بولنے والا، وضاحت اور آزادی سے بغیر لکنت اور ہکلاہٹ کے، تم سے اپنی بات بلا تذبذب کہہ سکے۔ اس لئے کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپؐ نے بارہا فرمایا ہے:

لَنْ تَقَدَّسَ اُمَّةٌ لَا يُوْخَذُفِيْهِ لِلضَّعِيْفِ فِيْهَا حَقُّهُ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ

''وہ قوم پاکیزہ کردار نہیں ہو سکتی جس میں ''کمزور'' کو (آزادی کے ساتھ ہچکچائے اور) ہکلائے بغیر طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے۔

مزید برآں ان کی درشت کلامی اور کند زبانی کو برداشت کرو اور اس موقع پر اپنی گھٹن، تنگدلی اور انانیت وغرور کو اپنے سے دور رکھو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے کناروں کو تم پر پھیلا دے اور تمہارے لئے اپنے اطاعت گزاروں کے ثواب کو لازم قرار دے دے۔ جسے کچھ دو تو خوش گواری کے ساتھ دو اور جسے منع کرو تو اسے خوبصورتی کے ساتھ ٹال دو یا معذرت کر لو اور تواضع وانکسار سے کام لو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً فروتنی اور تواضع اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

یادرکھو! تمہارے سب سے باعزت ساتھی اور مددگار ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو نرم خوئی اور حسن سلوک میں بہترین اور کمزور لوگوں پر سب سے زیادہ مہربان ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد تمہارے معاملات میں بعض ایسے ہیں جو بذات خود تمہیں ہی انجام دینے ہیں۔ جیسے حکام کے ان مسائل کے (حل اور) جوابات جو تمہارے منشی، محرّر اور کاتب صاحبان نہ دے سکیں (اور تھک کر بیٹھ رہیں) یا ان لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا جو بعض لوگ صرف تم سے بیان کریں اور ان ضروری اور اہم باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمہارے سیکریٹری صاحبان اور خزانہ کے اسٹاف کے زیرانتظام جو محصولات و مالیات پہنچتے ہیں۔ ان سے ذاتی طور پہ باخبر رہنا اور اس معاملے میں سستی مت دکھانا اور نہ کوئی تاخیر روا رکھنا۔

اور ان امور میں سے ہر کام کیلئے ایک آفیسر انچارج مقرر کردینا تاکہ ہر افسر اپنے کام کی نگرانی خود کرے اور تمہارے دل و دماغ کو فرصت و آسودگی نصیب ہوجائے۔

اور جب تم کسی کام کی تائید یا اس کا نفاذ کرنا چاہو تو اپنے طور پر کافی سوچ بچار اور اس شعبے کے متعلقہ افسر سے مشورے اور گفت و شنید (Discuss) کے بعد کرنا، اور اس مشاورت میں کوئی تجویز تمہاری رائے کی مخالفت میں بھی ہو تو تمہیں نہ اپنی رائے پر اصرار ہونا چاہیئے اور نہ ہی غیظ و غضب کا شکار ہونا چاہیئے۔

اور دیکھو! ہر کام کو اسی دن مکمل کردینا، کہ ہر دن کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔

اس کے بعد اپنے اور اپنے پروردگار سے روابط مناجات و عبادات کیلئے بہترین وقت کا انتخاب کرنا جو تمام اوقات سے بہتر اور افضل ہو۔ اگرچہ تمام اوقات اللہ تعالیٰ کے

لئے (شمار ہوسکتے) ہیں، بشرطیکہ نیت صحیح ہو۔ اور ان اوقات کے سبب رعایا خوشحال ہوجائے (توسارے اوقات عبادت میں ہی شمار ہوتے ہیں)۔

اور تمہارے وہ اعمال جنہیں تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے انجام دیتے ہو ان میں سے سب سے اہم کام ان فرائض کا قیام ہونا چاہئے جو صرف پروردگار کیلئے مخصوص ہوتے ہیں، اپنی جسمانی طاقت میں سے رات اور دن دونوں میں سے کچھ وقت واجبات وفرائض کے لئے قرار دینا۔

اس لئے کہ ''نوافل'' کو تو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے بجائے صرف اپنے پیغمبرؐ پر واجب قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً (سورہ اسراء آیت ۷۹)

''اور (اے رسولؐ!) رات کے کچھ حصے میں (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کرو، یہ (نماز) نافلہ تیرے لئے (ہی) ہے، قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے!''

پس یہ نافلۃُ اللّیل وہ امر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کیلئے خاص کیا ہے اور ان کو اس حکم کے ذریعہ سرفراز فرمایا ہے (اور کرامت بخشی ہے) اس حکم کے وجوب میں انؐ کے سوا دوسرے لوگ شامل نہیں ہیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے یہ صرف (مندوب ومستحب اور) اطاعت گزاری کا مظہر ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

(سورۂ بقرہ آیۃ ۱۵۸)

''اور جو نیکی کو بخوشی بجالایا، پھر خدا بھی قدردان اور واقف ہے''۔

پس تم ایسے اعمال زیادہ سے زیادہ انجام دو جس کے سبب تمہیں اللہ کا تقرب اور

اس کا کرم حاصل ہو۔

اور اللہ تعالیٰ کیلئے، فرائض و واجبات ایسے ادا کرو جو مکمل اور بے کم و کاست ہوں اور اس میں کوئی رخنہ نہ پڑنے پائے، اور ان میں کوئی نقص نہ رہنے پائے، چاہے تمہارے بدن کو کسی قدر زحمت ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

اور جب تم لوگوں کو نماز پڑھانے کیلئے ان کے ساتھ نماز جماعت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوو، تو نماز ہرگز لمبی، طولانی نہ کرنا، کہ لوگوں کو طولانی نماز کی وجہ سے جماعت سے ہی بیزاری ہو جائے۔

اور نہ ایسی نماز (جلدی جلدی) پڑھنا کہ نماز کا حق ادا نہ ہو سکے، اور ضائع ہو جائے اس لئے کہ لوگوں میں، بیمار اور ضرورتمند افراد بھی ہوتے ہیں۔

جب آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ''یمن'' کی مہم پر بھیجا تو میں نے آپؐ سے دریافت کیا تھا کہ ان کے ہمراہ ہماری نماز جماعت کا کیا انداز ہونا چاہئے؟، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

صَلِّ بِهِمْ كَصَلاةِ أَضْعَفِهِمْ وَ كُنْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً

''ان میں سے کمزور ترین فرد کے لحاظ سے نماز ادا کرنا، اور مومنین کے حال پر مہربان رہنا''۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے زیادہ دیر تک الگ نہ رہنا، کہ حکام کا پس پردہ رہنا رعایا میں ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کرتا ہے اور ان حکام کو رعایا کے معاملات کی اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور حکام کا رعایا سے پردہ کرنا، حکام کو ان چیزوں کی کماحقہ واقفیت سے روک دیتی ہے۔

اور جن حکام کے سامنے یہ پردے پڑ گئے ہیں انہیں ان پردوں کی وجہ سے بڑی چیز، چھوٹی اور چھوٹی چیز، بڑی لگنے لگتی ہے۔ اچھا، بُرا بن جاتا ہے اور بُرا، اچھا ہو جاتا ہے۔ حق

وباطل آپس میں گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔

اور حاکم بھی آخر کو ایک بشر ہی تو ہے وہ پس پردہ امور کی اطلاع نہیں رکھتا، اور حق کی پیشانی پر ایسی نشانیاں بھی نہیں ہوتیں، جن کے وسیلے سے سچ کو جھوٹ سے جدا کر کے پہچانا جا سکے تاکہ تم حقوق کے پس پردہ دغل وفریب کو پہچان کر اس سے بچ کر رہ سکو۔

اور پھر ظاہر ہے تم دو قسموں میں سے ایک قسم کے آدمی تو ضرور ہو گے:

۱۔ یا تو تم وہ شخص ہو گے جس کا نفس حق کی راہ میں بخشش وعطا پر مائل ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو، پھر تمہیں حق واجب کی ادائیگی کے راستے میں، پردے حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور پردے تاننے کے بجائے تم حق ادا کرنے میں سخی وکریم لوگوں جیسا برتاؤ کیوں نہیں کرتے؟۔

۲۔ یا پھر تم ایسے شخص ہو گے جو کنجوسی اور منع کرنے کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر تو بہت جلد ہی لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے اور یوں تمہیں پردے تاننے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔

حالانکہ لوگوں کی اکثر ضروریات تو ایسی ہیں جن میں تمہارے لئے کسی طرح کی زحمت اور خرچا ہے ہی نہیں۔ مثلاً کسی ظلم کی فریاد یا کسی مقدمے میں انصاف کا مطالبہ۔

یہ جو باتیں میں نے تم سے بیان کی ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ اور محظوظ ہونے اور رہنمائی کے لئے انہی نکات پر اکتفاء کرنا کہ یہ تمہارے لئے بہت کافی ہیں، ''ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

پھر اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ والیوں اور حکام کے کچھ مخصوص اور رازدار قسم کے ''خصوصی مصاحب'' ہوتے ہیں۔ جن کے مزاج میں خود غرضی، جانبداری، دراز دستی اور کم انصافی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا خبردار رہو! اور ایسے افراد کا علاج ان اسباب کے خاتمے سے کرنا

جن چیزوں اور حالات کے باعث یہ ''اسباب'' جنم لیتے ہیں، اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابتدار کو کوئی جاگیر مت بخش دینا اور اسے تم سے کوئی ایسی توقع نہ ہونی چاہئے کہ تم اسے کسی ایسی زمین کا قبضہ دے دوگے جس کے سبب آبپاشی، یا کسی مشترک معاملے کے شریک افراد کو کوئی نقصان پہنچ جائے اور وہ اس سلسلے اور حوالے سے اپنے بوجھ کو بھی دوسرے کے سر ڈال دے اور اس طرح اس معاملے کو سواد اور مفاد تو اس کے حصے میں آئے اور دنیا و آخرت میں اس جاگیر بخشی کا عیب و وبال تمہاری گردن پر رہے۔ اور جب مقدمات و معاملات تمہارے پاس پہنچیں تو اپنے فیصلے میں عدل سے کام لینا تم پر لازم و واجب ہے۔ اور جس پر کوئی حق، ذمہ داری عائد ہو تو اس پر اس کے نفاذ کی ذمہ داری ڈالو۔ چاہے وہ تم سے نزدیک ہو یا دور اور اس سلسلے میں صبر اور احتساب کو اپنی عادت بنالینا اور تمہیں یہ کرنا ہی ہے۔ چاہے اس کی زد تمہارے قرابتدار و رشتہ دار ہی پر پڑے۔

اور اس سلسلے میں تمہارے مزاج اور طبیعت پر جو بوجھ آئے اسے بخوشی برداشت کر لینا۔ اس لئے کہ اس کا نتیجہ اور انجام یقیناً پسندیدہ ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایا کو یہ خیال ہو جائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے سوءِ ظن اور بدگمانی کو دور کرنے کیلئے اپنا عذر واضح طور پر ان کے سامنے رکھ دو، اور اسی طریقے سے ان کی بدگمانی کا علاج کرو، کہ اس میں تمہارے نفس کی تربیت و ریاضت کا سامان بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی، اور وہ عذر خواہی بھی ہے...... جس کے ذریعے تم بڑی خوبصورتی اور نرمی سے رعایا کو راہ حق پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

اور خبردار! کسی ایسی ''دعوت صلح'' کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک تمہارے دشمن کی طرف سے ہوئی ہو۔ اور اس میں اللہ کی رضا بھی شامل ہو، اس لئے کہ صلح کی وجہ

سے ''افواج'' کوقدرے سکون وآرام مل جاتا ہے اورتمہارے نفس کو بھی ''افکار'' سے نجات مل جائے گی، اورشہروں میں بھی امن وامان کی فضا قائم ہوجائے گی۔ہاں البتہ صلح کے بعد دشمن سے مکمل طور پر ہوشیار رہنا کہ کبھی کبھی وہ تمہیں غافل بنانے کیلئے تم سے قُربت ونزدیکی اختیار کرنا چاہتا ہے۔

لہٰذا اس سلسلے میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا، اس لئے کہ دشمن بہرحال دشمن ہوتا ہے۔اس لئے ہراس راستے اورراہ کو مسدود کردینا جس راہ سے تمہیں حملے کا ڈر ہو۔اورتمام امور میں اللہ پر اعتماد کرنا۔

اگرتمہارے اوردشمن کے درمیان کوئی قضیہ وتنازع اٹھ کھڑا ہو، جس کے باعث تمہیں اس سے صلح کا معاہدہ کرنا پڑے یا تمہیں اپنے کاندھوں پراس کی وجہ سے کوئی ذمہ داری لینا پڑ جائے تو اپنے عہد کی پاسداری پوری وفاداری سے کرنا اوراپنی ذمہ داری کی حفاظت و نگہبانی، امانتداری کے ذریعے کرنا اوراپنے عہد، قول وقرار کی راہ میں اپنے نفس کو ڈھال بنا دینا (یعنی معاہدے کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنا) کہ اللہ کی جانب سے عائد کردہ فرائض میں ''ایفائے عہد'' ایسا.....کوئی اور فریضہ نہیں کہ جس پرتمام دنیا کے لوگ مفادات و خواہشات کے اختلاف اورآراءو''افکار دینی'' کے تضاد کے باوجود مجتمع اورمتحد ہیں۔

مسلمان تو مسلمان، مشرکوں نے بھی اپنے معاملات میں اس بات کا لحاظ رکھا ہے انہوں نے بھی معاہدہ شکنی، بدعہدی و بے وفائی کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات اور تباہیوں کا اندازہ کرلیا ہے۔

توخبردار! تم کبھی اپنے عہدوپیمان سے غدّاری نہ کرنا اورکبھی عہدشکنی کرکے بے وفائی مت کرنا۔اوراپنے دشمن پر چپکے سے اچانک حملہ نہ کردینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے

مقابلے میں جاہل کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے ''عہد و پیمان'' کو امن و امان کا وسیلہ قرار دیا ہے اور جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے درمیان پھیلا کر عام کر دیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنا دیا ہے جس کے دامن میں پناہ لینے والے سکون و آرام پاتے ہیں اور اس کے جوار میں فیض اور پناہ حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا اس میں کوئی جعلسازی، فریب کاری اور مکاری نہیں ہونا چاہئے۔

اور یاد رکھو! ''عہد الٰہی'' میں تنگی اور گھٹن کا احساس کہیں تمہیں معاہدہ توڑنے پر آمادہ نہ کر دے، اس لئے کہ کسی امر کی تنگی پر صبر کر لینا اور کشائش حالات اور بہترین عاقبت و انجام کا انتظار کر لینا اس ''غدّاری'' سے بہتر ہے، جس کے اثرات خوفناک ہوں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے اور تمہیں اس کی معافی نہ دنیا میں مل سکے نہ آخرت میں۔

اور خبردار! ناحق خون بہانے سے گریز کرنا، کہ اس سے زیادہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے والا، پاداش کے اعتبار سے شدید تر، نعمتوں کے زوال اور زندگی کے خاتمے کے لئے مناسب تر اور کوئی سبب نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے فیصلے کا آغاز، بندوں کی آپس میں خوں ریزیوں کے معاملات سے کرے گا۔

لہٰذا خبردار! کبھی اپنی حکومت کی حفاظت و استحکام ناحق خوں ریزی کے ذریعے نہ کرنا کہ یہ بات حکومت کی کمزوری اور زوال کا سبب بن جاتی ہے۔

خبردار! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب سے پیش آنے سے بچاؤ۔ اس لئے کہ ناحق قتل کئے جانے والے مقتول کے قاتل سے انتقام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس

کے ''ولی ووراث'' کوطاقت واختیار بخشا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَن قُتِلَ مَظْلُوماً فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَاناً فَلاَ يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوراً. (سورہ اسراء آیت ۳۳) جو شخص مظلوم مارا جائے گا، تو یقیناً ہم نے اس کے وارث کے لئے غلبہ قرار دیا ہے.....

پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بے شک وہ مدد دیا گیا ہے!

اور تمہارے پاس کسی کو عمداً قتل کرنے کا کوئی عذر و جواز نہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے موجود ہے اور نہ میرے سامنے۔ اور یہ بھی طے شدہ حقیقت ہے کہ قتل عمد کا تاوان اور قصاص ''بدن'' سے قصاص لینا ہے۔

البتہ اگر غلطی سے اس جرم میں مبتلا ہو جاؤ اور تمہارا تازیانہ، کوڑا، تلوار یا ہاتھ سزا دینے میں حد سے تجاوز کر جائے کہ کبھی کبھی مُکّا، گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

تو خبردار! تمہیں حکومت و سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ کردے کہ تم مقتول کے ورثاء کو ان کا تسلیم شدہ حق ''خوں بہا'' بھی ادا نہ کرو۔ حالانکہ اس دیت و خوں بہا کی ادائیگی تو تقربِ الٰہی کا سبب ہے۔

اور دیکھو! خبردار! اپنے نفس کو خود پسندی سے بھی محفوظ رکھنا اور اپنی پسند پر بھروسہ بھی نہ کرنا اور زیادہ تعریف سننے کا شوق پیدا نہ کرلینا کہ یہ سب باتیں شیطان کے لئے ان مواقع کی طرح ہیں جن کے ذریعے موقع پا کر وہ نیکوکار کے نیک عمل کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے،

اور خبردار! کبھی اپنی رعایا پر احسان نہ جتانا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرنا اور ان سے کوئی وعدہ کرنے کے بعد کبھی وعدہ خلافی نہ کرنا اور نہ کبھی ان سے

درشت اور تیز لہجے میں بات کرنا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ احسان جتلانا نیکی کو برباد کر دیتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا دونوں کے نزدیک ناراضگی کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (سورہ الصّف آیت ۳)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔

اور خبردار! وقت سے پہلے کاموں میں جلد بازی نہ کرنا، صحیح وقت آنے پر سستی کا مظاہرہ نہ کرنا اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑا مت کرنا۔

اور واضح ہو جائے تو تو کسی کمزوری کا اظہار نہ کرنا، ہر امر کو اس کی مناسب جگہ پر رکھو۔ اور ہر عمل موقع اور محل کے لحاظ سے کرو۔ اور خبردار! جس چیز میں تمام لوگ برابر کے شریک اور ساتھی ہوں اُسے اپنے ساتھ مخصوص نہ کر لینا اور صرف اس پر ہی توجہ نہ کرنا جو صرف تمہاری ذاتی پسند ہو۔

اور جو حق دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے واضح ہو جائے اس سے غفلت نہ برتنا۔ اس لئے کہ یہ حق یقیناً تم سے لے کر دوسروں کو دے دیا جائے گا۔

عنقریب تمہارے لئے تمام امور سے پردے اٹھا دیئے جائیں گے، اور خداوندِ جبار اپنی تمام تر عظمت کے ساتھ جلوہ گر ہوگا اور پھر فوراً مظلوموں کا بدلہ اور انصاف ظالموں سے لے لیا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے احساس برتری، تیزیِ غضب، ہاتھ کی قوتِ حملہ اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے آپ کو اس طرح سے محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام نہ لینا۔ اور کسی پر حملہ یا غلبہ کرنے والے اقدام کو تاخیر میں ڈال دینا اور جب ان کیفیات میں سے کسی میں مبتلا ہو جاؤ تو آسمان کی جانب نگاہ بلند کر لیا

کرو یہاں تک تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔اور تمہیں اپنے نفس پر دوبارہ اختیار اور قابو حاصل ہو جائے۔

اور اس امر پر بھی تمہیں اس وقت تک اختیار حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمہارا ''معاذ'' (یعنی پروردگار کی بارگاہ میں واپسی) کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔اس کے بعد یہ بات یاد رکھنا کہ میں نے اس عہد نامہ میں قسم قسم کے مقاصد و مطالب جمع کر دئے ہیں اور میں نے تمہاری رہنمائی میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے اور اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

اس لئے اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت اور توفیق عمل عطا کرنا پسند فرمائے تو جو کچھ تم نے ہمیں کرتے دیکھا ہے اسے یاد کرتے رہنا اور اسی طرح فاضلانہ سیرتوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور کتاب خدا کے احکام و فرائض کو مدنظر رکھنا تو نتیجتاً تمہاری یہ حکومت ایک عادل حکومت ہو جائے گی اور جس طرح تم نے ہمیں عمل کرتے دیکھا ہے بالکل اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلنا۔میں نے جو کچھ اس عہد نامہ میں تمہیں بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی سخت جد و جہد کرتے رہو کہ میں نے تم پر اپنی حجت کو مستحکم کر دیا ہے تاکہ جب تمہارا نفس خواہشات کی جانب تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر اور بہانہ نہ رہے اور سوائے اللہ جل شانہٗ کے نہ کوئی برائی سے بچا سکتا ہے......نہ کوئی نیکی کی توفیق دے سکتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی میرے لئے اپنی ہدایات کا کوئی عہد نامہ جاری فرمایا تو ادائیگی نماز، زکوٰۃ اور غلاموں اور کنیزوں کے بارے میں، رعایات کے حوالے سے....، خصوصاً برانگیختہ کیا اور ابھارا ہے، اور اسی سفارش کے ساتھ یعنی نماز و زکوٰۃ اور غلاموں اور کنیزوں کے بارے میں خیال رکھنے کی ہدایت کے ساتھ میں تمہارے لئے اس عہد نامہ کو ختم کرتا ہوں۔

وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

خصوصی دعا

اور میں پروردگار کی وسیع رحمت اور اس کے عظیم عطایا و بخشش اور اس کی ہر آرزو اور مقصود کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلے سے دعا مانگتا اور سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور خصوصاً تمہیں ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے جس میں اس کی رضا شامل ہو اور ہم دونوں اس کی بارگاہ میں اور اس کے بندوں کے سامنے واضح عذر پیش کرنے کے قابل ہو جائیں اور ساتھ ہی بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں اور شہروں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں اور نعمت کی فراوانی، اور عزت وکرامت کے روز افزوں اضافے کو برقرار رکھ سکے اور ہم دونوں کا خاتمہ سعادت وشہادت پر ہو! اور ہم سب اس کی بارگاہ کی جانب راغب ومشتاق ہیں۔ اور سلام ہو رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی طیب و طاہر آلؑ پر اور سب پر بے حساب اور فراواں سلام ہوں۔

والسلام

امیر المومنین علیہ السلام کی وہ تقریر جو ''خطبہ دیباج'' کے نام سے معروف ہے

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو مخلوقات کا پیدا کرنے والا، سپیدۂ صبح کا خالق، مردوں کو زندہ کرنے اور انہیں قبروں سے اٹھا دینے والا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک اور ساتھی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔

اے بندگان خدا! اللہ جل ذکرہ کی بارگاہ تک رسائی کے لئے اس کے بندوں کے پاس سب سے افضل اور بہترین وسائل و ذرائع یہ ہیں: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان'' وہ رسول جو کچھ بھی اللہ کے پاس سے لائے ہیں اس پر ایمان، جہاد فی سبیل اللہ جو اسلام کی سربلند چوٹی ہے، کلمۂ اخلاص (یعنی اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور جھوٹے خداؤں کا انکار)، یہ (ہر انسان کی سرشت میں شامل اور) فطرت ہے۔

.......''نماز کا قیام!'' کہ یہ ملت اسلامی کی علامت ونشانی ہے،

.......''زکوٰۃ کی ادائیگی'' کہ یہ فریضۂ واجبہ ہے،

........ماہ رمضان کا روزہ کہ یہ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔

.........حجِ بیت اللہ اور عمرہ کہ یہ دونوں فقر و غربت کو دور کرتے ہیں اور بندوں کو گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں اور جنت الفردوس کو ان پر واجب کر کے ان کا نصیب کر دیتے ہیں۔

.......صلۂ رحم! دولت و ثروت میں اضافے اور موت / اجل معلق کو ٹالنے اور خاندان اور طرفداروں کی تعداد میں اضافے اور کثرت کا ذریعہ و وسیلہ ہیں۔

.......پوشیدہ طریقے سے صدقہ و خیرات کرنا کہ یہ گناہوں کا کفارہ بھی ہے اور پروردگار تبارک وتعالیٰ کی آتش غضب کو بجھا دیتا ہے۔

اعلانیہ صدقہ وخیرات کرنا: بدترین موت کو دفع کرنے کا وسیلہ ہے۔

نیک کاموں کی انجام دہی کہ یہ ذلت وخواری کے مقامات سے بچانے کا وسیلہ ہے۔

اورتم اللہ کے ذکر میں مشغول رہا کرو یہ ذکر بہترین ذکر ہے۔نفاق سے بچاؤ اور دوزخ سے چھٹکارے کا وسیلہ ہے اور یہ ذکر الٰہی کرتے رہنے کا عمل اللہ جل وعزّ کو ہر خیر اور رزق کی تقسیم کے موقع پر ذکر خدا کرنے والے کی یاد دلا دیا کرتا ہے۔اور زیر عرش ذکر خدا کی وجہ سے بادلوں کی سی گرج اور گونج رہتی ہے۔

متقین سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کی چاہت و رغبت پیدا کرو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سب سے سچا وعدہ ہے۔اور اس نے جو وعدہ جیسا کیا ہے ویسا ہی پورا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت و رہنمائی کے مطابق چلو کہ یہ بہترین رہنمائی ہے اور انہیں کی سنت وروش پر چلو کہ یہ سنتوں اور روشوں میں اشرف ترین ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین کلام ہے اور اس کی وعظ ونصیحت بلیغ ترین رسائی والی ہے اور اس کو اچھی طرح سمجھو اور اس میں غور وفکر کرو کہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ یہ دلوں کے لئے شفا بخش ہے۔

اور تلاوت قرآن بہترین انداز سے کیا کرو کہ یہ مفید ترین و بہترین قصوں کا مرکز ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (سورہ اعراف آیت ۲۰۴)

جب تمہارے سامنے قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم

کیا جائے۔ جب قرآن کے علم سے کوئی ہدایت حاصل کرلو تو اس پر عمل کرو تا کہ تم کامیابی اور فلاح پاؤ۔

اللہ کے بندو! یہ بات اچھی طرح جان لو کہ جو عالم اپنے علم کے خلاف عمل کرتا ہو وہ اس جاہل کی مانند ہے جو حیران و سرگشتہ ہو جسے جہالت سے کبھی افاقہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس عالم پر حجت عظیم تر ہوتی ہے اور وہ بارگاہ الٰہی میں زیادہ قابل ملامت ہوتا ہے اور اس عالم پر جو اپنے علم سے کھنچا ہوا ہو اس کی حسرت وافسوس ہمیشہ کے لئے (دوامی) ہوتا ہے۔ بالکل اس جاہل کی طرح سے جو اپنی جہالت و نادانی میں ہمیشہ سرگشتہ و حیران رہتا ہے اور یہ ''عالم بے عمل'' اور ''جاہل حیران'' دونوں حیران و سرگرداں بے ہودہ، گمراہ کرنے والے، فریب خوردہ اور یہ دونوں بے نتیجہ اور لا حاصل کام میں منہمک ہیں اور جو کچھ یہ کر چکے ہیں وہ سب باطل ہے۔

اے بندگان خدا! شبہہ اور تذبذب میں نہ پڑو ورنہ شک کرنے لگو گے اور بالآخر کافر ہو جاؤ گے، اور کافر نہ ہو جانا کہ تمہیں ندامت و پریشانی سے دوچار ہونا پڑے اور اپنے نفس کو شکوک وشبہات میں پڑنے کی چھوٹ نہ دینا کہ (امور دینی ومعنوی میں) فریب کاری وسہل انگاری کا شکار ہو جاؤ گے اور یہ فریب کاری وسہل انگاریاں تمہیں ظالموں کے راستوں پر کھینچ لے جائیں گی اور یوں تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

جب حق کا سامنا ہو اور تم حق کو پہچان بھی لو تو مداہنت ومنافقت سے کام نہ لینا ورنہ تمہیں کھلے نقصان اور گھاٹے کا شکار ہونا پڑے گا۔

اے بندگان خدا! دور اندیشی اور احتیاط کا تقاضا ہے کہ تقویٰ اور خوف خدا اختیار کرو۔ اور یقیناً گناہوں سے حفاظت اور بچت کا راستہ ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گستاخی نہ کرنا

اے بندگان خدا! لوگوں میں سب سے زیادہ اپنا خیر خواہ اور مخلص وہ ہے جو ان میں

سے سب سے زیادہ اللہ کا اطاعت گزار ہوتا ہے اور اپنے لئے سب سے زیادہ خیانت کار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ خدا کا نافرمان ہے۔

اے بندگان الٰہی! جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ امن و آسودگی پاتا ہے اور خوش و خرم رہتا ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ رحمت خدا سے ناامید رہتا اور نادم و پشیمان ہوتا ہے اور سلامت بھی نہیں رہتا۔

اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے یقین کے حصول کی درخواست کرو کہ یقین ہی سرچشمۂ دین ہے اور درگاہ الٰہی سے عافیت کے خواستگار رہو کہ عافیت ہی عظیم ترین نعمت ہے۔ اس نعمت عافیت کو دنیا و آخرت کے لئے غنیمت جانو۔ اور بارگاہ الٰہی سے توفیق خیر کی چاہت اور آرزو کرو کہ یہ توفیق خیر ہی (ٹھوس اور) مضبوط بنیاد ہے۔ یہ بات اچھی طرح سے جان لو کہ دل کی ہمراہی کے لئے جو چیزیں ضروری و لازم ہیں ان میں سے بہترین یقین ہی ہے اور یقین کے مدارج میں بہترین تقویٰ ہے۔ حق کے کاموں میں برترین و افضل ان کا درجہ ہے جو سوچے سمجھے درست اور پکے کام ہیں۔

اور وہ امور اور کام بدترین ہیں جو نئے ہوں، اور ہر نئی (تبدیلی اور اپنے دل میں آئی ہوئی) چیز بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی و ضلالت ہے۔ اور بدعتوں کی وجہ سے سنتیں ویران اور کھنڈر ہو جاتی ہیں۔

اور بدنصیب حقیقتاً وہ ہے جو اپنے دین میں نقصان اور گھاٹا برداشت کرے۔

اور لائقِ رشک و غبطہ وہ ہے جس کا دین اس کے پاس محفوظ و سالم ہو اس کا یقین و اعتقاد بہترین ہو۔

اور خوش بخت وہی ہے جو دوسروں کے حالات و واقعات سے سبق و نصیحت حاصل کر لے۔

اور پکا بد بخت وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے فریب اور دھوکا کھا جائے۔

اے بندگان خدا! یہ بات جان لو کہ ''ریا کاری'' تھوڑی سی بھی ہو تو شرک ہے، اور عمل کو خالص رکھنے کا ذریعہ ''یقین'' ہے!

اور خواہش نفسانی'' انسان کو دوزخ کی جانب کھینچے لئے جاتی ہے! اور اہل لہوولعب نفس پرستوں کی ہمنشینی ''قرآن'' کو بھلا دیتی اور شیطان کو اُس نشست میں لاکر حاضر کر دیتی ہے۔

''نسیئ'' (قمری محترم مہینوں کی تاریخوں میں ردّو بدل، جو ایّام جاہلیت میں ایک رسم تھی اور مشرکین موسم حج اور جنگوں کی وجہ سے اُن میں تاخیر و تقدیم کر دیا کرتے تھے) کفر میں اضافے اور زیادتی کا سبب ہوتا ہے

نافرمانوں کے اعمال خدائے رحمٰن کے غصّے کو دعوت دیتے ہیں اور خدائے مہربان کا غصّہ دوزخ کی آگ کی دعوت دیتا ہے!

عورتوں سے گفتگو اور بول چال مشکل امتحان میں ڈال دیتی ہے، ان کو گھورتے رہنا دلوں کی آنکھوں کو چُندھیا کر دیتا ہے اور ان سے دزدیدہ نگاہی اور اشارے بازی شیطان کے شکاری جال ہیں۔

اور ظالم بادشاہ کے ساتھ نشست و برخاست کا سلسلہ دوزخ کی آگوں کو بھڑکا دیتا ہے۔

اے بندگان خدا! سچ بولا کرو، اللہ سچوں کے ساتھ ہوتا ہے، جھوٹ سے کنارہ کش رہو کہ جھوٹ ایمان سے کنارہ کش کر دیتا ہے۔

سچا آدمی نجات و کرامت کی سربلندی پر رہتا ہے۔

اور جھوٹا ہمیشہ ذلت و خواری و ہلاکت کے کنارے کھڑا ہوتا ہے۔

حق بات کہا کرو تاکہ وہی تمہاری پہچان بن جائے۔

حق پر کار بند رہو تاکہ تمہارا شمار اہل حق میں ہو۔

جس نے تمہارے پاس امانت رکھی ہے تم امانت اس کو ہی واپس لوٹاؤ۔

جس نے تم سے رشتۂ قرابت قطع کیا، تم اسی سے صلۂ رحمی کے ذریعے رابطہ برقرار رکھو۔

جس نے تمہیں محروم رکھا ہو اسی کے ساتھ احسان کرو۔

کوئی عہد و پیمان کرو تو اسے پورا کرو۔

اور جب تم (بطور ثالث) کوئی فیصلہ کرو تو عدل کے مطابق کرو۔

اور جب تم پر ظلم کیا جائے تو صبر سے کام لو اور (گھبراؤ مت)۔

جب تم سے کوئی شخص برائی کرے تو معاف کردو اور چشم پوشی اختیار کرو۔

بالکل ویسے ہی جیسے تم چاہتے ہو کہ تمہیں معاف کردیا جائے۔

اپنے آباء و اجداد پر بے جا فخر نہ کرو۔

اور آپس میں دوسرے کے برے نام اور القاب مت رکھو کہ ایمان لانے کے بعد برا نام ولقب کتنا برا و ناپسندیدہ ہے (سورہ حجرات آیت ۱۱)

اور آپس میں شوخی اور چھچھورا مذاق نہ کرو۔

نہ آپس میں غصہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ فخر میں مقابلہ کیا کرو۔

تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کسی کو یہ اچھا لگتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے (سورہ حجرات آیت ۱۲)

ایک دوسرے سے حسد مت کیا کرو کہ حسد ایمان کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو

آپس میں بغض و کینہ نہ رکھو کہ یہ نیکیوں کا سر مونڈ دیتے ہیں۔

دنیا بھر میں سلام کرنے کے رواج کو پھیلا دو اور سلام کا جواب زیادہ خوبصورت انداز سے دو۔

بیوہ عورتوں اور یتیموں پر مہربانی کرو۔

کمزوروں، مظلوموں، وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مقروض ہو گئے ہیں، وہ مسافر جو حالت سفر میں محتاج ہو گئے ہیں، ان مانگنے والے محتاجوں، غلاموں، غلامان مکاتب (یعنی وہ غلام جو اپنے آقا سے رہائی کے بارے میں لکھا پڑھی اور معاہدہ کر چکے ہوں) اور مساکین کی مدد و اعانت کرو۔

مظلوموں کی مدد و نصرت کرو۔

حقوق واجب کو ادا کرو۔

اللہ کی راہ میں اپنے نفس سے ایسا جہاد کرو کہ حق ادا ہو جائے کہ اللہ کا عذاب اور سزا بڑی سخت ہوتی ہے۔

مہمان کی میزبانی کیا کرو۔

وضو اچھی طرح ڈھنگ سے کیا کرو۔

نماز ہائے پنجگانہ کو ان کے اوقات میں پڑھا کرو کہ خدائے جلیل و عزیز کی نظر میں نماز کا بڑا مقام و مرتبہ ہے۔

اور جو (فریضوں کے علاوہ) اطاعت گزاری بھی کرے، یعنی نماز نافلہ بھی پڑھا کرے تو پڑھنے والے کے لئے بہتر اور زیادہ اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ قدردان اور دانا ہے (سورہ بقرہ آیت ۱۵۸)

اور تم نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (سورہ مائدہ آیت ۲)

اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اللہ سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو سوائے اس حالت کے کہ تم مسلمان ہو۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۲)

اے اللہ کے بندو! جان لو کہ دنیا کی امید و آرزو عقل کو ضائع کر دیتی ہے اور وعدہ خلافی کر جاتی ہے، غفلت پر اکساتی ہے، حسرت و افسوس کو جنم دیتی ہے۔ اس لئے تم دنیا کی امید کو سراب (جھوٹا) سمجھو، یہ آرزوئیں فریب اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ یہ آرزوئیں تو آرزومند کے لئے (مفت کا) بوجھ ہیں۔

حالت امید و بیم دونوں حالتوں میں مصروف عمل رہو کہ عمل کے نتیجے میں اگر تمہیں دلی آرزو ومسرت حاصل ہو تو خدا کا شکر بجالاؤ اور اس طرح اس کے ساتھ مزید خوش دلی ومسرت قلبی فراہم کرلو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اچھا انعام دینے کا اور جو شکر خدا بجالائے اس کی خوشیوں اور انعامات میں اور اضافہ کرنے کا عندیہ دیا ہے اور وعدہ کیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ میں نے کوئی شے، جنت ایسی نہیں دیکھی کہ اس کا متلاشی، تلاش چھوڑ کر سو گیا ہو۔

نہ میں نے دوزخ جیسی کوئی چیز دیکھی ہے جس کے ڈر سے بھاگنے والا دور بھاگنے کے بجائے سویا پڑا ہو۔

اور میں نے کوئی چیز اس روز کے لئے کما اور بچا کر رکھے جانے والے نیکیوں کے ذخیروں سے زیادہ سودمند اور منافع بخش نہیں دیکھی کہ جس روز (روز قیامت) پوشیدہ و چھپی ہوئی باتیں اور چیزیں ظاہر کردی جائیں گی۔

یہ بات یقینی ہے کہ جسے حق ''فائدہ نہ پہنچائے'' تو اُسے ''باطل'' ضرور نقصان پہنچائے گا اور جو شخص راہ ہدایت پر قائم نہ رہے گا، اُسے گمراہی ضرور نقصان پہنچائے گی۔ اور جسے یقین فائدہ نہ پہنچائے تو اُسے شک نقصان دے گا

تمہیں فوراً کوچ کرنے کا حکم دے دیا جائے گا اور اِس سفر کے لئے تمہیں زادراہ کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے

خبردار ہو! سب سے زیادہ خوفناک چیزیں جن کی وجہ سے میں تمہارے لئے پریشان اور خوف زدہ ہوں وہ دو ہیں۔ طولانی امید و آرزو! اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی

آگاہ رہو! اِس دنیا نے مُنہ موڑ لیا ہے اور تمہیں سفر کے لئے روانگی اور کوچ کے لئے جتلا اور آگاہ کر دیا ہے! اور آخرت، سامنے رُخ کر کے تمہیں اپنے سامنے ہونے کی اطلاع دے چکی ہے۔

ہوشیار! آج تیاری اور مشق کا دن ہے "کل" قیامت کا دن مقابلے اور مسابقت کا دن ہوگا۔ اور اِس مقابلے کی "اختتامی لکیر" جنّت الفردوس ہے۔

اور جو جنّت تک نہ پہنچ پائے تو اُس کا ٹھکانہ "جہنّم کی آگ ہے۔

آگاہ رہو! کہ تم کو اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے مہلت کے دن ملے ہوئے ہیں۔ جس کے عقب میں "اَجَل" موت ہے اور "عَجَل" (جلد بازی) اُسے اُکساتی اور برانگیختہ کرتی رہتی ہے! جو بندہ موت آنے سے پہلے کی مہلت سے فائدہ اُٹھالے اور اپنے عمل کو اللہ کے لئے خالص کرے گا... تو اُس کا عمل اُسے فائدہ پہنچائے گا اور اُس کی موت اُسے ذرا بھی نقصان نہ پہنچائے گی!! اور جس شخص نے مُہلت کے ایّام سے فائدہ نہ اُٹھایا تو اُس کی موت اُسے نقصان پہنچائے گی اور اُس کا عمل اُسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا!

اے اللہ کے بندو!

اِن باتوں کی ادائیگی اور اُن پر عمل کے ذریعے اپنے دین کو مضبوط اور استوار رکھو!

"نماز" کی اُسکے صحیح وقت پر ادائیگی!

زکوٰۃ کو بروقت (مستحقّین تک) پہنچادینا۔

''تضرّع'' عاجزی سے دُعا کرنا!

''خشوع''، بارگاہ خداوندی میں عاجزی وفروتنی کا اظہار!

''صِلہ رحمی'' رشتہ داروں سے روابط برقرار رکھنا!

''روزِ قیامت'' کا خوف!

''محتاج'' اور مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ عطا کرنا!

''ضعیفوں'' اور کمزوروں کی عزّت واکرام کرنا!

''قرآن'' کا علم حاصل کرنا اور اُس پر عمل پیرا ہونا!

''سچ'' بولنا!

''عہدوپیمان'' پر پورا اُترنا!

جب تمہیں کوئی امانت سونپی جائے تو اُسے واپس لوٹانا!

اللہ تعالیٰ کے ثواب کی چاہت کرتے رہو اور اُس کے عذاب سے ڈرتے رہو!

اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو!

دنیا سے وہ زادراہ.. ہمراہ لو جس کے ذریعے (آخرت میں) تم اپنی حفاظت کرسکو (اور عذاب سے بچ سکو)۔

اچھے کام کرو! تمہیں اچھا بدلہ دیا جائے گا!

قیامت کے روز... اچھائیوں اور خیر کے ذریعے وُہی کامیاب وکامران رہے گا۔ جس نے پہلے ہی... اِس دنیا سے آخرت کے لئے... اچھائیوں اور خیر کا توشہ وسامان... بھیج دیا ہوگا!

میں تو اپنی بات کہے دیتا ہوں اور کہتا رہوں گا!!

اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے بخشش ومغفرت کا طلبگار رہوں!

امیر المومنین علیہ السلام کی کچھ حکمت آمیز باتیں

''اس خطبے میں آپؑ نے لوگوں کو نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے خوف دلایا ہے اور انہیں وعظ و نصیحت کی ہے!''

اما بعد! (اہل) مکر و فریب! تو بے شک و شبہہ، دوزخ میں ہیں۔ اس لئے تم (مکر وفریب سے بچ کر اور) اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو اور اس کے طاقتور حملے سے بچ کر رہو۔

اتمام حجت ڈراوے اور انذار کے بعد اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی یہ بات ناپسند ہے کہ وہ اپنی جہالت کا اظہار کر کے اس کی بارگاہ سے دور ہوتے چلے جائیں اور غفلت میں پڑ جائیں اور آہستہ آہستہ موت سے قریب ہوتے چلے جائیں۔

اور اس وجہ سے وہ ''بندہ'' بے ہودہ بھاگ دوڑ، سعی و کوشش میں گمراہ پڑا رہے، یہاں تک کہ وہ خدا سے کیئے ہوئے عہد کو پورا کرنا بھی بھول جائے۔

اور وہ بہ زعم خود یہی سوچتا رہے کہ اس کی یہ کوششیں اچھی تھیں۔ اور وہ مسلسل اسی طرح ظن و گمان، امید و آسرے میں پڑا رہے اور جو خبریں اس تک پہنچ چکی ہیں ان سے غفلت و لاعلمی میں ہی زندگی بسر کرتا رہے۔

اور اپنے آپ کو مختلف گرہوں اور بندھنوں میں ہی جکڑتا، باندھتا رہے اور پوری کوشش کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے۔

حالانکہ اس کو چند روز کی مہلت ملی ہوئی ہے جس سے وہ فائدہ نہ اٹھائے اور غافلوں کے ساتھ دل ملائے رکھے اور بدکاروں، گنہگاروں کے ساتھ وقت گزارے اور رات کو دن کر دے۔

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری کی بات ہو تو اپنی دانست اور گمان کے مطابق

مومنین سے لڑتا جھگڑتا رہے اور دولتمند اور خوشحال لوگوں کی ملمّع کاریوں (ظاہر و باطن کے ایک نہ ہونے) کو اچھا سمجھتا رہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل شبہات کے لئے کشادہ ہیں اور یہ لوگ دوسروں پر کذب وافتراء کے ذریعہ بالادستی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان کے یہ کام اور حرکتیں اللہ تعالیٰ سے قربت کا ذریعہ و وسیلہ ہیں اور ان کا یہ حال اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اپنی خواہش نفسانی کے مطابق عمل کیا اور حکماء اور دانشوروں کے کلام کو بدل ڈالا اور اپنی جہالت اور کور دلی کے سبب اس میں تحریف کر گزرے اور ان کارگزاریوں اور حرکتوں کے سہارے چاہتے یہ ہیں کہ وہ شہرت کے حصول اور خودنمائی میں کامیاب اور کامران ہو جائیں۔

حالانکہ حال تو ان کا یہ ہے کہ ان کے پاس نہ تو منزل مقصود کے صحیح راستے ہیں، نہ نشانہائے راہ ہیں اور نہ ان کے پاس ''منزلِ آخر'' کے لئے جانی پہچانی روشن علامتیں ہیں اور نہ ان کے پاس ایسے چشمے ہیں جہاں پر یہ پڑاؤ کے لئے اتر سکیں اور ان کا یہ حال ایسے ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی معصیت و نافرمانی کی سزا کو ان پر آشکار کر دے اور ان کو غفلت کے پردوں سے نکال باہر کرے اور تب ان کا حال یہ ہوگا کہ ان کا ''منہ'' اس طرف ہوگا جس کی جانب یہ ''پشت'' کئے ہوئے تھے (یعنی آخرت) اور ان کی پیٹھ اس طرف ہو جائے گی، جس کی جانب ان کا منہ رہا کرتا تھا (یعنی دنیا)۔ انہوں نے جن مقاصد اور آرزؤں کو حاصل کر لیا تھا یہ ان سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

اور جن حاجتوں کو پورا کر لیا تھا ان سے بھی کوئی نتیجہ حاصل نہ ہو پایا اور یہ سب ان کے لئے وبال بن گیا اور پھر ہوا یہ کہ جس چیز کے یہ طالب اور آرزومند تھے اسی سے بھاگنے لگے۔

دیکھو! میں تمہیں اس لغزش کے مقام سے ہوشیار کر رہا ہوں اور تمہیں اللہ کے اس خوف کا حکم دے رہا ہوں کہ جس سے زیادہ کوئی چیز مفید وسودمند نہیں ہے۔ کہ ہر شخص کو اگر وہ ایمان دار اور سچا ہے تو اسے اپنے ضمیر کے مطابق اپنے عمل سے خود فائدہ اٹھانا چاہئے۔

صاحب بصیرت تو وہی ہے جو سنے تو غور وفکر کرے، اور دیکھے تو دل کی نظر سے دیکھے، پھر مقامات عبرت سے فائدہ بھی حاصل کرے اور اس سیدھے راستے پر چل پڑے جس میں گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے پرہیز کرے اور اندھے راستے سے ہٹ کر چلے اور اپنے نفس کو نقصان پہنچانے کے لئے گمراہوں کی ''ان اعمال'' کے ذریعے مدد نہ کرے، کہ حق کی راہ سے انحراف کرے، گفتگو میں تحریف سے کام لے اور سچ بات (جھوٹ میں) بدل دے۔

وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ....اور کوئی قوت اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں!۔

دوسروں کو وہی بتاؤ جو ہماری جانب سے تمہیں کہا جائے اور دوسروں تک وہی بات پہنچاؤ جو (ہم سے) تمہارے لئے روایت کی گئی ہو۔

اس بات کے لئے تکلیف نہ اٹھاؤ جس کی تمہیں تکلیف ہی نہیں دی گئی۔

اور اگر ایسا نہ کیا، اور اپنی مرضی سے کچھ کیا یا کہا، یا کوئی غرض اور مقصد اختیار کیا تو اس کی سزا کا بوجھ تمہاری گردن پر ہی ہوگا۔

''شبہات'' میں پڑنے سے بچ کر رہو کہ ''شبہہ'' کو تمہارے امتحان اور فتنے کے لئے ڈھالا گیا ہے۔

امور کی انجام دہی میں سہولت وآسانی، میانہ روی اپناؤ۔

آپس میں ایک دوسرے سے گفتار وکردار میں اچھا طرز عمل اختیار کرو۔

خضوع، فروتنی سے کام لو اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ''خوف'' اور ''عاجزی'' کے اظہار کا

شعوری طور پر احساس کرو۔

آپس کے معاملات میں تواضع، انصاف، بخشش اور سخاوت سے کام لو اور غصہ پی جایا کرو۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ تم لوگوں کو ایک دوسرے سے حسد کرنے اور دل میں کینے رکھنے سے قطعاً گریز کرنا چاہیئے کہ یہ دونوں **حسد اور کینہ** ایام جاہلیت کے فعل ہیں: وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (سورہ حشر آیت ۱۸) اور چاہیئے کہ نفس دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔

اے لوگو! یہ بات یقینی طور پر جان لو کہ اللہ نے کسی بندے کے لئے چاہے وہ کتنی ہی سخت کوشش کرلے اور کیسی ہی ترکیبیں لڑالے اور کتنی ہی زیادہ تکلیف اٹھالے، اسے اس مقدّر سے زیادہ حصہ ونصیب قرار نہیں دیا ہے جو ذکرِ حکیم یعنی لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے، اور کسی بندے کی کمزوری و بے چارگی کے باوجود اس بندے اور اس کی تقدیر کے درمیان کوئی بھی حائل نہیں ہوسکتا جو ذکرِ حکیم (لوح محفوظ) میں لکھ دی گئی ہے۔

اے لوگو! کوئی شخص اپنی روزی میں اپنی مہارت و چابک دستی سے ایک ذرے کا اضافہ نہیں کرسکتا اور نہ اپنی عقل و ناسمجھی کے سبب اس میں کمی کرسکتا ہے۔ تو جو شخص یہ نکتہ سمجھ لے اور اس پر کاربند رہے وہ فوائد کے حصول کے حساب سے آسودہ ترین شخص ہوگا اور جو اس حقیقت سے انکار یا گریز کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ نقصان میں پڑا رہے گا۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص خود پر نعمتوں کی فراوانی کے سبب آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کے احسان سے غافل ہوتا اور اسے بھولتا چلا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا شخص جو لوگوں کی نظر میں مصائب میں مبتلا اور امتحان میں پڑا ہوا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے

اپنی اصلاح اور نیکی کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے کہ وہ خوب اجر و ثواب حاصل کر لیتا ہے۔

پس اے سننے والے،! ہوش میں آجا!! اور اپنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور اپنی جلد بازی کی عادت کو کم کر دے۔

اور جو اللہ تعالیٰ و تبارک کی جانب سے آیا ہے اس میں اچھی طرح غور و فکر سے کام لو کہ اس میں نہ کوئی اختلاف ہے، نہ اس سے کوئی چھٹکارا ہے اور (بلکہ) وہ ضروری و ناگزیر ہے۔

تم اپنے جذبۂ فخر کو ذلیل کر دو!! اپنے تکبّر و غرور کو چھوڑ دو۔

اپنے ذہن و دماغ کو (آنے والے وقت کے لئے) حاضر و آمادہ رکھو۔

اپنی قبر اور منزل آخرت کو یاد رکھو! کہ تمہیں اسی راہ سے گزرنا اور اسی منزلِ آخر پر پہنچنا ہے۔

تم جیسا سلوک کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔

تم جو فصل بوؤ گے وہی کاٹو گے اور

تم جیسا کرو گے ویسا ہی تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔

اور جو کچھ تم آج منزلِ آخرت کے لئے بھیجو گے تو لامحالہ وہی بھیجا ہوا توشہ، تم وہاں اپنے سامنے پاؤ گے۔

تمہیں جو نصیحت کی جائے اس پر غور و فکر کر کے تمہیں اس وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانا چاہئے جو کچھ تم نے سنا اور جو وعدہ تم سے کیا گیا اس پر غور کرو اور یاد رکھو۔

بہر حال! تمہیں دو خصلتوں یا حالتوں میں سے ایک پر تو برقرار رہنا پڑے گا، یا تو اطاعت خدا کرو اور جو سنا ہے اس پر بہ دل و جان عمل کرو۔ یا جو تمہیں معلوم ہو چکا ہے اس کے بارے میں حجت خدا تم پر تمام ہو چکی ہے (اس لئے روز قیامت تمہارے پاس اپنی لاعلمی سے

متعلق نہ کوئی عذر ہوگا نہ کوئی بہانہ چلے گا) اس لئے (اے سامعین) بچو! بچو! اور کوشش کرو، کوشش کرو، کہ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ (سورۂ فاطر آیت ۱۴) اور تمہیں خداوند آگاہ کی مانند کوئی آگاہ نہیں کرے گا۔

دیکھو! (ذکر حکیم) قرآن مجید میں پروردگار کے مستحکم اصولوں میں سے جس پر رضا و ناراضگی اور ثواب و عذاب کا دارومدار ہے، ایک اصول یہ ہے کہ وہ شخص مومن نہیں ہے، چاہے کتنا ہی خوش گفتار، ظاہراً خوش صفات و فضیلت مآب ہو اور وہ دنیا سے نکل کر بارگاہ الٰہی میں ملاقات کیلئے اس حال میں پہنچے کہ وہ درج ذیل خصال و صفات میں سے کسی ایک خصلت و صفت کے ساتھ متصف ہو اور اس نے ان سے توبہ نہ کی ہو۔

یہ کہ اس نے عبادات الٰہیہ واجبہ میں شرک کیا ہو۔

یا اپنے شدید غیظ و غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہو۔

یا کسی کام کا عہد و اقرار کیا ہو اور اس کے خلاف کیا ہو۔

یا ''دین'' میں کوئی ''بدعت'' ایجاد کر کے اس کے ذریعے لوگوں سے فائدہ اٹھایا ہو۔

یا وہ اس بات سے خوش ہوا کرتا ہو کہ لوگ اس کے اُس اچھے کام کی تعریف کریں جو اس نے انجام ہی نہیں دیا ہے۔

یا اس نے لوگوں کے سامنے دو چہروں (دورُخی پالیسی) دو زبانوں، جبر و تکبر، نخوت و غرور کے ساتھ زندگی گزاری ہو۔

یہ بات جان لو! اور اس حقیقت کو عقل میں بٹھالو کہ ہر نمونہ (و نظیر) اپنے جیسے کی

نشانہ ہی کیا کرتا ہے۔یقیناً چوپایوں کا سارا ''ہدف'' اُن کے پیٹ ہوتے ہیں.....اور ''درندے'' ہمیشہ دوسروں پر ظلم و تعدّی کے درپے رہتے ہیں اور'' عورتوں'' کا سارا زور دنیاوی زندگی کی آرائش اوراس میں فساد وتباہی پر ہوتا ہے۔

(لیکن) صاحبان ایمان یقیناً دل سوز،خوفزدہ،فروتنی و عاجزی ظاہر کرنے والے اور خداترس ہوتے ہیں..............!!

امیر المومنین علیہ السلام کا ایک موعظہ

جس میں آپؑ نے مقصّرین (یعنی عمل میں کوتاہی کرنے والوں) کی صفات بیان فرمائی ہے:

ایک شخص نے آپؑ سے موعظہ کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جو عمل کے بغیر آخرت (کے مراتب) کی امید رکھتا ہے اور لمبی آرزوؤں کے ساتھ ساتھ توبہ کی امید بھی رکھتا ہے۔

جو دنیا کے بارے میں زاہدوں جیسی باتیں کرتا ہے اور عمل دنیا کے پرستاروں جیسا کرتا ہے۔

دنیا سے اسے کچھ دیا جائے تو یہ اس سے سیر نہیں ہوتا۔

اور اگر اسے دنیاوی چیزوں سے بے بہرہ رکھا جائے تو یہ قناعت سے کام نہیں لیتا۔

جو اسے دے دیا جائے یہ اس پر شکر ادا کرنے سے بھی عاجز رہتا ہے اور جو باقی رہ گیا ہو تو یہ اس میں اضافے کا خواہش مند رہتا ہے۔ لوگوں کو برے کاموں سے روکتا ہے لیکن خود برے کاموں سے رکتا نہیں۔ لوگوں کو ان کاموں کا حکم دیتا ہے جو خود نہیں کرتا۔

نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر ان کے جیسے اعمال پر عمل نہیں کرتا۔

وہ بدکاروں سے نفرت کرتا ہے مگر خود انہی میں شمار ہوتا ہے، اپنی برائیوں بداعمالیوں کی کثرت کی وجہ سے موت کو ناپسند کرتا ہے مگر زندگی بھر برے کام چھوڑتا نہیں۔

اپنے آپ سے کہتا رہتا ہے کہ کتنا عمل کروں اور رنج برداشت کروں، کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ راحت و آرام سے بیٹھا رہوں اور فقط آرزو اور تمنا کرتا رہوں۔

پس وہ مغفرت کی آرزو اور تمنا تو کرتا ہے لیکن معصیت و نافرمانی بھی لگاتار کرتا

ہےاوراس شخص کی اتنی عمر تو ہوگئی ہے کہ اس عمر کے ہر شخص کو سمجھ اور ہوش آجا تا ہے۔وہ اپنی عمر گزشتہ کے بارے میں کہتا رہتا ہے کہ اگر میں عمل کرتا اور تکلیف ورنج برداشت کر لیتا تو یہ میرے لئے بہتر ہوتا مگر یہ بات کہنے کے باوجود اپنی عمر کو ایسے ہی بے باکانہ کسی کی پروا کئے بغیر لہوولعب میں پڑ کر ضائع کرتا رہتا ہے۔

یہ شخص اگر بیمار پڑ جائے تو عمل میں کوتاہی پر افسوس کرتا ہے،اور اگر وہ صحت یاب ہو جائے تو امن اور چین ہوتے ہی اکڑنے لگتا ہےاور عمل برائے آخرت کو تاخیر میں ڈال دیتا ہے۔

جب تک صحیح سلامت ہے اپنے آپ پر اکڑتا رہتا ہےاور جب کسی مشکل میں گرفتار ہو جائے تو قنوطی و ناامید ہو جا تا ہے۔

امور دنیوی کے خیال وگمان میں اس کا نفس اس پر غالب آجا تا ہے لیکن جہاں امور آخرت کی منزلِ یقین کا معاملہ ہوتو یہ اپنے نفس امارہ پر ذرا بھی تسلط یا قابو نہیں پا سکتا۔

اللہ تعالی نے تقسیم رزق کے وقت جو اس کا نصیب قرار دیا ہے یہ اس پر قناعت نہیں کرتا۔اور اس کے روزی کے جس حصے و نصیبے کی ضمانت دے دی گئی ہے یہ اس پر بھی اعتبار و اعتماد نہیں کرتا،اور وہ اعمال واجب کو بجا نہیں لاتا۔

اور اپنے بارے میں شک میں پڑا رہتا ہے،اگر دولت مند ہو جائے تو مغرور ہو جاتا ہے،اور فقیر ومحتاج ہو جائے تو مایوسی اور قنوطیت کا شکار ہو کر سست ہو جا تا ہے۔

بس یہ گناہ اور دنیوی نعمتوں میں غوطہ زن رہتا ہے۔

اور یہ اس میں اضافے کا طلب گار تو رہتا ہے مگر شکر گزار نہیں ہوتا۔

لوگوں کی نا قابل اعتنا خامیوں کے چکر میں پڑا رہتا ہے لیکن اپنے ڈھیروں عیوب اور خامیوں سے چشم پوشی کر لیتا ہے۔

اگر اسے خواہش نفسانی کا سامنا کرنا پڑ جائے تو اس امید پر کہ بعد میں توبہ کرلوں گا وہ خواہش کو پورا کر لیتا ہے مگر اسے یہ پتا نہیں ہوتا کہ کیا ایسا ہو سکے گا؟!!! یعنی اسے توبہ کا موقع مل بھی پائے گا یا نہیں......!۔

نہ تو اس کے شوق اسے سیر چشم و بے نیاز کر پاتے ہیں، نہ کوئی خوف اس کے شوق کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔

اور پھر جب مانگے گا تو ڈھیر سارا مانگے گا اور عمل کا وقت آئے گا تو کوتاہی سے کام لے گا۔ تو یہ شخص قول و گفتار میں ہمیشہ خود پر ناز کرتا ہے مگر عمل میں سب سے کمتر رہتا ہے۔

اور اس عمل کے نفع کی امید رکھتا ہے جو اس نے کیا ہی نہیں اور جس جرم کا ارتکاب کر چکا ہے اس کی سزا سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔

دنیا کے ناپائیدار اور فانی کاموں میں جلدی کیا کرتا ہے اور جو پائیدار باقی رہنے والے کام (آخرت کے لئے) ہیں ان سے جہالت کی وجہ سے روگرداں رہتا ہے۔

وہ موت سے تو خوفزدہ رہتا ہے مگر اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اچھے کاموں کی انجام دہی کا موقع اور وقتِ مہلت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

دوسروں کے گناہوں کو بہت زیادہ اور اپنے کاموں کو بہت کم سمجھتا ہے۔

خدا کے لئے اپنی اطاعت کو بہت زیادہ سمجھتا ہے اور دوسروں کی اطاعت کو بالکل حقیر و ناچیز گردانتا ہے۔

دوسروں کے گناہ جو اپنے گناہوں کے مقابلے میں کمتر ہیں ان کے بارے میں تو خوفزدہ رہتا ہے مگر اپنا عمل جو دوسروں کے نیک عمل کے مقابلے میں تھوڑا سا ہوتا ہے اس کے لئے زیادہ اجر کا امیدوار ہوتا ہے۔

ایسا شخص جو دوسروں کو تو طعنے دیتا اور ان پر عیب لگاتا ہے اور اپنے آپ کو باطن کے

خلاف (اچھا) ظاہر کرتا ہے جب تک راضی اور خوش ہے تو امانت ادا کرتا ہے اور غصہ و مشکلات میں مبتلا ہو جائے تو خیانت کاری پر اتر آتا ہے۔

جب صحت مند و عافیت مند ہو تو گمان کرتا ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی گئی ہے اور جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو یہ سمجھتا ہے کہ اسے سزا دی گئی ہے۔

یہ شخص نیند کو تو مقدم رکھتا ہے مگر روزے کو تاخیر میں ڈال دیتا ہے۔

اور نہ تو رات عبادت میں بسر کرتا ہے نہ دن کو حالت روزہ میں گزارتا ہے۔

صبح کو بیدار ہوتا ہے تو اس کی ساری بھاگ دوڑ ناشتے کے لئے ہوتی ہے جب کہ یہ رات بھر جاگتا بھی نہ رہا تھا۔

روزہ رکھے بغیر دن گزارتا ہے اور شام ہوتے ہی افطار یا رات کے کھانے کے انتظام میں لگ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اپنے سے کمزور لوگوں کے بارے میں تو پروٹیکشن / پناہ مانگتا رہتا ہے مگر اپنے سے زیادہ طاقتور لوگوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے پناہ نہیں مانگتا۔

اپنے لئے تو لوگوں کو کھڑا رکھتا ہے مگر خود اپنے آپ پروردگار کے سامنے کھڑا نہیں رہتا۔

اسے دولت مندوں کے ساتھ نیند بہت پسند ہے، بہ نسبت اس کے کہ یہ کمزوروں کے ساتھ نماز جماعت میں شریک ہو!

اسے تھوڑی نعمت ملے تو غصہ آجاتا ہے اور زیادہ مل جائے تو نافرمانی اور عصیان میں پڑ جاتا ہے۔

دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا موقع ہو تو کھسیاتا اور بے رغبتی کرتا ہے۔

اور اپنے آپ کو دوسروں سے فائدہ پہنچنے کا مرحلہ ہو تو قطعاً بے رغبتی نہیں کرتا۔

بس وہ چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے۔

اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنا حق تو پورا پورا لے مگر خود دوسرے کا حق پورا نہ ادا کرے۔

دوسروں کا مرشد بن جائے مگر خود گمراہی میں پڑا رہے۔

لوگوں سے ڈرتا ہے مگر غیر خدا کی خاطر، لیکن اپنے پروردگار سے مخلوق خدا کے بارے میں ذرا نہیں ڈرتا۔

اپنے برے عمل کو اچھا اور اچھے عمل کو برا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کی حمد و تعریف نہیں کرتا اور نعمتوں میں اضافے اور کثرت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا۔

نہ تو نیکی کا حکم دیتا اور نہ ہی برائی سے روکتا ہے۔ عمر بھر اشتباہ و تذبذب میں پڑا رہتا ہے۔

اگر بیمار پڑ جائے تو خلوص کا اظہار اور توبہ کرتا ہے اور اسے اگر صحت و عافیت نصیب ہو جائے تو سنگ دل ہو جاتا ہے اور (پرانی راہوں پر دوبارہ) لوٹ آتا ہے۔

وہ ہمیشہ اپنے آپ سے دشمنی کرتا ہے دوستی نہیں کرتا۔

وہ یہ بات جانتا ہی نہیں کہ اس کے برے اعمال اسے کس انجام سے دوچار کریں گے اور کب اور کتنی مدت تک وہ اسی حال میں پڑا رہے گا۔

بارالہا! ہمیں اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھ۔

(اے نصیحت و وعظ کے متلاشی لوگو!) یہ باتیں یاد کرلو اور دل و دماغ میں بٹھالو اور جب چاہے تو واپس چلے جانا۔

❁❁❁❁❁

متقین کے اوصاف امیر المومنین علیہ السلام کی نظر میں

آپؑ کی یہ تقریر خطبۂ ہمّامؒ کے نام سے مشہور ہے:

امیر المومنینؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور درود بر پیغمبرؐ وآل اطہارؑ کے بعد ارشاد فرمایا:

''پرہیز گار اور تقویٰ شعار لوگ اس دنیا میں وہ اہل فضائل ہیں:

جن کی گفتگو حق وصواب،

جن کا لباس اعتدال ومیانہ روی،

اور جن کی چال ڈھال تواضع وفروتنی ہوتی ہے۔

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی خاطر اپنے آپ کو اس طرح سے جھکا دیا ہو کہ جن چیزوں کو دیکھنا خدائے جلیل وعزیز نے حرام قرار دے دیا ہے یہ ان سے اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھتے ہیں۔

اپنے کانوں کو علوم کی سماعت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

ان کے نفوس قضا وقدر الٰہی پر راضی رہتے ہوئے آزمائش وبلا میں ویسے ہی رہتے ہیں جیسے راحت وخوش حالی میں۔

اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی مدت عمر لکھ نہ دی گئی ہوتی تو ان کی روحیں ان کے جسموں میں ثواب کے شوق اور عذاب کے خوف کی وجہ سے پلک جھپکنے کی مدت کے برابر بھی نہ ٹھہر سکتی تھیں۔

خالق کائنات کی عظمت کی وجہ سے اُس (خدا) کے سوا، ساری دنیا اُن کی نگاہوں سے گر گئی ہے۔

جنت انہیں ایسے نظر آ رہی ہے جیسے یہ اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہور ہے ہوں

اور یہ لوگ دوزخ کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اس کے عذاب کو محسوس کرر ہے ہیں۔

ان کے دل، (دوست کی جدائی میں) غم زدہ ہیں۔

اوران کے (ہاتھ اور زبان کے) شر سے، سب محفوظ و مامون ہیں۔

ان کے جسم دبلے اور نحیف ہیں۔

ان کی ضروریات نہایت مختصر اور معمولی ہیں۔

ان کے نفوس بھی (گناہوں سے) پاک صاف ہیں۔

اسلام کے لئے ان کا تعاون اور مدد بہت عظیم ہے۔

انہوں نے دنیا میں چند روزہ تکلیف پر صبر کیا ہے جس کے نتیجے میں رب کریم نے ان کے لئے ابدی اور سودمند راحت وآرام کا انتظام کردیا ہے۔

''دنیا'' نے انہیں بہت چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا...!

دنیا نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن انہوں نے اس کے ساتھ نہ آ کر اسے عاجز و درماندہ کردیا۔

راتوں کو مصلّوں پر قدم بہ قدم صف باندھے کھڑے رہتے ہیں۔

یہ قرآن مجید کی آیات کی تلاوت ٹھہر ٹھہر اور سمجھ سمجھ کے کرتے ہیں۔

قرآن کی تلاوت کے دوران ان کے نفوس پر حزن واندوہ طاری ہوجاتا ہے۔

اور یہ لوگ اپنے درد دل اور مرض کا علاج اسی قرآن میں ڈھونڈ لیتے ہیں اور (قرآن پڑھتے پڑھتے) ان کے غم واندوہ انہیں مضطرب کردیتے ہیں۔

اور ان کا حال یہ ہوجاتا ہے کہ گناہوں اور اپنے زخموں اور جراحتوں کے درد و تکلیف پر بہ آواز بلند رونے لگتے ہیں۔

جب تلاوت قرآن کے دوران کسی ''آیت ترغیب وتشویق'' سے گزرتے ہیں تو اسکی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اوران آیات کو پڑھتے پڑھتے جنت کے شوق کی خاطران کی جان نکل پڑنے والی ہوتی ہے۔اوران کوایسا لگتا ہے کہ جنت کے مناظران کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

اور جب کسی ''آیتِ ترہیب وتخویف'' (خوفزدہ کرنے والی) سے گزرتے ہیں تو دل کے کان اس کی طرف یوں لگا دیتے ہیں کہ جیسے جہنم کے شعلوں کے بھڑکنے کی آواز اور وہاں کی چیخ وپکار مسلسل ان کے کانوں کی جڑوں تک پہنچ رہی ہو۔

یہ لوگ پروردگار کی بارگاہ میں حالت رکوع میں کمر کو جھکائے سجدے میں پیشانیوں، ہتھیلیوں اور پیروں کے انگوٹھوں اور گھٹنوں کوفرش خاک کیئے رہتے ہیں۔

اور عظیم پروردگار سے بس ایک ہی سوال کرتے ہیں کہ وہ ان کی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کردے۔اور دن کے وقت یہ لوگ علماء، دانشور، حکماء، نیک کردار اور پرہیز گار ہوتے ہیں۔

خوف خدا نے ان کو اتنا دبلا پتلا کر دیا ہے جیسے کسی تیر بنانے والے نے تیر کو تراشا ہو۔

دیکھنے والا انہیں دیکھتا ہے تو بیمار سمجھنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دیوانے ہو گئے ہیں۔حالانکہ ایسا ہے نہیں۔بس بات صرف اتنی ہے کہ انہیں ایک امر عظیم نے دیوانہ و آشفتہ حال کر دیا ہے۔اوران کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ ان لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قوت سلطانی کی شدت کی یاد آتی ہے اوراس کے ساتھ ساتھ موت اور روز قیامت کی ہولناکیوں کی یاد بھی شامل ہو جاتی ہے جس کے سبب ان کے دل خوف سے لرزاں وترساں، اُن کے خیالات پریشاں اور عقلیں ہکّا بکّا اور بھلکّڑ پن کا شکار ہو جاتی ہیں۔

پھر جب انہیں ہوش آتا ہے...اوران حالات سے ڈر لگتا ہے تو یہ لوگ بارگاہ الٰہی

کی جانب نیک اور اچھے کاموں کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، اور حالت یہ ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ نہ تو اپنے تھوڑے عمل کو پسند کرتے ہیں نہ اپنے عمل کثیر کو زیادہ سمجھتے ہیں۔ یہ تو ہمیشہ اپنے نفسوں پر ہی تہمت و الزام لگاتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

جب ان میں سے کسی شخص کی تعریف کی جائے تو یہ ان لوگوں کی تعریف و مدح سے خوفزدہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے بارے میں دوسروں سے زیادہ جانتا ہوں اور میرا پروردگار میرے بارے میں مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔

بارالہا! جو بات یہ لوگ میرے بارے میں کہہ رہے ہیں اس کی وجہ سے مجھ سے مواخذہ و محاسبہ نہ کرنا......! تو مجھے ان کے ظن وگمان سے بھی زیادہ بہتر بنا دے، اور میرے وہ گناہ بھی بخش دے جن سے یہ لوگ لاعلم ہیں، یقیناً تو پوشیدہ اور غیب کی باتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔

ان متقین میں سے کسی ایک کی نشانیوں میں سے کچھ یہ ہیں، جنہیں یقیناً تم اس متقی کے پاس دیکھو گے:

دین کے بارے میں طاقت وقوت کا بھرپور استعمال،

خوشحالی میں بھی خدا خوفی،

ایمان میں منزلِ یقین پر رسائی،

علم کا شوق وحرص،

خاطر مدارات کے وقت اچھی سمجھ بوجھ سے کام لینا،

انفاق و بخشش کے وقت شفقت اور مہربانی کا برتاؤ،

مالداری کے دور میں اعتدال ومیانہ روی،

عبادت میں خشوع اور انکساری،

تنگدستی اور فاقہ کشی کے دور میں خود کو خوش وضع اور خوشحال ظاہر کرنا،

سختیوں میں صبر و شکیبائی،

خود رنج اٹھا کر (دوسروں سے) مہربانی کا سلوک،

راہ حق میں بخشش و عطا،

کسب اور کمائی میں نرم روش،

رزق حلال کی جستجو،

راہ ہدایت پر چلتے وقت خوش و خرّم،

طمع اور لالچ سے پرہیز،

نیک عمل میں مستقل مزاجی اور استقامت،

شہوت کے قت اپنے کو بچا لینا،

جو شخص اس سے ناواقف ہے اس کا اِس (متقی) کی مدح و ثنا کرنا اس (متقی) کو دھوکا اور فریب نہیں دے سکتا۔

یہ اپنے اعمال کا حساب رکھے بغیر نہیں رہتا،

اور اپنے دنیوی کاموں میں جلدی کے بجائے سستی سے کام لیتا ہے۔

نیک اعمال بھی انجام دیتا ہے تو ڈرتے، لرزتے...............۔

شام کے وقت اس کی فکر و ہمت شکر پروردگار کے لئے ہوتی ہے اور صبح کے وقت ذکر الٰہی کے لئے۔

(جو غفلتیں، کوتاہیاں کر چکا ہے ان کی وجہ سے) رات بھر ڈر ڈر کر گزارتا ہے اور صبح کو آنکھ کھلتی ہے تو شاداں و فرحاں ہوتا ہے۔

جس غفلت سے ڈرایا گیا ہے اس کی وجہ سے (رات کو) ڈرتا ہے اور (صبح کے

وقت) ان نعمتوں اور رحمتوں کی وجہ سے خوش ہوتا ہے جو اس کو مل چکی ہیں۔

اگر اس کا سرکش نفس کسی ناگوار امر کے لئے سختی بھی کرے تو یہ شخص اُس کی خواہش اور مطالبے کو پورا نہیں کرتا (تاکہ نفس، عقل کا مطیع رہے)

اس کی خوشی اس میں ہے کہ حتی الامکان منکرات اور برائیوں سے بچ کر رہے

اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک لازوال نعمتوں میں ہے۔

اور اس کا پرہیز اور زہد، ''فانی اشیاء'' کے بارے میں ہوتا ہے۔

یہ بردباری کو علم ودانائی اور علم ودانش کو عمل سے ملائے رکھتا ہے۔

تم اسے ہمیشہ:

سستی اور کسل مندی سے دور،

خوش وخرّم اور شاداب طبیعت،

کوتاہ آرزو،

کم لغزشوں والا،

اپنے دل کو عاجزی پر مائل کرنے والا،

نفس کو قناعت کی روش پر چلانے والا دیکھو گے..!!

اس کی جہالت پوشیدہ اور معاملات آسان ہیں۔

(اور تم اسے) اپنے دین کو محفوظ رکھنے والا،

اپنی شہوات وخواہشات کو مار ڈالنے والا،

غصے کو پی جانے والا،

صاف ستھرے بے عیب عادات واخلاق والا،............دیکھو گے!!

اگر اس کو (کسی راز کا) امین بنا دیا جائے تو یہ اپنے پکے اور سچے دوستوں کو بھی نہیں

بتا تا اور سچی گواہی کو چاہے وہ دشمنوں کے حق میں ہو، قطعاً نہیں چھپا تا۔

کوئی کام خودنمائی اور ریاکاری کے لئے نہیں کرتا۔

کسی جائز کام کو شرم وحیا کی وجہ سے چھوڑ تا نہیں۔

اس سے ہمیشہ اچھائی اور بھلائی کی امید کی جاتی ہے اور سب اس کے شر سے محفوظ و مامون رہتے ہیں۔

اگر یہ غافلوں کے مجمع میں بھی حاضر ہو تو اس کا نام (اللہ تعالیٰ کا) ذکر کرنے والوں میں ہی لکھا جاتا ہے۔

اپنے آپ پر ظلم کرنے والے کو بھی معاف کر دیتا ہے۔

جس نے اسے محروم رکھا ہو یہ اسے بھی عطا کر دیتا ہے۔

جو اس سے رشتہ کاٹ دے، یہ اس سے بھی (صلۂ رحم کر کے) رابطے استوار رکھتا ہے۔

اس کی (صفت) بردباری اس سے دور نہیں ہوتی۔

جو کام اس کے ظاہر و باطن کو سنوارنے کے لئے ضروری ہو اسے کرنے سے نہ عاجز ہوتا ہے نہ تھکتا ہے۔

یہ لغویات سے دور،

اور نرم گفتار ہوتا ہے۔

اس کا مکر اور چالبازی غائب،

اس کی نیکیاں کثرت سے،

اور اس کا کردار حسین ہوتا ہے،

اس کی اچھائی سامنے ہوتی ہے اور برائی نے پیٹھ پھرا لی ہے۔

پس یہ وہ شخص ہے جو زندگی کی سختیوں اور زلزلوں میں باوقار،

دشواریوں میں بڑا صبر کرنے والا،

خوشحالی میں شکرگزار رہتا ہے،

جس سے دشمنی اور بغض ہو اس پر بھی ظلم وستم نہیں کرتا،

اپنے چاہنے والوں کی خاطر بھی گناہ نہیں کرتا،

جس چیز پر اس کا حق نہ ہو اس کا دعویٰ نہیں کرتا،

اور اس پر کسی کا حق ہو تو ادائیگی سے انکار نہیں کرتا،

اپنے خلاف گواہی طلب کئے جانے سے پہلے خود ہی حقیقت کا اعتراف کر لیتا ہے۔

جو چیز اس کی حفاظت میں دے دی جائے اسے تباہ وضائع نہیں کرتا۔

نہ تو زیادتی کرتا ہے، نہ اس کے بارے میں سوچتا ہے، نہ اس کا ارادہ کرتا ہے۔

ہمسائے کو نقصان نہیں پہنچاتا،

اپنے سر پر مصیبتیں آ پڑیں تو دوسروں کو برا بھلا نہیں کہتا،

حق کی جانب تیزی سے دوڑتا ہے،

امانتیں ادا کرتا ہے،

منکرات اور برائیوں میں دیر اور تاخیر کرتا ہے،

نیکیوں کا حکم دیتا ہے،

اور برائیوں سے روکتا ہے،

دنیا (کے مسائل) میں جہالت ونادانی کے ساتھ داخل نہیں ہوتا،

اور نہ راہ حق سے قدم باہر نکالتا ہے۔

اگر یہ خاموش ہو تو خاموشی اس پر غم و افسردگی طاری نہیں کرتی۔

اگر ہنستا ہے تو آواز بلند نہیں ہوتی۔

جو اس کے پاس ہے اسی پر قناعت کرتا ہے،

غصہ اسے سرکش نہیں بناتا،

خواہش نفسانی اس پر غالب نہیں آتی،

''بخل'' اسے مغلوب نہیں کرسکتا،

جو شے اس کے لئے نہیں، اُس کی لالچ نہیں کرتا،

لوگوں سے میل جول، تحصیل علم کی خاطر رکھتا ہے۔

خاموش رہتا ہے،

تاکہ برائیوں سے سلامت رہے،

اور سوال، مسئلے کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے کرتا ہے،

صرف اس لئے ساکت و صامت نہیں رہتا کہ اچھی اور کام کی بات غور سے سنے کہ

اس کے ذریعے دوسرے کو عاجز کردے اور تھکا دے

اور وہ کلام اس لئے نہیں کرتا کہ اس کے ذریعے دوسروں پر چڑھائی یا جبر کرے،

اگر اس پر زیادتی کی جائے تو اس وقت تک صبر سے کام لیتا ہے کہ اللہ جلّ ذکرہٗ اس

کی طرف سے (ظالم سے) انتقام لے۔

اس کا اپنا نفس ہمیشہ رنج و زحمت میں ہی رہتا ہے،

لوگ اس سے خیر کی امید میں رہتے ہیں،

اس نے اپنے نفس کو آخرت کی آسائش کے لئے تھکا ڈالا ہے۔

اور اس نے لوگوں کو (اپنے رنج و گزند سے آزاد و) آسودہ خاطر کردیا ہے۔

دور رہنے والوں سے اس کی دوری اور بُعد، زہد اور پاکیز گی کی بنا پر ہے۔
اور قریب رہنے والوں سے اس کی قربت و نزدیکی، نرمی اور مہربانی کی بنا پر۔
اور لوگوں سے اس کا فاصلہ رہنا اور دور رہنا تکبّر و غرور کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ لوگوں سے اس کا نزدیک رہنا اور قربت رکھنا، فریب کاری اور چرب زبانی کے ذریعے دلربائی (اور تسخیر کے عمل) کا نتیجہ ہے۔
بلکہ یہ تو اپنے سے پہلے موجود اہل خیر کی اقتداء و پیروی کر لیتا ہے اور جو نیکوکار لوگ اس کے پیچھے ہوں یہ اُن کے لئے نمونۂ عمل اور آئیڈیل ہوتا ہے،

امیر المومنین علیہ السلام کی وہ تقریر جس کا موضوع ''ایمان'' اور ''کفر'' ہے:

''ایمان و کفر کے ستون اور شاخیں''

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہی تمام چیزوں کی ابتداء کی، پھر ان میں سے جس کو چاہا اپنے لئے چن لیا، پھر ان میں سے جن چنی ہوئی چیزوں کو پسند فرمایا اپنے اور صرف اپنے لئے الگ کرلیا۔

تو ہوا یہ کہ جن چیزوں کو اس نے اپنے لئے پسند کیا اور پیارا سمجھا، ان میں سے ایمان کو پسند کیا اور (لفظ) ایمان کا اشتقاق اس نے اسماء الحسنٰی میں سے (اپنے اسم مبارک، ''المومن'' سے) کیا۔

اور اپنی مخلوقات میں سے اس نے جس کو چاہا، ایمان بخشا۔

اور پھر اس کے بعد ایمان کے بارے میں تفصیل و وضاحت سے بیان کردیا تو، جو ان راہوں پر چلنا چاہتا ہے اُس کے لئے ایمان کے راستوں کو ہموار اور سہل کردیا۔

بیگانوں کے لئے ارکان ایمان کو قائم اور استوار کردیا اور جو ایمان کو دوست رکھے، اس کے لئے پروردگار نے ایمان کو سرمایہ عزّت قرار دے دیا اور جو شخص اس میں داخل ہوگیا اس کے لئے جائے امن قرار دے دیا۔

جس نے اس سے رہنمائی چاہی اس کے لئے رہنمائی کا وسیلہ بنا دیا۔

جس نے آراستہ ہونا چاہا اس کے لئے اسباب آرائش و زینت بنا دیا۔

جس نے اس کو اپنا دستور و آئینِ زندگی بنانا چاہا اس کے لئے دین بنا دیا۔

جس نے اس کے ذریعے حفاظت چاہی، اُس کے لئے پناہ اور ذریعۂ حفاظت

بنادیا،

جس نے اس کو مٹھی میں تھامنا چاہا اس کے لئے (اتحاد و اتفاق کی) رسّی بنادیا،

جس نے اس کے ذریعے اپنی بات کہنا اور منوانا چاہی اس کے لئے دلیل و برہان

بنادیا۔

جس نے اسے پہچان لیا اس کے لئے پروردگار نے ایمان کو وجہِ شرف بنادیا۔

اور جس نے اس کے سہارے بولنے اور تقریر کی طاقت چاہی، اس کے لئے سرمایہ

حکمت و دانش بنادیا۔

جس نے اس سے روشنی چاہی اس کے لئے نور، اور جس نے اس کی طاقت کے

ذریعے مناظرہ و مباحثہ کرنا چاہا اس کے لئے دلیل و حجت،

اور جس نے اس کے ذریعے مقابلہ و احتجاج کرنا چاہا اس کے لئے فتح و کامیابی کا

سامان بنادیا،

جس نے سیکھنا چاہا اس کے لئے علم و دانش، جس نے روایت کرنا چاہا، اس کے

لئے

حدیث بنادیا،

جس نے اس کے مطابق فیصلے کرنا چاہے اس کے لئے قوت فیصلہ اور "حکم" قرار

دے دیا،

جس کی طرف کوئی حادثہ رُخ کرلے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان کو مصیبت

برداشت کرنے کے لئے بردباری و حلم کا سہارا بنادیا،

جو اس کے ذریعے تدبّر و منصوبہ سازی کرے اس کے لئے ایمان کو وہم سے پاک

عقل خالص بنادیا۔

جس نے ایمان کے وسیلے سے سوچ بچار کی، اس کے لئے اللہ نے ایمان کو سمجھ بوجھ کا ذریعہ بنادیا،

جس نے عقل مندی سے کام لیا اس کے لئے ''یقین'' بنادیا،

جس نے عزمِ مصمّم کیا اس کے لئے پروردگار نے ایمان کو وجہِ بصیرت قرار دے دیا،

جو (اللہ تعالیٰ کی) نشانیوں کی تلاش میں ہو اس کے لئے ایمان کو آیت ونشانی قرار دیا،

جس نے اس کے ذریعے نصیحت وعبرت حاصل کرنا چاہی اس کے لئے مایۂ عبرت بنادیا،

اور جس نے ایمان کے ذریعے امان طلب کی، اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اس کے لئے سببِ نجات ورستگاری بنادیا،

اور جو خود ایمان کے شایانِ شان بن گیا اس کے لئے اللہ نے ایمان کو اپنی دوستی و مودّت قرار دے دیا۔

جس نے اس کے سہارے اس کی طرف آنا چاہا، اس کے لئے خداوند کریم نے ایمان کو وسیلۂ تقرب ونزدیکی قرار دے دیا۔

جس نے توکّل کیا اس کے لئے قابلِ بھروسہ بنادیا،

جس نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اس کے لئے سببِ راحت وآسائش بنادیا۔

جس نے اچھا کام کیا اس کے لئے خدا نے ایمان کو عزت وآبرو کا رنگ بنادیا۔

جس نے امور خیر کے لئے جلدی کی اس کے لئے ایمان کو خیر ہی خیر بنادیا۔

اور جس نے صبر سے کام لیا اس کے لئے پروردگار نے ایمان کو سپر اور ڈھال قرار دے دیا۔

اور جس نے تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کیا خدا نے ایمان کو اُس کا لباس بنا دیا۔

جس نے راہِ ہدایت پائی، اس کے لئے ایمان کو تزکیۂ نفس و طہارت کا سبب قرار دے دیا۔

اور جو اسلام لے آیا اس کے لئے ایمان کو خدا نے امن و امان کا سبب بنا دیا۔

اور سچوں کے لئے ایمان کو ان کی روح اور جان قرار دیا۔

پس ایمان ہی حق کی اصل ہے اور اصل حق کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے۔

''ایمان'' کی صفت نیک برتاؤ اور اس کا اثر ''مجد و بزرگی'' ہے۔

پس ''ایمان'' وہ روشن ترین شاہراہ ہے،

جس کے مینار نمایاں اور چراغ ہر طرف روشنی پھیلانے والے ہیں،

اس کی غرض و غایت بلند مرتبہ،

اس کا میدان مقابلے کے لئے ہموار اور تیار،

شہسواروں کو اکٹھا اور جمع کرنے والا،

جن میں سے ہر ایک انعام کی خاطر ایک دوسرے سے مقابلے پر آمادہ،

اس کی جماعت اور جتھے کے افراد پُرانے (ساتھی) ہیں،

اور اس کے شہسوار ارجمند و بزرگ ہیں،

نیک اعمال اس کے مینار،

اور عفّت و پاک دامنی اُس کے چراغ ہیں،

موت اس کی انتہاء و اختتام ہے۔

دنیا اس کی جولانگاہ اور دوڑ کا میدان ہے،

اور قیامت (کا دن گھڑ دوڑ کے میدان کی طرح) اس کے لئے مقابلے میں اترنے والوں کا میدان اور جنت اس مقابلے کا انعام ہے۔

اور جو اس دوڑ میں پیچھے رہ جائیں (اور ہار جائیں) آتشِ دوزخ ان کی سزا ہے۔

تقویٰ اس مقابلے کا ساز و سامان ہے،

اچھے کام کرنے والے اس میدان کے شہسوار ہیں،

پس! ''ایمان'' کے ذریعے نیکیوں کی جانب رہنمائی ملتی ہے،

اور نیکیوں کے ذریعے فہمِ دین کو رائج کیا جاتا ہے،

اور فقہ (فہم دین) مل جائے تو موت کا خوف پیدا ہوتا ہے،

اور موت دنیا کا نقطۂ اختتام ہے،

اور موت کے بالمقابل (سامنے) آخرت موجود ہے۔

اور قیامت جنت سے قرب و نزدیکی کا وسیلہ ہے،

اور ''جنت'' اہلِ جہنم کے لئے حسرت و افسوس کا سبب!!!

اور دوزخ کی آگ ''تقویٰ'' و پرہیزگاری اختیار کرنے والوں کے لئے وعظ و نصیحت کا ذریعہ ہے۔

اور تقویٰ و پارسائی، احسان اور حسنِ سلوک کا اصل ماخذ ہے۔

تقویٰ وہ ہدف ہے کہ جو اس کے (حصول کے لئے) پیچھے لگا رہے گا وہ ہلاک (جہنم رسید) نہیں ہوگا۔

اور جو اس پر عمل پیرا ہوگا وہ نادم و پشیمان نہیں ہوگا۔

اس لئے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے ذریعے اور وسیلے سے ہی کامیاب ہونے

والوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔

اور گھاٹا اور خسارہ اٹھانے والوں کو خسارہ ہمیشہ معصیت و نافرمانی کے سبب ہوگا۔

پس! عقلمندوں کو (برے کاموں سے) رک جانا چاہیئے۔

اور اہل تقویٰ کو (اس وعظ کو) یاد رکھنا چاہیئے۔

پس! ایمان (کی عمارت) چار ستونوں پر (قائم) ہے:

صبر، یقین، عدل اور جہاد پر!!!

پھر صبر کی چار شاخیں ہیں:

- ''شوق''،
- ''خوف''،
- ''زہد''
- اور ''انتظار''!

تو جنت کا صحیح شوقین وہ ہے جو خواہشات نفسانی کو بھلا دے،

اور جسے دوزخ کی آگ کا خوف ہو اسے حرام کاموں سے پرہیز کرنا چاہیئے،

اور جس نے دنیا میں ''زہد'' و پارسائی اختیار کی اس کے لئے مصیبتیں برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اور جو شخص موت کے انتظار میں ہو وہ نیک کاموں میں جلدی کرتا ہے،

اسی طرح یقین کی بھی چار شاخیں ہیں:

- ''ہوشمندانہ بصیرت''،
- ''دانشورانہ تحقیق و دریافت''،
- ''عبرت والی چیزوں کے ذریعے نصیحت کا قبول کر لینا''،

- اور ''اوّلین'' (پہلے والے لوگوں) کی روش پر جادہ پیمائی۔

تو جس شخص نے ہوش کے ساتھ امور کو دیکھا اس نے مسائل کو دانشورانہ تحقیق کے ذریعے دریافت کرلیا اور جس شخص نے حکمت و دانائی کو دانشورانہ حاصل کیا اس نے مقامات عبرت کو پہچان لیا،

اور جو مقامات عبرت کو پہچان گیا اس نے درحقیقت سنت و قانون زندگی کو پہچان لیا اور جس نے پہلے لوگوں (اولین) کے قوانین زندگی کو پہچان لیا اس نے گویا اوّلین کے ساتھ ان کے درمیان زندگی بسر کی۔

عدل کی بھی چار شاخیں ہیں:

- ''فہمِ دقیق''،
- ''دانشِ عمیق''،
- ''گلِ حکم''
- اور ''گلستانِ حلم''۔

جس نے فہمِ دقیق سے کام لیا، اس نے تمام علم کی گہرائی اور دقت کو روشن اور واضح کرلیا،

اور جس نے حکمِ (خدا اور رسولؐ) کو پہچان لیا وہ کبھی گمراہ نہ ہوا۔

اور جس نے حلم و بردباری سے کام لیا وہ اپنے کام میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا،

اور وہ لوگوں میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

اور ''جہادؔ'' کی بھی چار شاخیں ہیں:

- ''امر بالمعروف''........نیکی کا حکم دینا۔
- ''نہی عن المنکر''...........برائی سے روکنا۔

- ''جہاد کے وقت ثابت قدم رہنا''۔
- ''فاسقین سے بغض اور کینہ رکھنا''۔

جس شخص نے نیکی کا حکم دیا اس نے مومنین کو طاقت پہنچائی،

جس نے برائی سے روکا اس نے کافروں کی ناک رگڑ دی اور ان کو ذلیل خوار کر دیا

اور جو شخص وقت جہاد سچا اور ثابت قدم رہا، اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی،

اور جس نے فاسقوں کے خلاف اپنے دل میں بغض و کینہ رکھا، اس نے اللہ کی خاطر غصہ کیا،

اور جس نے اللہ کی خاطر غصہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی خاطر (اس کے دشمنوں پر) غصہ کرے گا۔

تو یہ تھے ''ایمان کے ستون اور اس کی شاخیں''۔

''کفر'' بھی چار ستونوں پر قائم ہے:

- ''فسق''،
- ''غلو'' (حد سے آگے بڑھ جانا)
- ''شک''،
- اور ''شبہہ''

''فسق کی بھی چار شاخیں ہیں:

- ''جفا کاری''،
- ''کوردلی''،
- ''غفلت''،
- اور ''سرکشی''۔

جو شخص ''جور و جفا'' کرتا ہے وہ مومن کو حقیر سمجھتا اور فقہاء سے دشمنی کرتا ہے اور بڑے گناہوں پر اصرار (بار بار) کرتا ہے،

جو ''کوردل'' (دل کا اندھا) ہوتا ہے وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے، بے شرمی کو عادت بنا لیتا ہے اپنے خالق سے جنگ کرتا ہے اور شیطان اسے باندھ کر تھکا مارتا ہے۔

اور جو ''غفلت'' سے کام لیتا ہے وہ اپنے آپ پر ظلم کرتا اور پشت کے بل جا گرتا ہے اور وہ اپنی گمراہی کے متعلق اس خیال وگمان میں ہوتا ہے کہ اس نے درست راہ کو پالیا ہے، آرزوئیں اسے فریب دیتی رہتی ہیں،

جب وقت گزر جاتا اور آنکھوں سے پردہ ہٹ جاتا ہے تو ایسا شخص حسرت و افسوس میں پڑ جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے سامنے وہ صورت حال ظاہر ہوتی ہے

جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

اور جو شخص اللہ کے حکم سے سرتابی و سرکشی کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جاتا ہے،

پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنی بلندی و برتری ثابت کر دکھاتا ہے اور اس کے بعد اسے اپنی طاقت و قدرت سے ذلیل و خوار کر دیتا ہے اور اپنے شکوہ وجلال سے اسے حقیر اور چھوٹا کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس نے اپنی زندگی میں کوتاہی کی اور حد سے گزر گیا اور اپنے کریم پروردگار کے سامنے خود کو بڑا سمجھا اور مغرور ہو گیا

''غلوّ'' (حد سے گزر جانے) کی بھی چار شاخیں ہیں:

- ''تعمّق'':......فضول اور بے ہودہ باتوں کی گہرائی میں جانا،
- ''تنازع'':.....آپس میں جھگڑنا،
- ''زیغ'':.......دل کی کجی اور انحراف،
- ''شقاق'':.......اختلاف وعناد،

جو شخص بلا سبب و وجہ کے گہرائی میں جائے گا وہ حق کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا اور سوائے بھنور میں گھر کر ڈوب جانے کے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور وہ یکے بعد دیگرے فتنوں میں گھرا ہی رہے گا۔

اور اسی لئے وہ شخص ہمیشہ گڑ بڑ والے، بے ترتیب کاموں (کے دریا) میں ہی غوطہ زن رہے گا اور جو لوگ آپس میں لڑائی جھگڑوں، دشمنیوں میں ہی لگے رہیں گے، تو ان کے درمیان مایوسی و ناکامی جگہ بنا لے گی اور ان کا معاملہ اور کام طولانی ''تنازعات'' کے سبب اور اثر سے مضمحل، بوسیدہ اور کمزور ہو جاتا ہے۔

اور جس شخص کا دل ''کج اور منحرف'' ہو جائے! اس کے نزدیک برائی، نیکی اور

نیکی، برائی ہو جاتی ہے۔

اور وہ گمراہی کے نشے میں چور ہو جاتا ہے!

اور جو شخص اختلاف و عناد کے چکر میں پڑ جاتا ہے اس کے راستے کج اور دشوار ہو جاتے ہیں اور اس کے کام پھیل جاتے ہیں، جن سے بچ نکلنے کے راستے اس کے لئے تنگ ہو جاتے ہیں۔

اور ''شک'' کی بھی چار قسمیں یا شاخیں ہیں:

- ''مِرْیَہ'':.....کٹ حجتی
- ''ہول'':.....ڈر، خوف،
- ''تردّد'':........تذبذب و حیرانی،
- ''استسلام'':.......سپردگی، باطل کے ہاتھوں،

یہ جھگڑالو لوگ تیرے پروردگار کی کن کن نعمتوں کے بارے میں جھگڑا (کٹ حجتی) کریں گے؟ جو شخص ہمیشہ سامنے آنے والی چیزوں سے ڈرتا رہے گا الٹے پاؤں پیچھے ہی ہٹتا رہے گا۔

جو شخص تردّد و تذبذب میں پڑا رہے گا وہ راستے میں ہی رہ جائے گا، یہاں تک کہ پہلے والے اس سے آگے نکل جائیں گے، اور پیچھے آنے والے اس تک آ پہنچیں گے، اور شیاطین اسے اپنے پیروں تلے روند ڈالیں گے۔

اور جو شخص اپنے آپ کو دنیا و آخرت میں ہلاکت کی خاطر باطل کے سپرد کر دے گا وہ دنیا و آخرت دونوں میں مارا جائے گا۔

تو اگر کوئی شخص نجات چاہتا ہے تو یہ اسے یقین کے طفیل ہی مل سکے گی۔

اور ''شبہہ'' کی بھی چار شاخیں ہیں:
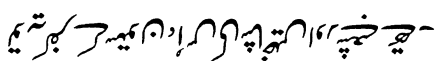
- ''زینت وآرائشِ دنیوی کا دلدادہ ہونا''،
- ''نفس کے وسوسے''،
- ''کجی اور ٹیڑھے پن کی توجیہ وتاویل''
- ''باطل کو (حق کا لباس پہنا کر) حق ظاہر کرنا''،

ہوتا یہ ہے کہ سجاوٹ اور آرائش، حقیقت کو دیکھنے سے روکتی ہے،
اور ''نفس کے وسوسے'' انسان کو شہوت وخواہش نفسانی میں گھسا دیتے ہیں،
''کج مزاج'' کو کجی صحیح راستے سے ہٹا کر بالکل ہی بے راہ کر دیتی ہے،
باطل کو لباس حق میں پیش کرنے سے حق کے چہرے پر تہہ بہ تہہ تاریکیاں پھیل جاتی ہیں۔
تو یہ کفر کے ستون، اُس کی شاخیں اور شعبے تھے۔

❁❁❁❁❁

نفاق کے چار ستون ہیں:

- ''ہوس''،
- ''سہل انگاری''(دینی امور میں)
- ''حفیظہ''....قابل حفاظت چیز کے لئے غصہ،غضب اور حمیت،
- ''طمع ولالچ''،

پھر ان میں سے ''ہوس'' کی بھی چار شاخیں ہیں:

- ''بغی'' یعنی ظلم وستم،
- ''عدوان'' یعنی حد سے تجاوز،زیادتی،
- ''شہوت''....خواہش نفسانی،
- ''عصیان'' نافرمانی،

جو ظلم وستم کرتا ہے،اس کے لئے مشکلات،فساد اور خرابیاں بہت بڑھ جاتی ہیں نتیجتاً وہ تنہا اور اکیلا رہ جاتا ہے اور اس کے دشمن اس پر فتح وکامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔
جو شخص حد سے تجاوز کر جائے اس کے پھیلائے ہوئے شرّ وفساد سے کوئی نہیں بچتا اور اس کے اپنے دل کو بھی سکون وآرام نصیب نہیں ہوتا۔
اور جو شخص اپنے آپ کو ''شہوات وخواہشات'' پر ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا وہ دریائے حسرت وافسوس میں داخل ہو کر تیرتا رہتا ہے۔
اور جو شخص عمداً نافرمانی وعصیان کرتا ہے وہ بغیر کسی دلیل وعذر کے ہی گمراہ ہو جاتا ہے۔

اور ''ھُوَیْنا'' دین میں سہل انگاری
(یعنی دین کے معاملات کو معمولی سمجھنا) کی شاخیں یہ ہیں:

- ''ہیبت''،خوف،
- ''غِرَّۃ''،فریب،دھوکا،
- ''مُماطَلہ'' (کھیل کود میں پڑکر) ٹال مٹول یا تاخیر کرنا
- ''اَمل'' آرزو،

اوراس کے اثرات یہ ہیں:

''خوف و ہیبت'' راہ حق سے پھیر دیتے ہیں اور جلد گزرنے والی دنیا سے دھوکا کھانے کی وجہ سے آخرت کے کاموں میں کوتاہی ہوجاتی ہے۔

اور (کھیل کود میں مشغول رہ کر فرائض کے بارے میں) ٹال مٹول اور تاخیر کرنے کے سبب سے آدمی دل کے اندھے پن میں الجھ جاتا ہےاور

اگر امید وآرزو نہ ہوتی تو آدمی اپنے کام کا حساب کتاب جان لیتا اور اگر وہ اپنے کاموں کے حساب کتاب سے آگاہ ہوجاتا تو خوف اور وحشت کے سبب اچانک وہیں مرجاتا!

اور ''حفیظہ'' (یعنی قابل حفاظت چیز کے لئے غصہ اور حمیت) کی شاخیں یہ ہیں:

- ''تکبّر''
- ''فخر وناز''

- ''حمیت'' (سخت غضب ناک ہونا یا کسی سے نفرت کرنا)
- ''تعصب''،

تو جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا اور تکبر کرتا ہے وہ حق کی طرف سے روگرداں ہو جاتا اور جو شخص فخر و ناز میں پڑ جاتا ہے وہ فسق و فجور میں گرفتار ہو جاتا ہے، اور جو شخص ''حمیت''، سخت غصہ یا نفرت کرتا ہے وہ گناہ پر اصرار کرتا ہے اور گناہ کرتا ہی چلا جاتا ہے۔

جو شخص ''تعصب'' کے (مرض میں) گرفتار ہو جائے وہ ظلم و جور کرنے لگتا ہے۔

تو یہ کتنی بری خصلتیں ہیں جن کا نتیجہ:

حق کی طرف پشت کر لینا،

فسق و فجور، اور گناہ (پر اصرار اور انہیں) کرتے چلے جانا ہے.......،

اور ''طمع و لالچ'' کے شعبے اور شاخیں یہ ہیں:

''فرح'' خوشی سے اکڑنا،

''مرَح'': اتراہٹ اور ناز و انداز سے چلنا،

''لجاجت'': جھگڑالو ہونا،

''تکبر'': غرور،

پس! خوشی کے مارے اکڑنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، اور اتراہٹ، ناز و انداز وہ بلا ہے جو آدمی کو گناہوں کا بوجھ اٹھانے پر مجبور کر دیتی ہے،

اور تکبر و غرور، لہو و لعب میں پڑ جانے اور گناہوں میں مشغولیت کا سبب ہوتا ہے،

اور اس (تکبر) کے نتیجے میں انسان بہترین (آخرت) کے بجائے پست ترین (دنیا) کو چن لیتا ہے۔

تو یہ تھے نفاق کے ستون اور شاخیں۔

اور اللہ اپنے بندوں پر پوری دسترس اور تسلطِ کامل رکھتا ہے۔

اس کا ذکر بلند و بالا، طاقت و توانائی برقرار، قدرت محکم، برکت سب کے شایان، حکمت ضیاء پاش، حجت و دلیل فتح مند و کامیاب، دین خالص، بات حق، کام سب سے اچھے اور سبقت لیتے ہوئے، نسبت صاف، اور پیمانے بالکل درست اور عادلانہ، پیغام رسا، اور اس کے (فرشتے) محافظ (اپنی ڈیوٹی پر) ہر وقت حاضر اور تیار ....۔

اس کے بعد اس نے برائی کو گناہ، اور گناہ کو فتنہ، اور فتنہ کو گندگی قرار دیا،

اس نے نیکی کو منافع، (گناہ سے) پلٹ آنے کو توبہ، اور توبہ کو پاک کر دینے والی شے قرار دیا۔

تو جس نے توبہ کر لی وہ ہدایت پا گیا اور جو (دنیا سے) فریب کھا گیا وہ گم راہ ہو گیا اور ایسا شخص جب تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہ کر لے، اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کرے اور بہشت پر یقین نہ کر لے، گمراہ ہی پڑا رہے گا۔

اور قانون الٰہی کے مطابق، کوئی ہلاکت میں نہ پڑے گا (جہنم میں نہ جائے گا) سوائے اس کے، جو خود کو ہلاک (و جہنم رسید) ہو جانے والا بنا ہی ڈالے۔

اللہ اللہ! اُس کے یہ اوصاف کتنے وسیع ہیں !!!:

اس کا گناہگار کی توبہ کو قبول کر لینا،

رحمت (اپنے بندوں سے مہربانی کا سلوک)

بشارت: نیکوکاروں کے لئے جنت کی بشارت دینا،

عظیم بردباری،

اور (بدکاروں کے لئے) کتنی سخت اور دشوار چیزیں ہیں اس کے پاس:

عبرتناک سزائیں.......!۔

دوزخ،

عزت،غلبہ،

اس کی سخت گرفت اور پکڑ،

پس جو شخص اس کی اطاعت و پیروی پر کامیاب ہوگیا اس نے کرامت خداوندی کو چن لیا اور جو لگاتار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں پڑا رہا وہ اللہ کے انتقام کی مضر اور نقصان دہ چراگاہ کا مزہ ضرور چکھ لے گا۔

اور وہیں ہے عاقبت وانجام کا گھر یا ٹھکانہ.......!!

کمیلؓ ابن زیاد سے امیر المومنین علیہ السلام کی کچھ باتیں:

کچھ دوسری باتوں کے بعد آپ -نے فرمایا:

بلا شک وشبہہ یہ دل برتنوں کی مانند ہیں ان میں سے بہترین وہ برتن ہے جو اپنے اندر کی چیز کا سب سے اچھا محافظ ہو۔

جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھنا!

لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) عالم ربّانی (علم لدنّی کے مالک)

(۲) راہ نجات کے طالبِ علم!

(۳) اور ایسے ذلیل لوگ جو مکھیوں کی طرح ہر ہنکانے، ڈانٹنے والے کے پیچھے رہتے ہیں اور ہر چلتی ہوا ان کو اپنی راہ سے ہٹا کر ادھر اُدھر کر دیتی ہے، اور وہ علم کے نور سے روشنی بھی حاصل نہ کر سکے کہ انہیں رہنمائی مل جاتی۔

نہ یہ لوگ کسی مضبوط ستون کی پناہ حاصل کر سکے کہ اس کی اوٹ میں نجات حاصل کر لیتے۔

اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے، علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے۔

مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے اور علم خرچ کرنے اور بخشش سے اور بڑھتا ہے۔

علم، حاکم ہے اور مال، محکوم (ومملوک)

اے کمیل ابن زیاد!

عالم سے محبت وہ رسم ہے جس پر سر جھکائے چلنا چاہئے اور علم کے سائے میں انسان اپنی زندگی میں ''اطاعت'' اور موت کے بعد ذکر جمیل اور ''نیک نامی'' کو حاصل کرتا ہے۔

''مال'' کا فائدہ اور منافع اصل مال کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے،

مال و متاع کے خزانے جمع رکھنے والے لوگ زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ ہیں،

اور جب تک زمانہ باقی ہے علماء بھی باقی رہنے والے ہیں، ان کا وجود جسمانی تو دنیا میں ختم ہو جاتا ہے، مگر ان کے آثارِ علمی دلوں میں موجود رہتے ہیں!

اور اس مرحلۂ گفتگو پر امیر المومنین۔ نے اپنے سینۂ مبارک کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا:

''ہاں! یہاں ہے علم کا جمّ غفیر!!!''

میری خواہش تھی کہ کوئی اس خزانے کو حاصل کرنے والا مجھے مل جاتا مگر ایسا ہو نہ سکا۔

ہاں!!! مجھے کوئی زود فہم (انٹیلیجنٹ) شخص ملا بھی تو وہ قابل اعتماد نہ تھا۔ اس لئے کہ اس کا حال یہ تھا کہ اس نے دین کو دنیا کے حصول میں کام آنے والا آلہ بنالیا۔

وہ اللہ تعالیٰ کی حجتوں سے اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے خلاف مدد لینا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے اللہ کی نعمتوں ہی سے تعاون چاہتا تھا!

یا پھر ایسا شخص ملا جو اہل حق کے لئے تابعدار تو تھا مگر اس کے پاس دل کی بصیرت و بینائی اور ذکاوت و ذہانت موجود نہ تھی۔ پہلا در پیش آنے والا شبہہ ہی اس کے دل میں شک و تردید کی آگ کو بھڑکا دیتا تھا۔

بارِخدایا!

نہ یہ اہل ہے......نہ وہ!!!

یا ایسا شخص ملا جو لذت کا عاشق اور شہوت کا تابعدار قیدی تھا!!

یا ایسا شخص ملا جو مال جمع اور ذخیرہ کرنے کا سخت شوقین تھا۔

ان دونوں میں سے کوئی بھی دین کے محافظوں میں سے نہیں، نہ یہ لوگ بصیرت و یقین کے مالک ہیں۔ان دونوں کی نزدیک ترین مثال وہ چوپائے ہیں جو بغیر کسی محافظ کے کھلے ہوئے چرتے پھرتے رہے ہوں!!

اور یوں اہل علم کی موت کے ساتھ ساتھ علم بھی مرجاتا ہے۔

ہاں!! کیوں نہیں، امام جو اللہ کے لئے حجت کو قائم کرنے والا ہوتا ہے، اس سے زمین کا کوئی حصہ خالی نہیں رہتا......!!۔

خواہ یہ (امام) ظاہر و مشہور ہو یا خائف اور نظروں سے پوشیدہ و پنہاں!

یہ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ حجتیں اور دلائل باطل، اس کی واضح نشانیاں اور ثبوت.....ختم اور اس کے راویان قرآن تباہ و برباد نہ ہوجائیں اور یہ لوگ ہیں کہاں؟

(بے شک) یہ لوگ تعداد میں تھوڑے (مگر) قدر و منزلت میں عظیم ترین ہیں،

اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کے ذریعے اور وسیلے سے اپنی حجتوں کی حفاظت کرتا ہے ،تاکہ (اپنی حجتوں کے بیج) ان ایسے، لوگوں کے دلوں میں کاشت کردیتا ہے اور علم ان لوگوں کے سہارے، ایمان کی حقیقتوں تک رسائی کے لئے آپہنچتا ہے۔

پس! ان حضرات نے یقین کی حقیقی روح کے ساتھ اپنے آپ کو ملا لیا ہے،

اور جس بات کو ناز پروردہ لوگ اپنے لئے مشکل سمجھتے تھے انہوں نے ہمیشہ اسے

آسان سمجھا ہے،

اور جس بات سے جاہل، وحشت زدہ رہے، یہ ہمیشہ اس سے مانوس رہے، ان کے بدن تو دنیا میں موجود ہیں مگران کی روحوں کا تعلق ورابطہ بلند ترین جگہ (ملاءِ اعلیٰ) سے ہے!

اے کمیل! یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درمیان اس کے امانت دار ہیں اور اس کی زمین میں اس کے خلیفہ اور جانشین ہیں اور اُس کے شہروں میں اُسی کے روشن چراغ ہیں اور اس کے دین کے داعی ہیں۔

واہ!..... مجھے ان کے دیدار کا بہت شوق ہے!!!

اور (آخر میں) اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت وبخشش کی دعا کرتا ہوں!۔

امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے،
کمیلؓ بن زیاد کے لئے مختصر سفارشات و نصیحتیں

(۱) اے کمیل! ہر روز کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے کیا کرو اور کہو:

"لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اور خدا پر توکل کرو، ہمیں یاد کرو، ہمارے نام لو اور ہم پر درود بھیجو، اور (یہ سب کام کر کے) اپنا اور اپنی ان چیزوں کا جن کا تمہیں خیال رکھنا ہوتا ہے حصار کھینچ لیا کرو، تاکہ تم اس دن کے شر سے محفوظ رہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) اے کمیل! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی تربیت کی، ادب سکھایا اور آنحضرتؐ نے مجھے ادب سکھایا اور میں تمام مومنین کو کریم و معزز لوگوں کے آداب زندگی کا وارث بناتا ہوں،

(۳) اے کمیل! کوئی علم ایسا نہیں جس کا افتتاح و آغاز میں نے نہ کیا ہو اور کوئی راز ایسا نہیں کہ جس کا اختتام امام قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف غیبت میں رہتے ہوئے) نہ فرمائیں۔

اے کمیل! ذریت و خاندان پیغمبرؐ میں ہر ایک دوسرے سے (پیوستہ و مربوط) ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اے کمیل! (مسائل و مطالب کا حل) سوائے ہمارے کسی اور سے نہ لو تاکہ تم ہمارے (آدمی) سمجھے جاؤ۔

(۴) اے کمیل! کوئی حرکت ایسی نہیں جس کی معرفت و پہچان کیلئے تم ہمارے ضرورت مند نہ ہو۔

(۵) اے کمیل ! جب کھانا کھاؤ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ لیا کرو کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے نام کے ساتھ کوئی درد و بیماری نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اس کا نام ہر بیماری اور آفت کے لئے شفا ہے۔

(٦) اے کمیل ! کھانا کھاتے وقت لوگوں کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا کرو اور کنجوسی مت دکھانا، اس لئے کہ تم کسی شخص کو ذرا سا رزق بھی نہیں دے سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کام کا بڑا ثواب عطا کرے گا۔ پس دستر خوان پر خوش اخلاق رہو، اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو آرام دہ اور کھلی جگہ فراہم کرو اور اپنے نوکر یا خادم سے بدگمانی نہ کرو۔

(۷) اے کمیل ! جب کسی کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو تو اپنے کھانے کو اتنا طول دو کہ جو تمہارے ساتھ کھانا کھا رہا ہے وہ کھانا پوری طرح کھالے، اور اس دستر خوان سے تمہارے علاوہ دوسرے بھی رزق حاصل کرسکیں۔

(۸) اے کمیل ! جب تم کھانا کھا چکو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بہ آواز بلند کرو تا کہ تمہارے علاوہ دوسرے لوگ بھی حمد خدا بجالائیں اور اس وجہ سے تمہارا اجر و ثواب بڑا اور عظیم ہو جائے۔

(۹) اے کمیل ! اپنے معدے کو کھانے سے ہرگز ٹھونس مت لینا، اور اس میں پانی کے لئے اور سانس کی آمد و رفت کے لئے بھی جگہ چھوڑ دینا، ابھی کچھ کھانے کی خواہش (للک) باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا کرو کہ اگر تم ایسا کرلیا کرو گے تو کھانا تمہارے بدن کو خوب لگے گا (رچ پچ جائے گا) اس لئے کہ صحت جسمانی کا راز کم کھانے اور کم پینے میں ہے،

(۱۰) اے کمیل! جو شخص زکوٰۃ ادا کرتا، مومنوں کی مدد کیا کرتا اور رشتہ داروں سے تعلقات برقرار رکھتا ہے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔

(۱۱) اے کمیل! اپنے مومن رشتہ داروں کو دوسرے مومنین کے مقابلے میں زیادہ عطا کرو ان کے لئے زیادہ مہربان بنو اور ان پر زیادہ توجہ دو اور (عام) مساکین کو صدقہ دیا کرو۔

(۱۲) اے کمیل! کسی مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا، (کچھ نہ کچھ ضرور دو) چاہے وہ دانہ انگور یا کھجور کا آدھا ٹکڑا ہی ہو۔ اس لئے کہ صدقہ اللہ کے پاس نشو ونما پاتا رہتا ہے۔

(۱۳) اے کمیل! مومن کا حسین ترین زیور تواضع، پاکدامنی، اس کا جمال اور اس کا شرف (بلندی مرتبہ) تفقہ (دین کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا) ہے اور اس کی عزت ترکِ قیل وقال (فالتو بولتے رہنے) میں ہے۔

(۱۴) اے کمیل! ہر قسم کے لوگوں میں بعض لوگ دوسروں سے برتر ہوتے ہیں اس لئے تمہیں ان میں سے خسیس و کمین لوگوں سے مناظرہ ومباحثہ سے بچنا چاہئے اور اگر وہ لوگ تم سے بکواس کرنے ہی لگیں تو برداشت کر لینا اور ان لوگوں میں سے ہو جانا جن کی صفات کے بارے میں اللہ نے فرمایا: وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً (سورہ فرقان آیت ۶۳)

اور جب جاہل ان سے (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو وہ کہتے، سلام (تم سلامت رہو)

(۱۵) اے کمیل! ہر حال میں حق بات کرو، متقین سے محبت و مودّت کیا کرو، فاسقین سے دور رہا کرو، منافقین سے کنارہ کش رہو اور خیانت کاروں کے ساتھ ہم نشینی و معاشرت نہ کرو۔

(۱۶) اے کمیل! ظالموں کے دروازوں پر ان سے میل جول اور کچھ حاصل کرنے کے لئے دستک نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان کی تعظیم کرنے لگو۔ اور ان کی نشست گاہوں، بیٹھکوں میں نشست و برخاست کرنے لگو، جس کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی کا شکار ہو جاؤ، اور اگر (مجبوراً) ان کے پاس حاضری ضروری ہو تو مسلسل اللہ کا ذکر کرتے رہو اور ان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو اور (ان کے ہاں ہونے والے گناہوں کو دیکھنے کے بجائے) اپنی آنکھیں جھکا کر زمین کی طرف دیکھنے لگا کرو اور ان کے فعل و کردار کا تہہ دل سے انکار کر دیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی و عظمت کو وہاں اتنی بلند آواز سے بیان کرنا کہ وہ سن لیں، اس لئے کہ انہی طریقوں کے سہارے تم اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت حاصل کر سکو گے، اور ان ظالموں کے شر و گزند سے محفوظ رہ سکو گے۔

(۱۷) اے کمیل! یقیناً سب سے بہتر چیزیں، جو اللہ اور اس کے اولیاء کا اقرار کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کیلئے بندگان الٰہی کی جانب سے ہیں وہ پاکدامنی، بردباری، اور صبر (واستقامت) ہیں۔

(۱۸) اے کمیل! اپنی تنگ دستی لوگوں پر ظاہر مت کرو اور اسے عزت کے ساتھ پوشیدہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کی خاطر صبر کرو۔

(۱۹) اے کمیل! اپنے راز کے بارے میں اپنے بھائی کو بتانے میں کوئی حرج نہیں مگر تمہارا بھائی ہے کون؟ تمہارا بھائی درحقیقت وہی ہے جو سختی و مصیبت کے وقت میں چھوڑ نہ دے، اور (جب) گناہ (کے لئے تمہیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہو تو تمہیں اس) سے چھڑا لینے کے بجائے اپنی جان چھڑا کر بیٹھ نہ رہے، اور وہ تمہیں چھوڑے نہ رہے جب تک کہ تم اس سے سوال نہ کرو (یعنی تمہارے سوال سے پہلے تمہاری ضرورت کو پورا کر دے) اور وہ

تمہارے مسائل اور امور میں تمہیں تنہا نہ چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ تم اپنے کام اور ضرورت کے بارے میں اسے بتاؤ۔

پس اگر تمہارا کوئی ایسا بھائی ہو جو گمراہی کی طرف مائل ہو تو اس کی اصلاح کرو۔

(۲۰) اے کمیل! ہر مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ مومن کی حالات کو بغور دیکھتا ہے تا کہ اس کی حاجت برآری کرے، اور اس کی حالت کو بہتر اور خوبصورت کردے۔

(۲۱) اے کمیل! تمام مومنین (آپس میں) بھائی ہیں، اور کوئی چیز بھائی کی نظر میں اپنے بھائی سے زیادہ عزیز اور پیاری نہیں ہوتی۔

(۲۲) اے کمیل! اگر تم اپنے بھائی سے محبت نہ کرو تو تم اس کے بھائی نہیں ہو۔ اس لئے کہ مومن وہی ہے جو ہمارے قول کے مطابق بات کرے اور جو شخص ہماری بات سے ہٹ گیا اس نے ہمارے بارے میں کوتاہی کی، اور جو شخص ہمارے بارے میں کوتاہی کر گزرے وہ ہم سے مل نہ سکا (اور جو ہم سے نہ مل سکے) تو وہ ہمارے ساتھ نہیں ہے (وہ ہمارا آدمی شمار نہیں ہوتا) تو اس کا مقام جہنم کا پست ترین طبقہ ہے۔

(۲۳) اے کمیل! جس شخص کے سینے میں درد یا زخم ہو وہ اس کے بارے میں لب کشائی ضرور کرتا ہے اس لئے اگر کوئی شخص اپنے سینے میں ہماری ولایت و محبت کا درد رکھتا ہو اور وہ تمہیں بتا کر تم سے اس کو چھپانے کے لئے کہے تو خبردار! تم کبھی اس کے راز کو ظاہر نہ کرنا، کیونکہ اس راز کو فاش کر دیا تو اس کی توبہ بھی نہیں ہے اور توبہ کی گنجائش نہ ہو تو اس کا انجام (جہنم کی) بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

(۲۴) اے کمیل ! آل محمدؑ کے راز کو فاش کرنے کا فعل درگزر اور معافی کے قابل نہیں ہے اور ہر شخص اس راز کو راز رکھنے کے لئے قوت برداشت بھی نہیں رکھتا اور وہ (راز کی) بات جو لوگ تمہیں بتا دیں تو سوائے مومن اہل یقین کے کسی اور کے علم میں نہ لانا یا بتانا....!!،

(۲۵) اے کمیل ! ہر سختی میں لا حول و لا قوۃ الا باللہ کا ورد کرو گے تو وہ مشکل تم سے دور ہو جائے گی اور ہر نعمت پاتے ہی الحمد للہ کہا کرو تاکہ تمہاری نعمتوں میں اور اضافہ ہو اور جب محسوس کرو کہ رزق دیر سے مل رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا کرو (یعنی اپنے گناہوں کی بخشش طلب کیا کرو) تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رزق میں وسعت و کشائش پیدا کر دی جائے

(۲۶) اے کمیل ! ہماری ولایت کے وسیلے سے اپنے مال و اولاد میں شیطان کی شرکت سے نجات حاصل کرو۔

(۲۷) اے کمیل ! ایمان کے دو مقام ہیں:

ایک وہ مقام کہ جہاں ایمان ثابت و برقرار رہتا ہے۔

دوسرا وہ کہ جہاں ایمان عاریتاً رکھا گیا ہو، تم بچ کر رہنا ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جن لوگوں کے پاس ایمان عاریتاً رکھا ہوتا ہے۔ یقیناً ایمان تو اس لائق ہے کہ ثابت و برقرار رہے تاکہ تم اس کے سائے میں ایسے روشن راستے پر چلتے رہو کہ وہ تمہیں کسی ٹیڑھے میڑھے کجی والے رستے پر نہ لے جائے اور تم واضح راستے سے ہٹ نہ جاؤ۔

(۲۸) اے کمیل ! فرض کو چھوڑنے کی اجازت نہیں، اور مستحب میں سخت گیری نہیں،

(۲۹) اے کمیل ! تمہارے گناہ یقیناً تمہاری نیکیوں سے زیادہ ہیں۔ تمہاری غفلت و

لاپرواہی تمہاری یادداشت کے مقابلے میں زیادہ ہے اور تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تمہارے عمل وکردار کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

(۳۰) اے کمیل! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور عافیتوں سے تمہارا دامن خالی نہیں ہے، اس لئے تم بھی اس کی حمد و بزرگی، تسبیح و تقدیس بیان کرنے، اس کا شکر ادا کرنے اور اس کی یاد سے کسی بھی حال میں خالی نہ رہو۔

(۳۱) اے کمیل! تم ہرگز ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا پس اس اللہ نے انہیں اپنا آپ بھلا دیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے انہی کی طرف فسق کی نسبت دی اور کہا ہے: أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. (سورہ حشر آیت ۱۹) یہ لوگ ہی فاسقین ہیں۔

(۳۲) اے کمیل! لائق عزت وشان یہ بات نہیں ہے کہ تم نماز پڑھ لو، روزہ رکھ لو اور صدقہ دے دو۔ عزت وشان والی بات یہ ہے کہ تمہاری نماز پاک وصاف دل کے ساتھ ہو اور نماز کا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہو اور وہ خشوع کامل کے ساتھ ہو۔ تم یہ بات بھی مدنظر رکھو کہ تم نماز کس (لباس) میں پڑھ رہے ہو اور کس (جگہ) پر پڑھ رہے ہو۔ سو، اگر وہ (لباس ومکان نماز) درست وحلال (طریقے سے حاصل شدہ) نہیں ہیں تو نماز قابل قبول نہیں۔

(۳۳) اے کمیل! زبان دل کے وسیلے تراوٹ حاصل کرتی ہے اور دل (وجسم) غذا کے ذریعے جاندار ہوتا ہے۔ تم اس بات پر غور وفکر کرو کہ اپنے قلب وجسم کو کس قسم کی غذا بہم پہنچا

رہے ہو؟ سو... اگر وہ غذا ہی حلال نہ ہوتو، اللہ تعالیٰ تمہاری تسبیحوں اور شکرانوں کو قبول نہیں کرے گا!

(۳۴) اے کمیل! یہ بات اچھی طرح سمجھ اور جان لو کہ..ہم نے کسی بھی شخص کو "امانت کی ادائیگی" کے ترک کرنے کی چھوٹ اور رخصت نہیں دی ہے..! تو اس بارے میں اگر کوئی شخص ہماری طرف سے کسی اجازت یا چھوٹ (کے جواز) کے متعلّق کوئی روایت نقل کرتا ہے تو اس نے بے ہودہ و باطل دعویٰ کیا، اس نے گناہ کیا اور اس نے جو جھوٹ بولا ہے...اس کی سزا دوزخ ہے! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی رحلت سے کچھ وقت پہلے کہتے ہوئے سنا...! انہوں نے مجھ سے تین بار فرمایا:

"اے ابوالحسن"! امانت ہر نیک یا بدکار کو لوٹا دو امانت خواہ تھوڑی سی ہو یا زیادہ... یہاں تک کہ سوئی دھاگہ ہو (تب بھی لوٹا دو)۔

(۳۵) اے کمیل! کوئی جنگ "امام عادل" کی اجازت و معیّت کے بغیر جائز نہیں اور "امام فاضل" کی اجازت کے بغیر جنگی مال غنیمت کا لینا بھی جائز نہیں!

(۳۶) اے کمیل! اگر روئے زمین پر کوئی پیغمبر نہ ہوتا..اور بس ایک پرہیزگار مومن ہی ہوتا....جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتا..تو دعوت دیتے وقت وہ درست راستے پر ہوتا یا غلط راہ پر..! بلکہ قسم ہے اللہ کی! وہ اس وقت تک غلط راہ پر ہی ہوتا..یہاں تک کی اللہ اسے اس "منصبِ دعوتِ الٰہی" پر مقرر کرتا اور اس کو اس منصب اور عہدے کا اہل بناتا...! (مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو بغیر کسی پیغمبر کے تقرر کے، خالی نہیں چھوڑتا! فرض کر لیں کہ پیغمبر نہ ہوتا اور زمین میں صرف ایک مومن پرہیزگار ہی ہوتا...تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلے دعوت الی اللہ کے "پیغمبری منصب" کا اہل بناتا پھر اس کو منصب پیغمبری

پر فائز کرتا تا کہ دعوت الیٰ اللہ کے لئے اس کا اقدام، شک و شبہ میں نہ پڑے اور وہ متّقی غلط راہ کے بجائے صرف درست راستے کی طرف رہنمائی کرے! اس لئے اگر کوئی شخص منصب پیغمبری و دعوت الیٰ اللہ کے فریضہ اور کام کو بغیر منجانب اللہ تقرری کے انجام دے تو یقیناً وہ غلط راہ پر ہی ہوگا!)

(۳۷) اے کمیل! ''دین'' اللہ کا ہے! اور اللہ اپنے دین کے قیام (و بندوبست) کو سوائے رسول، نبی، یا وصیِ پیغمبر کے کسی بھی اور شخص کی جانب سے قبول نہیں کرتا اور..

اے کمیل! یہ مقام و منصب الٰہی نبوّت، رسالت، اور امامت ہے اور اس مقام اور منصب کے بعد کوئی اور منصب ہے ہی نہیں..! بس صرف، تابعدار دوستدار ہیں یا بھٹکے ہوئے گمراہ اور بدعتی لوگ! اور اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیز گاروں ہی سے قبول کرتا ہے!۔

(۳۸) اے کمیل! اللہ تعالیٰ یقیناً کریم، بردبار، عظمت، و بڑائی والا اور مہربان ہے......اس نے ہمیں اپنے اخلاق کی جانب رہنمائی کردی ہے، اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ان اخلاق کو اخذ کرلیں اور لوگوں کو ان پر عمل کے لئے آمادہ کریں.....! اور ہم نے ہر بات پر سُستی کے بغیر عمل کیا اور بغیر کی منافقت کے (پورے خلوص کے ساتھ) اس کا اجراء عمل میں لائے....! اور ہم نے ہر بات کو جھٹلائے بغیر سچ سمجھا ہے اور بلا شک و تردید اُسے قبول کیا ہے...!!

(۳۹) اے کمیل! واللہ! میں چاپلوس نہیں ہوں کہ میری اطاعت کی جائے! اور نہ میں تمنّاؤں اور آرزوؤں کا پورا کروانے والا ہوں کہ میری نا فرمانی نہ کی جائے اور... نہ میں بدّوؤں کی خوراک (مال زکوٰۃ) کی طرف مائل ہوں کہ مومنین کی امارت و حکومت مجھے دے دی جائے اور لوگ مجھے ''امیر المومنین'' کہہ کر بلایا کریں!

(۴۰) اے کمیل ! جسے دنیاوی فائدہ اور حصہ ملا اسے زوال پذیر اور پیٹھ پھیر لینے والا حصہ نصیب ہوا! اور.... ہمیں آخرت میں وہ حصہ ملے گا جو ثابت، پائدار رہنے والا اور ''لا فانی'' ہوگا!

(۴۱) اے کمیل ! یقیناً......سب کا مقصد (و منتھیٰ) آخرت ہے اور ہمیں اگر آخرت کی کسی چیز کی رغبت ہے تو وہ رضائے الٰہی، بہشت کے بلند درجات و مراتب ہیں! اور ان کا وارث (وہ مالک) تو بس وہی ہوگا جو متّقی و پرہیز گار ہو!

(۴۲) اے کمیل ! جو ''ساکنِ بہشت'' نہ بن سکے، اسے دردناک عذاب اور ہمیشہ کی رسوائی کی خبر دے دو!

(۴۳) اے کمیل ! میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیقات اور کامیابیوں پر ہر حال میں اُس کی حمد و ثنا کرتا ہوں! اب تم جب چاہو تو اُٹھ جانا!!۔

❁❁❁❁❁

حضرت محمدؓ بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بناتے وقت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ہدایات و منشور

.....یہ وہ عہد نامہ و منشور ہے جو اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین نے محمدؓ بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بناتے وقت جاری کیا ہے......یہ کہ...

اسے حکم ہے کہ وہ ظاہر و پوشیدہ، ہر صورت میں تقویٰ و اطاعت خداوندی پر عمل پیرا رہے۔

اور خلوت و جلوت دونوں میں (دل میں) خوف خدا رکھے! مسلمانوں کے ساتھ نرم رویہ اور فاجر و بدکار کے ساتھ سخت گیری کا سلوک اپنائے!

اور ذمّیوں (جزیہ دے کر اسلامی ملک میں رہنے والے کافر) سے عادلانہ طرزِ عمل اور مظلوم و ستم رسیدہ لوگوں سے انصاف کرے اور ظالم و ستمگار پر سختی کرے! اور عام لوگوں سے عفو و درگذر کا برتاؤ رکھے!

اور جتنا ممکن ہو حسنِ سلوک کرتا رہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو جزا و ثواب اور مجرموں کو عذاب دیا کرتا ہے!

اور اسے امیر المومنینؑ نے حکم دیا ہے کہ، اپنی حکومت کی رعایا کے لوگوں کو اطاعت و فرماں برداری اور جمعیت و اتحاد کی دعوت دے اور ان لوگوں کے لئے ان دونوں باتوں میں ہی عافیت اور بڑا اجر و ثواب ہے! اتنا.....کہ وہ اس کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتے، نہ وہ اس کی کنہ و حقیقت سے واقف ہو سکتے ہیں!!

اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ عوام کے لئے ہاتھ نرم رکھے اور اپنی مجلس و نشست گاہ میں اپنے سامنے ان سے اس طرح برابری و مساوات کا سلوک کرے کہ دور والا ہو چاہے نزدیک

والا، سب حق (محبت واحترام) میں برابر اور مساوی ہو جائیں!!

اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں میں عادلانہ فیصلہ کیا کرے اور عدل و داد گستری کو برقرار رکھے!

اپنی خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرے....!

اور خدا کے پسندیدہ کاموں میں کسی ملامت اور سرزنش کرنے والے کی ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ سے نہ ڈرے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جو تقویٰ شعار ہو اور اس کے حکم اور اطاعت و فرماں برداری کو دوسروں پر مقدم رکھے۔!!

نوٹ: اس منشور کو عبداللہ بن ابی رافع کاتبِ امیر المومنینؑ نے تحریر کیا ہے۔''

اہل مصر کے نام امیر المومنین علیہ السلام خط

بعد ازاں.... آپؑ نے محمدؓ بن ابی بکر کے مصر پہنچ جانے کے بعد، انہیں اور اہل مصر کو، ایک اور خط لکھا جس کا ہم نے خلاصہ کر دیا ہے!!!

''یہ خط، اللہ کے بندے امیر المومنین علیؑ کی جانب سے محمدؓ بن ابی بکر اور ''مصر'' کے باشندوں کے لئے ہے!''

سلام علیکم.....!!

امابعد..... تمہارا خط مجھے مل گیا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں تم نے پوچھا ہے میں سمجھ گیا ہوں میں اس بات سے بہت خوش ہوا کہ تم اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی اہمیت سے آگاہ ہو.!

اور ان مسائل و معاملات پر بھی تمہاری پوری توجہ ہے، جن کے بغیر مسلمانوں کے امور کی اصلاح نہیں ہو سکتی، اور میرے خیال میں ان باتوں کی طرف جو چیز تمہیں (نکال) لائی ہے، وہ تمہاری نیک نیتی اور (شک وشبہہ کی) مداخلت سے پاک رائے ہے۔

امابعد....!

تمہیں ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے، جلوت وخلوت میں تقوائے الٰہی سے کام لینا چاہئے اور جب تم مسند (حکومت و) قضا پر فروکش ہو تو (فروتنی کرتے ہوئے) لوگوں کے سامنے اپنے شانوں کو جھکا دینا اور ان سے اپنے برتاؤ کو نرم رکھنا اور ان سے کشادہ روئی سے پیش آنا اور نگاہ و نظر میں سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک روا رکھنا تا کہ بڑے آدمیوں (اشرافیہ) کو یہ خیال وطمع پیدا نہ ہو جائے کہ تم ان کے مفاد میں ظلم کر سکتے ہو۔ اور

یوں کمزوروں کو تمہارے عدل وانصاف سے مایوسی پیدا نہ ہو جائے۔!!!

تم پر لازم ہے کہ مدّعی (دعویٰ کرنے والے) سے ثبوت مانگو اور مدّعا علیہ (انکار کرنے والے) سے قسم اٹھانے کے لئے کہو! اور جو شخص اپنے بھائی سے مصالحت کرنا چاہے تو اس کو صلح کی اجازت دے دو (اور صلح کی تائید کرو!) سوائے اس صورت کے کہ صلح کا عمل کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال کرنے کا باعث ہو!

اور فقہاء، اہل صدق ووفا حیاداروں اور پارساؤں کو زانیوں، بدکاروں، جھوٹوں اور خیانت کاروں (غداروں) پر ترجیح دو۔

نیک اور صالح افراد کو اپنا بھائی اور بدکار وخیانت کار لوگوں کو اپنا دشمن سمجھو۔

مجھے اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ محبت اس سے ہے جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو!! اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے!

اور اے اہلیانِ مصر!

میں تم سے تقوائے الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی سفارش کرتا ہوں اس لئے کہ اس بارے میں تم سے پوچھ گچھ کی جائے گی اور جس حالت وانجام کی طرف تم جا رہے ہو اس کے بارے میں بھی تم سے پوچھا جائے گا۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (سورہ مدثر آیت ۳۸) ہر شخص اپنے کمائے ہوئے کے ساتھ گروی ہے۔

اور فرمایا ہے "وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ (سورہ آل عمران آیت ۲۸) اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے۔

اور فرمایا ہے فَوَرَبِّکَ لَنَسأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۂ حجر آیت ۹۲، ۹۳) پس تیرے پروردگار کی قسم! ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے ان اعمال کے متعلق جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ پس، تم پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا لازم ہے۔ اس لئے کہ تقویٰ و خوف خدا خیر و خوبی کو اس طرح سے جمع اور فراہم کرتا ہے کہ اس کی مانند کوئی اور چیز یہ کام کر ہی نہیں سکتی اور تقویٰ کے ذریعے انسان کو اتنا خیر نصیب ہوتا ہے کہ کسی اور کے ذریعے نہیں ہوتا اور یہ خیر و نیکی، دنیا و آخرت دونوں میں نصیب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْراً لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ (سورہ نحل آیت ۳۰) اور جو لوگ پرہیز گار ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے وہ کہتے ہیں خیر (نازل کی ہے) وہ لوگ جو نیکی کرتے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر یقیناً بہتر ہے اور پرہیز گاروں کا گھر کیا ہی عمدہ ہے!!!

اور اے اللہ کے بندو! یہ بات جان لو اور یاد رکھو کہ پرہیز گار و متقی لوگ دنیا و آخرت کی اچھائیاں اور خیر لے کر (آگے بڑھ گئے) چلے گئے! وہ پرہیز گار لوگ تو اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا (کے امور خیر) میں شریک رہے لیکن اہل دنیا ان کی آخرت (کے امور) میں شریک نہ ہو سکے!

اور اللہ عز وجل نے فرمایا:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّهِ الَّتِيَ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالْطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ (سورۂ اعراف آیت ۳۲)

کہہ دو کہ جو زینت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے اور رزق کی

پاکیزہ چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؟ یہ پرہیز گار لوگ دنیا میں بہترین انداز سے زندگی بسر کرتے رہے اور نعمت ہائے خداوندی میں سے بہترین خوراک کھاتے رہے!!

اور اے بندگان خدا! یہ بات جان لو کہ جب تم خوف خدا اختیار کرو گے اور اپنے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کے بارے میں ان کے حق کا پاس ولحاظ کرو گے تو یقیناً تم نے اللہ تعالیٰ کی افضل ترین عبادت کی اور اس کو افضل و بہترین طریقے سے یاد کیا اور اس کا افضل و بہترین انداز میں شکرادا کیا اور تم نے صبر و شکر کو برتر و بہترین انداز سے کام میں لیا اور بلندترین سعی و کوشش کی! اور دوسرے لوگ تمہارے مقابلے میں چاہے کتنی ہی لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہوں، کثرت سے روزے رکھتے ہوں اور زیادہ سے زیادہ صدقے دیتے ہوں تب بھی تم لوگ ان کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ وفادار اور اولیاء اللہ اور آل رسول خداؐ میں سے جو ولی امر (اولوالامر) ہے.........کے بہت ہی زیادہ خیر خواہ شمار ہوؤ گے!!!

موت سے، اس کے قرب، کرب اور اس کی سکرات سے ڈرو اور اس کے لئے اس کا ساز و سامان تیار کرلو کہ وہ ایک امر عظیم کو لاتی ہے اور ایسے خیر کو ساتھ لاتی ہے جس کے ساتھ کبھی کوئی شر نہ ہوگا اور ایسے شر کو ساتھ لاتی ہے جس کے ساتھ کبھی کوئی خیر نہ ہوگا (یعنی اگر جنت نصیب ہو تو خیر ہے اور اس جنت کے تصور کے ساتھ کسی تکلیف یا شر کا تصور ممکن نہیں اور اگر.....دوزخ جانا پڑا تو ایسا شر و عذاب ہوگا کہ جس میں لمحہ بھر کے لئے بھی کسی خیر و راحت کا تصور نہیں ہوسکتا!)

تو اب کون ہے؟ جو جنت کے لئے عمل کرنے والوں سے زیادہ جنت سے نزدیک تر ہو۔ یا اہل دوزخ سے زیادہ آتش دوزخ سے قریب تر ہو؟؟!!

اس لئے جب تمہارے نفس تم سے لڑنے جھگڑنے لگیں تو تم موت کو زیادہ سے زیادہ یاد کرو اس لئے کہ میں نے آنحضرت رسول خداؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ

لذتوں کو ویران و برباد کرنے والی (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو (الحدیث)

اور یاد رکھو! اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو بخشا نہ ہو یا اس پر رحمت نہ کی ہو تو اس کے لئے سب سے زیادہ سخت اور شدید ترین شے اور کوئی نہیں بلکہ خود موت ہی ہوگی۔

اور اے محمد! (بن ابی بکر)!

یاد رکھو! کہ میں نے تم کو اپنی نظر میں اپنے بہترین اور عظیم ترین لشکر پر والی (گورنر) مقرر کیا ہے اب تم پر فرض ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرنا! اپنے دین کی حفاظت کرنا چاہے تمہاری زندگی کا ابھی ایک لحہ ہی باقی ہو! اور اگر کسی مخلوق کو خوش کرنے کیلئے اپنے پروردگار کو ناراض نہ کرنا، تمہارے بس میں ہو تو پھر ایسا ہی کرنا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے بدلے کام آتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بدلے کوئی اور (قطعاً) کام نہیں آسکتا، ظالم پر سخت گیری کرو اس کے ہاتھ باندھ دو اور اہل خیر کیلئے نرم ہو جاؤ۔ انہیں اپنا مقرب بارگاہ بنا لو!

پھر اس کے بعد اپنی نماز کو دیکھو کہ وہ کیسی ہے اس لئے کہ تم پیش نماز ہو اور کسی پیش نماز کو ایسے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھنا چاہئے جس کی نماز میں کوئی کمی یا کوتاہی ہو۔ اور اگر ایسا ہوا تو ان کا بوجھ پیش نماز پر ہی آئے گا۔ اور پیش نماز، نماز کو بغیر کسی نقص کے مکمل و تمام کرے گا تو اسے بھی ان (ماموین) کی مانند اجر و ثواب ملے گا اور ان (ماموین) کے اجر و ثواب میں بھی کسی طرح کی کمی نہ ہوگی۔ وضو پوری توجہ سے کرنا کہ وضو کی وجہ سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ اور جس کا وضو صحیح نہ ہو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

اور یہ بات جان لو! اور یاد رکھو! کہ تمہارا ہر عمل نماز کا پابند اور تابع ہونا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس شخص نے نماز کو ضائع کیا تو وہ اسلام کے دوسرے احکام کو تو.... نماز کے

مقابلے میں بڑھ چڑھ کر ضائع کرے گا۔

اے اہلیانِ مصر!

اگر تمہارے لئے ممکن ہو کہ تمہارے فعل و کردار تمہارے قول و گفتار کی...اور تمہارا ظاہر تمہارے باطن کی تصدیق کرے...اور تمہارے افعال تمہاری زبانوں کی مخالفت نہ کریں ...تو ایسا ہی کرو! اور آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ ''میں اپنی امت کے بارے میں نہ کسی مومن سے خوفزدہ ہوں نہ مشرک سے...!!!

اس لئے کہ مومن کو اللہ اس کے ایمان کی بنا پر برائی سے روک دے گا اور اللہ تعالیٰ مشرک کو اس کی شرک کی وجہ سے ذلیل و خوار اور مغلوب کر دے گا''.

لیکن مجھے سارا خطرہ اور خوف ہر اُس منافقِ شیریں زبان سے ہے کہ جو کہتا تو وہ بات ہے جس کو تم پہچانتے اور اچھا (معروف) سمجھتے ہو...حالانکہ وہ کرتا وہ کام ہے جسے تم برا (منکر) سمجھتے ہو۔ اور اس بات میں کوئی خفا و پوشیدگی نہیں (اور مطلب واضح ہے)

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تو یہ بھی) فرمایا ہے: ''جس شخص کو اپنی نیکیاں خوش کریں اور اپنی برائیاں بری لگیں وہی شخص (واقعاً اور) حقیقتاً مومن ہے!!!

اور آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ دو خصلتیں منافق میں اکھٹی نہیں ہو سکتیں ''حسن سراپا'' اور ''دین فہمی'' (یا دین شناسی)!!

اور اے محمدؒ! ابن ابی بکر! یہ بات اچھی طرح جان لو کہ بہترین فقہ و دین فہمی اللہ کے دین میں پارسائی اور اس کے دستور کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا شکر اور ذکر کرنے...اپنا حق ادا کرنے...اور اپنی اطاعت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق کے لئے ہماری اور تمہاری مدد فرمائے یقیناً وہ سننے والا اور قریب ہے۔

اور یہ بات جان لو کہ دنیا امتحان و ابتلاء کا اور فنا ہو جانے والا گھر ہے اور آخرت باقی

رہنے اور بدلہ ملنے والا گھر ہے۔

پس اگر یہ کرسکو کہ فنا ہو جانے والی (دنیا) کے ذریعے باقی رہ جانے والے (آخرت کے گھر) کو سجالو تو ایسا ہی کرو!!!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دکھایا اس کی بصیرت اور جو سمجھایا اس کی سمجھ ہمیں عطا کردی تاکہ اس نے ہمیں جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرے اور اس نے ہمیں جن کاموں (منکرات ومحرمات) سے روکا ہے ہم ان کی جانب نہ بڑھیں ہاں یقیناً دنیا میں تمہارا حصہ ونصیب تو ضروری ہے ہی۔ تاہم.....! تم آخرت کے حصے اور نصیب کے بہت زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہو۔ لہٰذا اگر تمہیں دو طرح کے کام درپیش ہوں اور ان میں سے ایک آخرت کے لئے اور دوسرا دنیا کے لئے ہو تو تم آخرت کے کام سے آغاز کرو۔ اگر ایسا کرسکو کہ خیر اور بھلائی کے لئے تمہاری رغبت، چاہت اور حسن نیت زیادہ ہو تو ایسا ہی کرو۔ وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جس وقت کہ وہ نیکوکاروں یا نیکی (خیر یا اہل خیر) سے محبت کرتا ہے تو اجر وثواب اس کے لئے اس کی نیت کی مقدار کے مطابق عطا فرماتا ہے تو اس صورت میں اگر وہ خود نیک کام نہ بھی کرسکے تب بھی.... اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس کے اجر وثواب کو اس بندے کے برابر ہی کردیا کرتا ہے جس نے وہ نیک کام بذات خود کیا ہو!

میں تمہیں ایک بار پھر خوف خدا کی سفارش کرتا ہوں اب اس کے بعد وہ سات خصلتیں جن میں اسلام کی فضیلتیں اکھٹی ہوگئی ہیں، (میں تمہیں ان کی سفارش کرتا ہوں)

۱) صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ کی راہ میں کسی سے نہ ڈرو۔ اور یقیناً سب سے اچھی بات وہی ہے کہ جس کو فعل (وعمل) سچ ثابت کرے۔

۲) ایک ہی موضوع میں دو قسم کے حکم جاری نہ کرنا اور اگر ایسا کیا تو تمہارا حکم (وفیصلہ) اختلاف کا شکار ہو جائے گا۔ اور تم جادۂ حق سے منحرف ہو جاؤ گے۔

۳) اور تمام لوگوں کے لئے وہی کچھ چاہنا جو اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے چاہتے ہو اور جو (چیز یا) بات تم اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرو۔

۴) اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ حجت و دلیل سے جڑے اور چپکے رہو!

۵) اور اپنی رعایا (کے امور) کی اصلاح میں لگے رہو! اور حق تک پہنچنے کے لئے گردابوں میں گھس جاؤ (یعنی مشکلات کو بہ دل و جان قبول کرو)

۶) راہ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو! اور ڈٹے رہو!

۷) جب کوئی مرد مسلمان تم سے مشورہ مانگے تو اسے خیر خواہانہ نصیحت و مشورہ دو اور اپنے آپ کو نزدیک و دور افتادہ علاقوں کے مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ اور آئیڈیل بنادو۔ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (سورہ لقمان آیت ۱۷) اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو مصیبت تجھے پہنچے اس پر صبر کر یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے....!

اور تم پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل) ہوں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کی ایک تقریر

آپؑ کی اس تقریر کا موضوع زہد و پرہیز گاری، دنیا کی مذمت اور اس کا جلد گزر جانے والا ہونا ہے۔

......میں تمہیں دنیا کے بارے میں چوکنا اور ہوشیار کر دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ ذائقے میں میٹھی اور (دیکھنے میں) ہری بھری ہے۔ شہوات وخواہشات نفسانیہ سے گھری ہوئی ہے!

اس میں ہر چیز کے فوراً اور نقد مل جانے کی وجہ سے یہ سب کی محبوبہ ہے، طولانی امیدوں، آرزوؤں سے تعمیر شدہ ہے، اور پر فریب سجاوٹوں سے سجی ہوئی ہے۔

نہ تو اس کی خوشی اور نعمتیں پائیدار ہیں اور نہ اس کی مصیبتوں سے امان مل پاتی ہے یہ دنیا حد سے زیادہ دھوکے باز، ضرر رساں، زوال پذیر (کھڑکی کی مانند جو ہوا اور روشنی کے گزرنے کے لئے ہوتی ہے) گزر جانے والا راستہ سب کچھ کھا جانے اور (سب کو) ہلاک کر ڈالنے والی ہے۔ اگر اس (دنیا) نے اپنے عاشقوں اور چاہنے والوں کو کسی آرزو (تمنا کے حصول میں کامیابی) تک پہنچا بھی دیا ہے تب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق زیادہ آگے اور اونچے نہیں جا سکے ہیں...جیسا کہ اللہ نے فرمایا کَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيماً تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرا (سورہ کھف آیت ۴۵) وہ اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی پھر وہ ریزہ ریزہ ہوگئی، کہ اسے ہوائیں اڑا دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ (دنیا کا) حال یہ ہے کہ اس کی طرف سے کوئی خوشی اور نعمت مل بھی جائے تو اس کے پیچھے بہتے آنسو بھی ہوتے ہیں۔ اس نے اگر خوشی کا منہ دکھایا ہے تو ساتھ ہی اسے مشکلات اور برائی کی پیٹھ بھی دکھا دی

ہے!!اور دنیا میں کسی پر نعمتوں کی پھوار نہ پڑی مگر ساتھ ہی اس پر گرج چمک کے ساتھ مصیبت کی موسلا دھار بارش بھی برس گئی!!اگر صبح دم، یہ (دنیا گناہ کرنے میں) کسی کی مددگار ہوتی ہے تو دن ڈھلے اسی شخص سے اجنبی بن جاتی ہے اگر اس کا ایک پہلو کسی شخص کے لئے شیریں اور گوارا ہوتا ہے تو اسی کے لئے...دوسرا پہلو...تلخ، سخت بیماری اور وبا والا.....بھی ہوتا ہے۔اگر کوئی شخص اس کے بازوؤں کی پناہ میں چین سے سو جائے تو صبح دم وہ شدید ترین خوف کا شکار ہو کر اٹھ بیٹھتا ہے!

یہ دنیا سخت دھوکے باز ہے اس میں جو کچھ ہے سب دھوکا اور فریب ہے، یہ خود بھی فانی ہے اور اس میں جو کچھ ہے سب فانی ہے!اس دنیا کے سامان سفر میں صرف تقویٰ ہی سب سے بہترین ہے!جس کے پاس دنیوی سامان کم ہوگا اس کے پاس وہ چیزیں زیادہ ہونگیں جو اس کو امن اور چین سے رکھیں گی۔اور جس کے پاس دنیوی مال کثرت سے (جمع) ہو گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہمیشہ نہ رہ سکا اور باقی ماندہ بھی عنقریب...زوال کا شکار ہو جائے گا۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس دنیاوی مال پر اعتماد کیا اور اس نے انہی کو مصیبت میں مبتلا کر دیا۔اور بہت سے مطمئن لوگوں کو زمین پر پچھاڑ دیا!!

اور چوکنا اور خبردار رہنے والوں کو دھوکا دے دیا!!!

اور اس نے بہت سے ہیبت و رعب والے بڑے لوگوں کو حقیر و ناچیز کر دیا، ناز نخرے والوں کو بھوکا فقیر بنا دیا اور کئی تاجداروں کے منہ اور ہاتھ باندھ کر سرنگوں کر دیا!!!

اس (دنیا) کی سلطنت، ذلت وخواری ہے اور اس کی زندگی میں گدلا پن ملا ہوا ہے، اس کا گوارا (جسم کو موافق آنے والی شے) بھی شورزدہ اور کھارا ہے۔اس کا میٹھا بھی (اندرائن (ٹرو) کی مانند) تلخ اور کڑوا ہے۔

اس کے زندہ کو موت، صحت مند کو بیماری اور طاقتور کو (اپنی ملکیت) چھین لئے جانے کا دھڑکا (خدشہ) لگا رہتا ہے!

اس کی مملکت ہاتھوں سے چھن جانے والی ہے۔اس کا عزت مند، شکست خوردہ اور اس کا امن و چین غارت شدہ ہے! اور اس کے پناہ دہندہ کا سب کچھ چھن چکا ہے!!

اور ان سب کے پیچھے جان نکلتے وقت (موت) کی سختیاں اور آہ و زاریاں ہیں!

اور دوسری دنیا میں پہنچنے اور حاکم عادل کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف و ہراس ہے!!: لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَسَاؤُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (سورہ نجم آیت ۳۱) تاکہ وہ لوگوں کو، جنہوں نے بدی کی ان کے کئے ہوئے عمل کا بدلہ دے...اور ان لوگوں کو جنہوں نے نیکی کی، اچھا بدلہ دے!!

کیا ایسا نہیں ہے کہ تم ان لوگوں کے گھروں میں ہی رہ رہے ہو جن کی عمریں تمہاری عمروں سے بہت زیادہ لمبی تھیں اور ان کے آثار (وعمارات) تم سے کہیں زیادہ روشن تر تھے اور وہ تعداد میں تم سے بہت زیادہ تھے ان کی فوجیں اور لشکر تم سے زیادہ گنجان تھے! اور وہ مقابلہ و جنگ آزمائی میں سخت ترین تھے!!

تم نے دنیا کی پرستش کی اور کتنی کی....؟ اس کو ہر شے پر مقدم رکھا اور کس حد تک رکھا....؟ اور پھر تم نے دنیا سے پست و حقیر چیزوں کے ساتھ کوچ کا سامان کر لیا!

کیا تمہیں یہی کچھ چننا تھا.....؟

کیا تمہاری حرص و آز بس انہی چیزوں کے لئے تھی....؟

کیا صرف انہیں باتوں پر تمہارے دل کو چین و آرام مل گیا....؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ

أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لاَ يُبْخَسُونَ أُوْلَـئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ إِلاَّ النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُواْ فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُواْ يَعْمَلُونَ (سورۂ ھود آیت ۱۵،۱۶) جو کوئی دنیا کی زندگانی اور اسکی زینت چاہتا ہے ہم اس (دنیا) میں ہی انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا (بدلہ) دے دیں گے۔ اور انہیں اس میں کم نہ دیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کی آگ کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے اس دنیا میں کیا تھا وہ سب ضائع ہو گیا اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب باطل ہو گیا....!

بس.... یہ تو بہت ہی برا گھر ہے (خصوصاً) اس کے لئے جو اس کی اہمیت سے مرعوب نہ ہوتا ہو اور اس میں خوف زدہ نہ رہتا ہو۔!

اور تم جان لو...! ہاں....!! تم تو جانتے ہی ہو!! کہ تم کو اسے چھوڑنا ہی پڑے گا...اور یہ دنیا تو بس ویسی ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اوصاف بیان کر دیئے ہیں: لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ (سورۂ حدید آیت ۲۰)

(دنیا کی زندگانی تو) کھیل کود، اور زینت، اور تمہارا آپس میں فخر کرنا اور مالوں اور اولاد کی کثرت کیلئے باہم جھگڑنا ہے۔

....اس دنیا میں ان لوگوں کے واقعات سے نصیحت (اور سبق) حاصل کرو جنہوں نے ہر بلند ٹیلے پر اپنی نشانی بنا کر کھڑی کر دی اور انہوں نے ایسے کارخانے بنا لئے جیسے شاید وہ ہمیشہ یہیں رہیں گے!!

اور ان سے عبرت و نصیحت پکڑو کہ جنہوں نے کہا: مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً

(سورہ فصلت آیت ۱۵) ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے.....؟

اور اپنے ان بھائیوں سے نصیحت حاصل کرو کہ ان کو کس طرح سے ان کی قبروں کی

طرف اٹھا کر لے جایا گیا؟ اوران کو سواری کی دعوت بھی نہ دی گئی اوران کو قبروں میں اتارا گیا تو ان کے مہمانوں کا بھی شمار نہ کیا گیا....!!

ان کو دھوپ سے بچانے کے لئے ان پر قبر بنادی اور مٹی کو ان کا کفن اور بوسیدہ ہڈیوں کو ان کا پڑوسی بنادیا....!!!

وہ ایسے بے زبان پڑوسی ہیں جو کسی پکارنے والے (پڑوسی) کا جواب بھی نہیں دیتے اور جو نہ اپنے تک آنے والی کسی برائی کو روک پاتے ہیں!

نہ وہ کسی سے ملاقات کیلئے جاتے ہیں نہ ان سے ملاقات کے لئے کوئی آتا ہے!!

وہ ایسے بردبار لوگ ہیں جن کے کینے مر چکے ہیں اور ایسے لاعلم و نادان لوگ ہیں جن کی دشمنیاں (ان کے سینوں سے) جا چکی ہیں! جن کے آزار و آسیب سے ڈرا بھی نہیں جاتا! اور نہ جن سے کسی دفاع کی امید کی جاسکتی ہے!

اور اب تو وہ ایسے ہیں جیسے کبھی تھے ہی نہیں! اور جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلاً وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ (سورۂ القصص آیت ۵۸)

پس یہ ان کے مکانات ان کے بعد آباد ہی نہیں کئے گئے مگر تھوڑے سے......اور ہم ہی وارث ہوئے!

انہوں نے زمین کے اوپر زندگی بسر کرنے کے بجائے اس کے اندر جگہ پسند کرلی ہے اور فراخی کے بجائے تنگی اور گھٹن کو پسند کرلیا ہے اور انہوں نے گھریلو زندگی کے بجائے غربت و مسافرت کی زندگی کو اور نور کے بجائے تاریکی کو چن لیا ہے۔

وہ دنیا میں جیسے عریاں اور برہنہ آئے تھے ویسے ہی انہوں نے دنیائے فانی سے

حیات جاودانی اور ہمیشہ باقی رہنے والی اقامت گاہ کی طرف کوچ کر لیا ہے!!!

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْداً عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ (سورۂ انبیاء آیت ۱۰۴) جس طرح ہم نے اسے پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اسے دہرا دیں گے، یہ وعدہ (پورا کرنا) ہمارے ذمے ہے اور ہم ضرور اسے (پورا) کرنے والے ہیں!

امیر المومنین علی علیہ السلام کی یہ تقریر ان لوگوں کا جواب ہے جو بیت المال کی مساویانہ و عادلانہ تقسیم پر معترض تھے...!

اما بعد!...اے لوگو! پس ہم اپنے پروردگار، معبود اور نعمتوں کے مالک کی حمد وثنا کرتے ہیں کہ اس نے ہم پر اپنی ان ظاہری و باطنی نعمتوں کو جن نعمتوں کے حصول کے لئے ہمارے پاس نہ طاقت تھی نہ قوت...ہمیں عطا کر کے اس نے ہم پر فضل و احسان کیا تا کہ وہ ہمارا امتحان لے.....! کہ ہم نعمتیں پا کر اس کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری کرتے ہیں تو جس نے بھی نعمتوں کا شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی نعمتوں میں اور اضافہ کیا اور جس نے کفران نعمت کیا تو پروردگار نے اسے عذاب (مسلسل) سے دوچار کیا...!!!

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک اور حصہ دار نہیں...!

وہ (ایسا) ایک ہے (جس کا ثانی نہیں!) وہ بے نیاز و بے پرواہ ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں! اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں، شہروں، جانداروں اور چوپایوں پر رحمت اور نعمت بنا کر بھیجا ہے...اور اس نعمت کے ذریعے اللہ نے (ان سب پر) فضل و احسان فرمایا ہے......!

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم!

اے لوگو!

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں میں سے رتبے اور منزلت میں سب سے زیادہ افضل و برتر وہ شخص ہے جو ان میں سے سب سے زیادہ گراں قدر اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے لئے سب سے زیادہ فرماں بردار، اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر سب سے زیادہ عمل کرنے والا، سنت

رسولؐ کی سب سے زیادہ پیروی کرنے والا اور اللہ کی کتاب (پر سب سے زیادہ عمل کر کے اس) کو سب سے زیادہ زندہ کرنے والا ہو....!!

ہمارے نزدیک، خلق خدا میں سے کسی شخص کیلئے کوئی بھی چیز وجہِ فضیلت و برتری نہیں...سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کی پیروی و اتباع کے اور یہ اللہ کی کتاب، پیغمبرؐ خدا کا فرمان اور ان کی سیرت پاک ہمارے درمیان موجود ہے....!!!

اور اس بات سے تو خدائے عزیز و جلیل کے راستے سے ہٹے ہوئے جاہل مخالف کے سوا کوئی شخص لاعلم رہ ہی نہیں سکتا.....!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (سورۂ حجرات آیت ۱۳) لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر (مرد) اور مادہ (عورت) سے پیدا کیا، ہم نے تمہیں خاندان اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے....!

تو جس شخص نے تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کرلیا.....در حقیقت وہی شریف، احترام کے لائق اور محبت کے قابل ہے....! اور یہی مرتبہ (ومقام) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے اطاعت گزاروں کا ہے....!

اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۂ آل عمران آیت ۳۱) اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (پھر) تم کو اللہ (بھی)

دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرمایا: أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ (سورۂ آل عمران آیت ۳۲) تم اللہ اور رسول (محمدؐ) کی اطاعت کرو...!

پس اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ کافروں کو قطعاً پسند نہیں کرتا.....!

پھر آپ نے بہ آوازِ بلند فرمایا:

اے مہاجرو! اے انصار! اور اے مسلمانو! کیا تم نے اسلام قبول کر کے اللہ اور اس کے رسولؐ پر کوئی احسان کیا ہے...؟ حالانکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہی تم پر احسان ہے...!!!! اگر تم سچے ہو (تو کیا تم کہہ سکتے ہو؟ کہ ایسا نہیں ہے)

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

آگاہ رہو! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ اگر کسی شخص نے (بہ ظاہر) ہمارے قبلہ (کعبہ محترم) کی طرف اپنا رخ کر لیا ہے اور ہماری طرح کا ذبیحہ کھایا اور اس بات کی شہادت اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں تو ہم نے بھی اس پر احکام قرآن کو جاری و نافذ کر دیا اور ہماری جانب سے اس کو اسلام کے (معنوی و مادی) حصوں (بخروں اور اجزاء) سے نواز دیا گیا!

تقویٰ و اطاعت خداوندی کے سوا (بغیر) کسی کو کسی پر کوئی برتری و فضیلت حاصل نہیں!

اللہ تعالیٰ ہمیں اور (خصوصاً) تمہیں متقین اور اپنے ایسے اولیاء و احباء (دوستوں) میں قرار دے جن پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ وہ لوگ رنج و حزن کا شکار ہونگے: (وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ) (سورۂ بقرہ آیت ۶۲)

پھر اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! یہ دنیا جس کی تمنا و رغبت

میں تم منہمک ہو یہ دنیا تو تمہیں (تمہاری اس آرزو اور چاہت کے مقابلے میں) نصیحت دے رہی ہے اور (اپنی چاہت سے ہٹا کر) تمہیں (دور) پھینک رہی ہے۔ یہ دنیا تمہارا گھر نہیں ہے اور نہ یہ تمہاری وہ (آخری) منزل ہے جس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور نہ یہ وہ جگہ اور مجلس ہے جس کی (طرف) تمہیں دعوت دی گئی ہے۔

ہوشیار!

نہ تو یہ دنیا تمہارے لئے باقی رہے گی نہ تم اس میں زندۂ جاوید رہو گے تو کہیں دنیا کا نقد مال ہونا.... تمہیں دھوکا و فریب نہ دے دے... تمہیں تو اس (کے فریبوں) سے بچنے کے لئے کہہ دیا گیا ہے اور تمہیں اس کی صفات بتا دی گئی ہیں اور تم دنیا (کی فریب کاریوں) کا تجربہ بھی کر چکے ہو اور اسی لئے تم خود اس کے انجام کو تعریف و ستائش کے لائق نہیں سمجھتے....!

اللہ تم پر رحم فرمائے.. تم اپنی ان منزلوں تک پہنچنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرو جن منازل کے لئے تمہیں اللہ کا حکم ہوا کہ انہیں آباد کرو اور وہ گھر اور منزلیں ایسی آباد ہیں کہ کبھی ویران نہ ہونگیں اور ایسی مستحکم، پائیدار اور باقی رہنے والی ہیں جو کبھی نیست و نابود نہ ہونگیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے ان گھروں کی طرف رغبت دلائی اور ان کی جانب تمہیں بلایا ہے اور اس نے تمہارے اجر و ثواب کو ان منازل (اور گھروں) میں ہی قرار دیا ہے...!

اے مہاجرین و انصار! اور اللہ کے دیندارو!

اللہ کی کتاب قرآن میں تمہارے بارے میں جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک جو منزلت، مقام و مرتبہ تم رکھتے ہو اور جس مقام اور رتبے کی خاطر تم نے جہاد کیا ہے ان سب کے بارے میں اچھی طرح غور کرو اور دیکھو کہ کیا ان سب کے لئے فضیلت و برتری تمہیں حسب و نسب کی بنیاد پر ملی ہے....؟؟ یا عمل اور اطاعت

کی بنیاد پر.....؟؟

خدا تم پر رحم فرمائے!!

تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو صبر کے ذریعے اور ان ہستیوں کی حفاظت ونگرانی کے وسیلے جنہیں تمہاری خاطر اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا ہے ان سے اپنے لئے بہ تمام وکمال حاصل کرو.....!!!

یاد رکھو!

اگر تم اللہ تعالیٰ کی ہدایت، وصیت اور تقویٰ کا خیال اور پاس کرو گے تو تمہاری دنیا کی کسی چیز کا ضائع ہو جانا تمہیں قطعاً نقصان نہیں پہنچائے گا.....!

اور تقویٰ و پرہیز گاری کے بارے میں تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اگر تم اسے ضائع کرو گے تو دنیا کی چیزوں کی تم کتنی ہی پاس داری وحفاظت کرتے ہو وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچائیں گی.....!

اے اللہ کے بندو!

تمہیں اللہ کا حکم تسلیم کر لینا چاہئے.....! اور اس کے مقدر کے فیصلے پر راضی رہنا اور اس کی جانب سے مصیبت وابتلاء پر صبر کرنا چاہئے.....!

بہر حال..! یہ جو بیت المال (مال ''فے'') ہے تو اس (کے مال کی تقسیم) میں کسی شخص کو کسی پر کسی قسم کی ترجیح (وامتیاز حاصل) نہیں ہے.....! اس لئے کہ یہ تو جو کچھ ہے اللہ کا مال ہے اور وہ ہر شخص کا حصہ معین کر چکا ہے اور تم اللہ کے مسلمان بندے ہو اور یہ اللہ کی کتاب (قرآن) ہے جس (کے احکام) کا ہم نے اقرار کیا ہے اور ہم اس کی حقانیت وسچائی پر گواہی دے چکے ہیں اور اس (کتاب) کے لئے ہم سر تسلیم خم کر چکے ہیں اور ہمارے نبی کا فرمان ہمارے سامنے موجود ہے۔ پس تم بھی اسے مان لو.....!

اللہ تم پر رحم کرے...!

اور جو احکام قرآن اور فرمان پیغمبرؐ کو پسند نہیں کرتا تو اس کی مرضی ہے جیسے اور جدھر چاہے منہ پھیر لے اور جو یقیناً اللہ کی اطاعت پر عمل پیرا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق حکمرانی کرے گا اسے کسی بات کا ڈر نہیں: فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (سورۂ بقرہ آیت ۳۸) نہ ان پر خوف (طاری) ہوگا، اور نہ وہ رنج کریں گے۔ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورۂ بقرہ آیت ۵) اور یہی لوگ (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں

اور ہم اپنے پروردگار اور معبود سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور (خصوصاً) تمہیں اپنی اطاعت کے لائق بنادے اور وہ ہمیں اور تمہیں اس (ثواب وانعام) کی طرف راغب کرے جو اس کے پاس ہے....!

جو میں کہہ رہا ہوں تم نے سن لیا...!

اور (آخر میں) میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لئے بخشش اور مغفرت کا طلب گار ہوں۔

امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد گرامی

.....کہ بیت المال کو اس کے صحیح مصرف ہی میں خرچ کرنا چاہئے...

جب آپؑ کے ساتھیوں میں سے کچھ نے معرکہ صفین کے موقع پر دیکھا کہ معاویہ اپنے ساتھیوں اور طرف داروں کو مال و دولت سے خوب نواز رہا ہے تو لوگ تو دنیا دار ہوتے ہی ہیں انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے مشورۃً کہا...کہ یہ (عمومی) مال و دولت لوگوں کو عطا کردیں.....!

اور سرداروں (اشرافیہ) اور ان لوگوں کو جن سے آپ کو مخالفت (یا ان کے حکومت اسلامی سے) جدا ہو جانے کا خوف و خدشہ ہے تو ان کو مال و دولت سے نوازنے میں ترجیح دیں... یہاں تک کہ جب حالات آپ کی مرضی کے مطابق ہو جائیں تو پھر بے شک آپ اسی بہترین مساویانہ و عادلانہ تقسیم پر دوبارہ لوٹ آیئے....

تو امیر المومنین علیہ السلام نے (ان کے مشورے کے جواب میں) ارشاد فرمایا: کیا تم مجھے اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے ہو کہ جن مسلمانوں پر میں حاکم و ذمہ دار بنایا گیا ہوں ان پر ظلم و جور کر کے (اپنی فتح و کامرانی کے حصول کی خاطر) میں چند افراد (کو ناجائز طور پر دولت سے نواز کر ان) کی مدد اور کمک حاصل کرلوں...؟ وَاللہ! جب تک اس دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور آسمان میں ایک ستارہ دوسرے ستارے کی جانب جھکتا رہے گا میں اس طور و طریقے پر کبھی نہیں چل سکتا اور اگر مسلمانوں کا یہ مال میرا ذاتی مال ہوتا تب بھی میں اسے برابر (اور مساویانہ) ہی تقسیم کرتا.....!!!

اور ایسا کیسے ہو سکتا ہے (کہ میں غلط تقسیم کروں) اس لئے کہ یہ مال تو مسلمانوں ہی کا مال ہے.....!!!

پھر آپ ایک طویل وقفے کے لئے خاموش ہو رہے!!!

اور کچھ دیر بعد ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس مال ہو تو اس کو مال تباہ و خراب کرنے سے بچنا چاہئے... اس لئے کہ تمہارا کسی کو اس طرح مال کا ناحق عطا کر دینا فضول خرچی اور اسراف ہے......!!!

یہ عادت و شیوہ صاحب مال کے نام اور ذکر کو لوگوں میں.....اگر چہ بلند (آہنگ و مرتبہ) کر دیتا ہے.....تاہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو پست و ذلیل کر دیتا ہے...کوئی شخص اپنے مال کو ناحق اور نااہلوں میں صرف نہ کرے....ورنہ صرف یہ ہوگا کہ وہ ان کے شکریہ سے تو محروم رہے گا ہی......مزید برآں اس مال کا فائدہ اور اچھائی بھی بس غیروں ہی کو نصیب ہوگی اور اگر کوئی نااہل اس کے پاس باقی بھی رہ گیا جو اسے اپنی محبت جتا رہا ہوگا یا اس کا شکریہ ادا کر رہا ہوگا تو یہ بھی ایک طرح کی چاپلوسی اور جھوٹ ہی ہوگا اور یہ شخص بھی صرف اس لئے (مال دار) کے نزدیک ہو رہا ہوگا کہ پہلے کی طرح اس سے کچھ اور مال حاصل کر لے اور اگر کسی روز اس (مال وصول کرنے والے) کا یہ دوست پھسل (کر بستر پر گر) جائے تو اس کی مدد یا بدلے کا ضرورتمند یا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لئے بدترین دوست اور سب سے زیادہ رنج والم پہنچانے والا ساتھی ثابت ہوگا.....!!!

(وہ اسے) جاہلوں کی کہاوت یا مقولہ (سنا دے گا) کہ عطا و انعام کا سلسلہ اُن پر اس وقت تک جاری تھا جب تک اس (مالدار) نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں داد و دہش سے بخل اختیار نہ کیا تھا.....!!!

تو اس سے زیادہ تباہ شدہ اور پست تر حصہ (مال کا) اور کون سا ہوگا.....!!!

اور اس نیکی اور احسان سے زیادہ ضائع ہونے والی اور کمترین فائدے والی نیکی احسان اور کون سا ہوگا.....!!!؟؟

تو جس کو مال و دولت نصیب ہو جائے تو اس مال کے وسیلے سے اس شخص کو رشتے داروں عزیزوں سے صلہ رحمی اور بہترین مہمان نوازی اور ضیافت کرنا چاہیئے اور محتاج و ضرورتمند کو اس کی محتاجی سے اور قیدی کو اس کی قید سے نجات و رہائی دلوانا چاہیئے اور ادھار کے شکنجے میں جکڑے ہوئے لوگوں کو، راہ سفر میں لٹ جانے یا غریب ہو جانے والے مسافروں اور بے نوا فقیروں اور مہاجرین کی مدد و اعانت کرنا چاہیئے اور اپنے لئے حقوق کا لحاظ کرنے اور ثواب کے بدلے (کے انتظار) کے لئے صبر کی عادت ڈال لینا چاہیئے....

اس لئے کہ انہی خصائل کے ذریعے دنیاوی شرف و مرتبہ بھی اکٹھا اور جمع کیا جا سکتا ہے اور فضائل آخرت کا حصول بھی ممکن ہے۔

❁❁❁❁❁

متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے دنیا کے اوصاف
امیر المومنین علیہ السلام کی نگاہ سے

جابر بن عبداللہ انصاری نے بتایا ہے کہ بصرہ کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد ہم امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ ہی تھے.....! کہ رات گئے امیر المومنین علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے پوچھا کہ تم کس چیز میں مشغول ہو....؟ ہم لوگوں نے عرض کیا دنیا کی مذمت و برائی میں لگے ہوئے ہیں تو آپؑ نے فوراً فرمایا:

''تم دنیا کی برائی کیوں کر رہے ہو...؟ پھر آپ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا: امابعد.....! لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کی مذمت کر رہے ہیں کہ وہ لوگ دنیا کے بارے میں یہ باتیں کر کے زہد (بے رغبتی) کو اپنے آپ سے منسوب کرنا چاہ رہے ہیں جو شخص دنیا کو سچا سمجھتا ہے تو دنیا اس کے لئے سچائی کا پڑاؤ ہے۔ جو اس کی حقیقت سمجھ لے تو یہ دنیا اس کے لئے عافیت کا مسکن ہے اور جو اس دنیا سے (آخرت کی خاطر) زادراہ اور توشہ سفر جمع کر لے تو یہ اس کے لئے دولت مندی و تونگری کی سرائے ہے....!

یہ دنیا.... پیغمبران خدا کی سجدہ گاہ وحی الٰہی کے نزول کی جگہ... اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی جائے نماز، اس کے دوستوں کی اقامت گاہ اور اولیاء اللہ کا بازار اور تجارت گاہ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کماتے اور منافع میں جنت پاتے ہیں....!!

اے جابر! یہ کون لوگ ہیں جو دنیا کی برائی کرتے ہیں....؟

دنیا تو اپنے جدا ہونے کی اذان دے چکی اور اپنے باقی نہ رہنے کا اعلان کر چکی ہے اپنے زوال (کی صفات) کو بیان..... مصیبتوں میں اپنی نمائش اور سرور کی کیفیت میں ڈال کر اپنے نشے کا شوق دلا چکی ہے اور شام کو اگر کسی دردناک مصیبت میں ڈالتی ہے تو صبح

سویرے کسی نعمت (صحت جسم و روح) کے ساتھ اٹھاتی ہے۔تاکہ وہ (دوزخ سے) ڈرائے اور (جنت کی) ترغیب دلائے...لوگ تو دنیا کی مذمت و برائی، بس ندامت و پشیمانی کے وقت ہی کرتے ہیں......۔اس دنیا نے تو ان لوگوں کی......، خدمت کی ہے اور دیانتداری اور سچائی کے ساتھ کی ہے.....!

اس دنیا نے ان کو یاددہانی کروائی تو انہیں یاد آ گیا.اس نے انہیں نصیحت کی تو انہوں نے نصیحت حاصل کی......!اس نے انہیں ڈرایا تو وہ ڈرے۔۔۔اس نے انہیں شوق دلایا تو انہیں شوق پیدا ہوا...!

پس اے دنیا کی برائی اور مذمت کرنے والے! دنیا کے دھوکے اور فریب میں مبتلاء شخص ! دنیا تیرے نزدیک لائق مذمت تھی ہی کب....؟ بلکہ (میں تو تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ) اس نے تمہیں اپنے ساتھ کب دھوکے سے گھسیٹا.......؟ کیا اس نے تمہیں جب دھوکا دیا کہ جب تمہارے آباء واجداد اپنی قبروں میں بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہو چکے تھے یا (یہ دھوکا اس نے تب دیا تھا) جب تمہاری مائیں اپنی قبروں (اپنے گرد آلود بستروں) میں جا سوئی تھیں...؟ تم نے اکثر و بیشتر بذات خود بیماریوں کی دیکھ بھال کی اور اپنے ہاتھوں ان کی تیمارداری کی اور ان کے لئے دوائی تیار کی اور ان کے لئے ڈاکٹروں اور حکیموں کو تلاش کیا اور (پھر بھی) تم اپنی خواہش و آرزو (ان مریضوں کی شفا) حاصل نہ کر سکے اور تمہاری حاجت بر نہ آ سکی۔(یہ سب تو نہ ہو سکا) مگر دنیا نے تمہارے لئے اس مقصد کی خاطر خود کو مجسم کر لیا اور بیماروں کے حال کی تمہارے سامنے ایسی سچی تصویر کشی کی کہ کل تمہارا حال بھی ان بیماروں جیسا ہوگا جب تمہارے دوست تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکیں گے اور نہ تمہاری فریاد و پکار تمہارے کسی کام آ سکے گی۔(اور ایسا تب ہوگا) جب تمہارے لئے مرضِ (موت) کی علامتیں، موت کی سختی اور شدت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔درد کی جلن اور (دل کی) گھٹن المناک و دردناک

ہو جائے گی اور جب نالہ وزاری بے سود ہوگی اور چیخ چیخ کر رونا دھونا (نالہ وشیون) بھی موت کو (دھکیل کر) تم سے دور نہ کر سکے گا....!

(موت کی وجہ سے) سینے میں (نیزہ لگ جانے کی سی) سخت چبھن اور گلے میں سخت گھٹن ہوگی۔ جب کوئی شخص اس (موت) کو فریاد سنا نہ سکے گا..... نہ کسی کی دعا اُسے (موت کو) ذرا دھکا سکے گی۔ زندگی کی مدت ختم ہوتے وقت غم کتنا طویل ہوگا۔ پھر (مرنے کے بعد لکڑی کے) تابوت میں رکھ کر چار آدمی اسے ہاتھوں پر لے جائیں گے اور اسے اس کی قبر میں لٹا دیں گے (طویل) اقامت کے لئے اور قبر بھی تنگ (ہوگی)!

اب تو....ساری طاقت وتوانائی رخصت ہوئی اور زندگی کی مدت تمام ہوئی اور مہربانوں نے اس کو چھوڑ دیا اس پر لطف وکرم کرنے والوں نے اس سے رشتہ کاٹ پھینکا اب تو گہرے دوست بھی اس کے نزدیک نہیں آتے!!!

اور اب تو کوئی ملاقاتی اس کے پاس ٹھہرنے کیلئے آتا ہی نہیں...!!

اب تو اس کا گھر بھی (اکھٹا اور) مرتب نہ رہا.... ہر نشان واثر ختم ہوا.

اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں مل پاتی، خاموشی وسکوت کا جبر ہے!!!

اور اس کے وارث تو، اس کا چھوڑا ہوا ترکہ و میراث جلد از جلد تقسیم کرنے کے لئے دوڑ پڑے اور اس کو ملا! غم وحشت وہلاکت!!! اور گناہوں نے اس کو ہر طرح سے گھیر لیا تو اگر اس نے آگے (آخرت) کے لئے اچھائیاں اور خیر بھیجا ہے تو اس نے بڑا اچھا کام کیا ہے اور اگر اس نے برے کرتوتوں اور شر کو آگے بھیجا ہے تو اس کے انجام اور واپسی کے ٹھکانے پر ہلاکت (اور گھاٹا ہی گھاٹا) ہے..!!

اس دنیا کی سکونت وقرار، کیسے فائدہ پہنچا سکتا ہے جبکہ موت اس کی (غایت، انجام و) انتہاء ہے! اور اس کی زیارت گاہ قبر ہے...!

بس! نصیحت کے لئے اتنا ہی کافی ہے!

پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اے جابر! بس کافی ہے، تم ذرا میرے ساتھ چلو...! (تو جابر کہتے ہیں کہ) پھر میں آپؑ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، یہاں تک کہ ہم لوگ ایک قبرستان کی طرف آنکلے.....(تو یہاں) امیر المومنین علیہ السلام نے (قبرستان میں مدفون لوگوں کو مخاطب کر کے) فرمایا:

اے خاک نشینو! اور اے (آوارہ وطن اور اجنبی) مسافرو!

تمہارے گھروں کو تو (دوسروں کی جانب سے اپنا) مسکن بنالیا گیا اور تمہاری میراثوں (اور ترکوں) کو (وارثوں میں) بانٹ دیا گیا اور تمہاری بیویوں سے نکاح کر لئے گئے!!! یہ (تو) وہ خبریں ہیں جو (تمہارے لئے) ہمارے پاس ہیں...!!!

(یہ بتاؤ) تمہارے پاس (ہمارے لئے) کیا خبر ہے...؟

یہ کہنے کے بعد کافی دیر تک امام علیہ السلام خاموش رہے .....! اس (طویل وقفے) کے بعد آپؑ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے: قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلند کیا تو وہ بلند ہوگیا، جس نے زمین کو بچھایا تو وہ (پیٹ کی مانند) بڑھ کر پھیل گئی۔ اگر ان (اہل قبور) کو بولنے کی اجازت مل جائے تو یہ یقیناً یہ کہیں گے کہ **"ہم نے تو سب سے بہتر زادِ راہ (قطعی طور پر) تقویٰ کو ہی پایا"** ..... پھر آپؑ نے فرمایا:

اے جابرؓ! تم چاہو تو، واپس چلے جاؤ....!!

❁❁❁❁❁

امیر المومنین علی علیہ السلام کا کلام بلاغت نظام.....

ایمان اور ارواح کی اقسام کے بارے میں

امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں کوئی شخص آیا اور اس نے آپ سے عرض کیا: کچھ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص جب تک کہ مومن ہوز نا نہیں کرتا نہ وہ شراب پیتا ہے، نہ سود کھاتا ہے اور نہ وہ خون ناحق بہاتا ہے....! ان کی یہ بات مجھے بہت گراں گزرتی ہے میں ان کے اس عقیدے سے تنگدل ہو گیا ہوں اور اس سوچ و گمان میں پڑ گیا ہوں کہ یہ شخص جو نماز گزار ہے اور ہم لوگ ایک دوسرے کو سپرد خاک بھی کرتے ہیں...!

تو میں اسے ایک چھوٹے سے گناہ کے سرزد ہو جانے کی وجہ سے کیسے بے ایمانوں میں شمار کرلوں....؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بھائی نے سچ کہا ہے وہ اس لئے کہ میں نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے تین طبقے پیدا کئے اور انہیں تین (درجے اور) جگہیں دی....اور یہ (حدیث رسولؐ) تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی: فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ

(سورۂ واقعہ آیت ۸ تا ۱۱)

پس وہ دائیں ہاتھ والے کیا (اچھا نصیبہ) دائیں ہاتھ والوں کا اور بائیں ہاتھ والے کیا (برا نصیبہ) بائیں ہاتھ والوں کا اور آگے بڑھنے والے ہی سب سے آگے ہونگے..وہی (اللہ تعالیٰ کے) مقرب ہونگے..!!!

بہر حال یہ جو اللہ جل وعزّ نے آگے بڑھ کر سبقت کرنے والوں کا ذکر کیا ہے تو یہ انبیاء و پیغمبرؐ ہیں اور ان میں رسولؐ اور غیر رسول (دونوں قسم کے انبیاء) شامل ہیں....!

ان ذوات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے پانچ قسموں کی روحیں ودیعت فرمائی ہیں....!

۱) روح القدس

۲) روح الایمان

۳) روح القوۃ

۴) روح الشہوۃ

۵) روح البدن

پس اللہ تعالیٰ نے انبیاء وپیغمبر کو ''روح القدس'' کے وسیلے رسول بنا کر بھیجا اور ان انبیاء نے ''روح الایمان'' کے وسیلے اللہ کی عبادت کی اور کسی چیز کو اس کا ساتھی وشریک قرار نہ دیا.... ''روح القوۃ'' کے ذریعے ان انبیاء نے دشمنوں کا مقابلہ اور جہاد کیا اور اپنی زندگی کا ساز وسامان بہم پہنچایا...!!

اور ''روح الشہوۃ'' کے ذریعے سے وہ کھانے پینے کی چیزوں سے لذت اندوز ہوئے اور انھوں نے عورتوں سے حلال و جائز طور پر نکاح کئے اور ''روح البدن'' سے ان حضرات نے چلنے پھرنے اور آگے بڑھنے کی طاقت حاصل کی....!

یہ وہ حضرات ہیں جو بخش دیے گئے ہیں اور ان کو گناہوں سے روگرداں ہی رکھا گیا ہے...!

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳)

یہ سب رسول (جن کو ہم نے بھیجا ان میں سے) بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت عطا کی، ان میں سے وہ (رسول) بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے خود کلام کیا اور ان میں سے

بعض کے درجے بلند کئے اور ہم نے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو کھلی دلیلیں فراہم کیں اور ہم نے اس کی تائید پاکیزہ روح سے کی...!!

پھر ان سب کے بارے میں فرمایا:

وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ (سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

کہ اس نے ان حضرات کو اپنی روح کے وسیلے کرامت اور دوسروں پر برتری عطا کی تو یہ وہ لوگ ہیں جو بخش دیے گئے ہیں پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اصحاب میمنہ (اصحاب یمین یا نیک بخت لوگوں) کا ذکر فرمایا ہے اور یہ لوگ بذات خود حقیقی مومنین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو چار ارواح سے نوازا ہے:

۱) روح ایمان،

۲) روح قوۃ،

۳) روح شہوۃ،

۴) روح بدن۔

جب تک ان کے حالات میں کوئی تغیّر یا تبدیلی واقع نہ ہو تو یہ چار ارواح مومن میں پوری کی پوری موجود رہتی ہیں (اس مرحلہ کلام پر) اس شخص نے دریافت کیا کہ مولا! وہ کون سے حالات ہیں....؟

تو آپؑ نے فرمایا: ان میں سے پہلے حال کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا (سورہ حج آیت ۵)

اور تم میں سے بعض کو ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے!

پس، تمام روحیں اس مومن میں سے کم ہوتی جاتی ہیں مگر وہ (اس کمی و نقص کے باوجود) دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا...!

اس لئے کہ اس مومن کے ساتھ (کمی و نقص) خود اللہ تعالیٰ نے ہی تو کیا ہے اور اس مومن کو عمر کے پست ترین مرحلے تک پہنچانے والا وہ خود ہی تو ہے...!! کہ جب وہ نہ تو وقت نماز کو پہچان پاتا ہے نہ رات میں نماز شب (تہجد) پڑھنے کی اور نہ وہ دن میں روزے رکھنے کی اپنے اندر سکت پاتا ہے... تو اس طرح اس میں روح ایمان کم ہوجاتی ہے..... تاہم یہ (کمی و نقصان) ان شاء اللہ اس (بندۂ مومن) کے لئے ذرا بھی (نقصان دہ یا) ضرر رساں نہیں ہے...!!!

اور اس مومن میں سے روح شہوت کم ہوجاتی ہے تو اس کا حال یہ ہوجاتا ہے کہ آدمؑ کی خوبصورت ترین بیٹیاں بھی اس کے قریب سے گزریں تو اس کا دل ان پر مائل نہیں ہوتا..!

اور اس میں روح بدن (تو، تا وقت موت) باقی رہتی ہے جس کے سہارے وہ چلتا پھرتا رہتا ہے اور یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے، تو اس کا یہ حال بھی اچھا ہی ہے.....!!

اور اس (بندۂ مومن) کا یہ حال بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے... اور کبھی اس مومن کو کچھ اور حالات سے اپنی طاقت و جوانی کی وجہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے کہ جب وہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو روح قوت اسے گناہ پر بہادر بنا دیتی ہے اور روح شہوت اس کے سامنے گناہ کو سجا بنا کر پیش کرتی ہے اور روح بدن اسے گناہ میں گرا ڈالنے کے لئے کھینچے لئے جاتی ہے.....!!

تو جب وہ مومن گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو وہ ایمان سے (ہڈی سے گوشت کی طرح) جدا ہوجاتا ہے اور ایمان اس سے دور ہوجاتا ہے اور پھر کبھی واپس نہیں آتا.....! یا پھر یہ کہ وہ شخص توبہ کرلے.... پس اگر وہ شخص توبہ کرلے اور ولایت (ائمۂ طاہرینؑ) کی (پہچان اور) معرفت حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کی

طرف لوٹ گیا تو گویا وہ ولایتِ (ائمہؑ کے اعتقاد) سے دستبردار ہو گیا....!

تو نتیجتاً اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں داخل کردے گا...!اور اصحاب المشئمہ (اصحاب الشمال یا بد بخت لوگ) تو یہ لوگ تو یہودی اور نصرانی ہیں....!!

اور اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُونَهُ کَمَا یَعْرِفُونَ أَبْنَاءَ هُمْ وَإِنَّ فَرِیْقاً مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُونَ اَلْحَقُّ مِن رَّبِّکَ فَلاَ تَکُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۶، ۱۴۷)

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس (رسولؐ) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح (اپنے گھروں میں) اپنے بیٹوں کو؛ اور بے شک ان میں سے ایک گروہ حق کو ضرور چھپاتا ہے، درآنحالیکہ وہ جانتے ہیں، حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے، پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا....!!

جب اس گروہ یہود و نصاریٰ نے حق کو پہچان لینے کے باوجود اس سے انکار کردیا (تو) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش (وامتحان) میں ڈال دیا اس لئے ان (یہود و نصاریٰ) سے روح ایمان کو سلب کرلیا اور ان کے جسموں میں تین روحیں چھوڑ دیں:

۱) روح قوت

۲) روح شہوت

۳) روح بدن

پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو چوپائیوں سے ملا دیا اور انہیں چوپائیوں جیسا فرمادیا: إِنْ هُمْ إِلَّا کَالْأَنْعَامِ......(سورۂ فرقان آیت ۴۴) یہ نہیں ہیں، مگر چوپایوں کی مانند! اس لئے کہ چوپائے بھی روح قوت کے بل پر بوجھ اٹھاتے، روح شہوت کی وجہ سے چارا کھاتے اور روح بدن کے سہارے راستہ طے کرتے ہیں۔

(امیر المومنین علیہ السلام کی یہ حکیمانہ گفتگو اور توضیحات سن کر) اس سوال کرنے والے نے بے ساختہ کہا:

أُحْيِيَتْ قَلْبِيْ!....آپ نے میرے دل کو زندگی بخش دی۔

❁❁❁❁❁

زیاد بن نضر کے لئے آپؑ کی ہدایات وسفارشات:

جب آپ نے معرکۂ صفین کے موقع پر ان کو اپنے لشکر کے ہراول دستے (مقدمۃ الجیش) کا سپہ سالار مقرر فرمایا!

صبح ہو یا شام ہر وقت اللہ سے ڈرو!

اور اپنے نفس کے فریب سے ڈرتے رہو!

اور کسی بھی حالت میں اپنے نفس کو آزمائش وامتحان سے بچا ہوا مت سمجھو!

اور یہ بات جان لو! کہ اگر تم ان بہت سی پسندیدہ چیزوں کے ناپسندیدہ نتائج و عواقب سے خوف کھا کر اپنے نفس کو نہیں روکو گے تو تمہاری خواہشات نفسانی اور ہوس تمہیں بہت زیادہ نقصان وضرر میں ڈال دیں گی۔ یہاں تک کہ تم مجبوراً اُنہیں خود ہی چھوڑ دو...!

لہٰذا تم اپنے آپ کو ظلم وستم، گمراہی، زیادتی اور تجاوز سے روک کر رکھو!

میں نے تمہیں اِس لشکر کا امیر وحاکم مقرر کیا ہے!

پس تم اِنہیں ذلیل وپست مت سمجھنا اور نہ اپنے آپ کو ان سے زیادہ بلند سمجھ بیٹھنا۔!

کیونکہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی وپرہیز گار ہو...!

ان میں سے جو عالم ہیں تم ان سے کچھ نہ کچھ سیکھو، اور اُن میں جو جاہل ہیں انہیں تم ''تعلیم وتربیت'' دو!!

ان کے کم عقل لوگوں سے در گذر کرنے کے لئے قوت برداشت کا مظاہرہ کرو...! اس لئے کہ تم صرف اسی طرح علم کے ذریعے اور جہالت وآزار سے بچ کر خیر وفلاح اور کامیابی حاصل کر پاؤ گے...!! ان ہدایات کے بعد آپؑ نے انہیں ایک اور خط بھیجا، جس میں آپ نے مزید ہدایات تحریر فرمائیں اور انہیں ہوشیار کیا...:!

ہراول دستہ (مقدمۃ الجیش ، وہ فوجی دستہ جو فوج کے بندوبست، انتظام و انصرام کے لئے باقی فوج سے آگے آگے رہتا ہے)فوج کی آنکھوں کی مانند ہوتا ہے اور اس ہراول دستے کی آنکھیں اس کے جاسوس ہوتے ہیں۔جب تم اپنے شہروں سے نکل چکو اور دشمن (کے علاقوں) سے نزدیک ہو جاؤ...تو تکان کا خیال کئے بغیر جاسوسوں کو ہر کونے ،گوشے، درّے، درختوں کے جھنڈ، کمین گاہوں میں اور ہر سمت مقرّر کر دو، تا کہ تمہارا دشمن تمہیں غافل سمجھ کر تم پر اچانک چھاپہ نہ مار سکے اور نہ تمہاری گھات میں رہ سکے۔!!

اور اپنی فوج کے دستوں (بٹالینز) اور قبیلوں کو صبح سے لے کر شام کے وقت تک راستہ طے کرنے (یا مارچ) کے لئے نہ کہو، سوائے اس صورت کے کہ ترتیب و حفاظت لشکر کے لئے ضروری ہو...اس لئے کہ اگر تمہیں اچانک کوئی مسئلہ یا معاملہ درپیش ہو یا کوئی پریشانی آگھیرے، تو تم پہلے ہی اپنے لشکر و فوج کو تیار اور مرتب کرنے میں پہل اور سبقت حاصل کر چکے ہو...!!!

تمہیں چاہئے کہ دشمن پر تمہارے حملے یا دشمن کے تم پر حملے سے پہلے ہی تمہارے لشکروں کے کیمپ...بلند جگہوں، پہاڑوں کے دامن یا نہروں، دریاؤں کے حصار اور گھیرے میں جگہ حاصل کر چکے ہوں تا کہ یہ چیزیں تمہارے لئے حصار یا قلعے....اور دشمن کے لئے (اس کو واپس لوٹا دینے والی) رکاوٹ ثابت ہوں.!

اور لڑائی کے لئے تمہارا رخ (محاذ) ایک یا (بس زیادہ سے زیادہ) دو۲ ہوں...!

اور تم اپنے جنگی جاسوسوں کو، پہاڑوں کی کمین گاہوں پوشیدہ اور بلند جگہوں، نہروں کے موڑ اور بلند کناروں پر متعین کر دو تا کہ وہ تمہارے لئے دیکھ بھال کا کام کریں اور دشمن تم پر ایسی جگہوں سے، جہاں سے تمہیں حملے کا ڈر ہو یا تم اپنے آپ کو محفوظ و مامون سمجھتے ہو...تم پر حملے کرنے کے لئے نہ آسکے.....!!!

اور جب تم کہیں پڑاوُ ڈالو تو (اجتماعی طور پر) ایک ساتھ ڈالو اور جب کوچ کرنا ہو تب بھی سب ایک ساتھ کوچ کرو!

اور جب رات ہو جائے اور تم پڑاوُ ڈالنے لگو تو نیزوں اور ڈھالوں سے اپنے لشکر کو گرداگرد، چاروں جانب سے حصار میں لے لو....!!

اور اپنے تیر اندازوں کو اپنی ڈھالوں کی اوٹ میں بیٹھا ہوا رکھو تا کہ تم فریب و غفلت کا شکار نہ ہوسکو!

اور اپنے لشکر کی نگرانی وحفاظت تم خود کرو!

خبردار! کبھی گہری نیند نہ سونا...... یا صبح ہونے سے پہلے سو نہ جانا، سوائے جھپکی لینے یا اونگھنے کے..... (سونا مت!)

اور پھر اسی روش کو اپنی عادت وشیوہ بنائے رکھنا!

یہاں تک کہ تم دشمن تک پہنچ جاوُ...!

تم پر لازم ہے... اپنی طرف سے جنگ میں تاخیر کرنا اور عجلت سے بچنا! سوائے اس صورت کے کہ تمہیں کوئی مناسب موقع مل سکے.....!!!

اور خبردار! جنگ کی ابتداء کرنے سے بچنا سوائے اس صورت کے کہ دشمن تم پر حملہ کر کے پہل کر دے یا پھر میرا کوئی حکم (حملہ کر دینے کے لئے) تم تک پہنچے.... اور تم پر اللہ کی رحمت وسلامتی ہو.....!!!

❋❋❋❋❋

راویان احادیث رسولؐ کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام کا سُلیم بن قیس ہلالی کے سامنے ایک سیر حاصل تبصرہ

سُلیم بن قیس ہلالی نے امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے سلمانؓ، ابوذرؓ، اور مقدادؓ سے تفسیر قرآن کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی گئی روایات و احادیث سنیں اور ان نقل کردہ احادیث کی تصدیق کے لئے (ان روایات کو) آپ سے بھی سنا...حالانکہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ لوگوں کے پاس ایسی بہت سی تفسیر قرآن سے متعلق احادیث و روایات ہیں جو آنحضورؐ ہی سے نقل کی گئی ہیں مگر وہ ان (سلمانؓ، ابوذرؓ و مقدادؓ) کی بیان کردہ روایات کی مخالفت کرتی ہیں! تو کیا یہ لوگ (مخالف روایت والے) جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں....؟ اور قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں...؟

تو....امیر المومنین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ تم نے سوال کرلیا ہے تو اب جواب بھی اچھی طرح سمجھ لو....!

یقیناً لوگوں کے پاس احادیث و روایات بہت ہیں اور ان میں حق بھی ہے باطل بھی، ناسخ بھی ہے، منسوخ بھی۔ عام بھی ہے خاص بھی۔ محکم بھی ہے، متشابہہ بھی۔ (اشتباہ سے) محفوظ بھی ہے (اور مشتبہ اور) موہوم بھی۔ (یعنی ان کے پاس ایسی روایات و احادیث کا ذخیرہ بھی ہے جو انہیں درست یاد اور حفظ ہے اور ایسی بھی ہیں جن کے متعلق انہیں وہم ہوا ہے کہ ہم نے رسولؐ خدا سے سنا ہے جبکہ حقیقتاً ایسا ہے نہیں!!!)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی حیات مبارکہ میں ہی بہت زیادہ جھوٹ بولا گیا...اتنا کہ...آپؐ کو کھڑے ہو کر تقریر کرنا پڑی! جس میں آپؐ نے کھلے الفاظ

میں فرمایا....! اے لوگو! مجھ پر جھوٹ گھڑنے والے بہت زیادہ ہو گئے ہیں تو (یادرکھو!) جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ (کا طومار) باندھا تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے!

اور اسی طرح حیات رسولؐ کے بعد بھی آپؐ پر یہ جھوٹ کے طومار باندھنے کا سلسلہ جاری رہا...! اور تمہارے پاس چار قسم کے راوی حدیث لاتے ہیں ان میں پانچویں قسم کا راوی کوئی نہیں ہے....!

۱) ایسا شخص جو منافق ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ صاحب ایمان ہے...حالانکہ وہ بناوٹی مسلمان ہے....!

وہ نہ تو کسی گناہ کے ارتکاب سے بچتا (اور ڈرتا) ہے، اور وہ جان بوجھ کر رسول خداؐ پر جھوٹ گڑھنے کے گناہ سے بچنے کی کوشش بھی نہیں کرتا....!

تو اگر، لوگ یہ بات جان لیتے کہ وہ قطعاً منافق، پکّا جھوٹا ہے...تو لوگ نہ تو اس کی کسی بات یا حدیث کو قبول کرتے نہ اس کی (بیان کردہ) حدیث کو سچ سمجھتے۔

مگر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ تو رسول خداؐ کا صحابی ہے....!!!

اس نے آنحضورؐ کو دیکھا اور ان سے (احادیث کو) سنا ہے! تو ایسے لوگ جو اس راوی کی حالت نفاق سے لاعلم و بے خبر ہیں اس (راوی) سے احادیث لینے لگے اور جلیل و عزیز اللہ نے تو منافقوں کے بارے میں جو ضروری و لازمی خبر بہم پہنچانا تھی پہنچا دی ہے اور اس نے ان کے چہروں پر سے بڑی حسن و خوبی سے پردہ ہٹا دیا ہے اور فرمایا ہے:

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ

(سورہ منافقون آیت ۴)

جب تو نے انہیں دیکھا تو ان کے جسم، تجھے اچھے لگے اور اگر تو ان کی باتوں کو سنتا ہے...!

اور یہ لوگ پیغمبرؐ اکرم کے بعد (مختلف ملکوں میں) جگہ جگہ پھیل گئے! یہ لوگ اسی

طرح باقی رہے اور ضلالت و گمراہی کے پیشواؤں اور دوزخ کی طرف بلانے والوں کے پیچھے لگ لئے اور اپنے جھوٹ گڑھنے اور تہمت طرازی (وافترا پردازی کے فن) کے ذریعے، ان (پیشواؤں اور دوزخ کے داعیوں) کی قربت حاصل کرلی!

اور پھر ان گمراہ پیشواؤں نے انہیں عمّال (سرکاری کارندے) حکام (گورنر وغیرہ) اور قاضیوں (ججوں) کے عہدوں پر مقرر و متعین کردیا...اور انہیں عوام کی گردنوں پر سوار کرادیا اور ان کے ساتھ (مل جل کر) مال دنیا کھانے پکانے لگے..!!

اور (اے سُلیم!) تمہیں تو خوب معلوم ہے، کہ بادشاہوں اور حکمرانوں کے ساتھی دنیا کے پیروکار ہیں اور یہی (دنیا) ان کا ہدف اور نصب العین ہے جس کی وہ تلاش و جستجو میں ہیں.....سوائے اس کے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے (دنیا طلبی و دنیا پرستی سے) بچالیا..تو یہ چار (قسم کے راویان احادیث) میں سے پہلا راوی ہے...!!!

۲) دوسرا راوی:

وہ شخص جس نے آنحضورؐ سے کوئی حدیث سنی اور وہ اس کے بارے میں وہم (واشتباہ) میں پڑ گیا اور اسے درست طریقے سے یاد نہ رکھ سکا حالانکہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹ بھی نہیں گڑھا، یہ حدیث اس کے پاس ہے اور اس پر وہ عمل بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اسے رسول خداؐ سے سنا ہے...!

تو اگر لوگوں کو معلوم ہوجاتا کہ اس (راوی) کو وہم (واشتباہ) ہوگیا ہے تو وہ اس کے ذریعے سے، حدیث کو کبھی قبول نہ کرتے اور اگر اسے خود اپنے بارے میں پتہ چل جاتا کہ (مجھے) وہم (واشتباہ) ہوا ہے تو یہ اس حدیث کو خود بھی چھوڑ دیتا اور اس پر کبھی عمل نہ کرتا..تو یہ دوسرا (راوی) ہے....!!

۳) تیسرا راوی:

وہ شخص ہے جس نے آنحضورؐ سے کچھ اشیاء کے بارے میں سنا جن کے بارے میں آنحضورؐ نے عمل کرنے کا حکم دیا مگر پھر بعد میں اس پر عمل سے منع فرمادیا اور اس کو منع کرنے کے بارے میں تو علم ہے ہی نہیں!

یا آنحضورؐ نے کسی چیز کے بارے میں پہلے تو روکا مگر بعد میں اس پر عمل کرنے کا حکم دیا اور اس راوی کو اس امر کا علم ہی نہ ہوسکا، یا اس نے منسوخ کو تو سن لیا اور یاد کرلیا مگر ناسخ (منسوخ کرنے والی حدیث) کو سن کر یاد نہ رکھ سکا....!

تو اگر لوگ جان لیتے کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو لوگ بھی اس حدیث کو چھوڑ دیتے اور یہ خود بھی اس کو چھوڑ دیتا..!!!تو یہ شخص (راویوں کی اقسام میں) تیسرا ہے...!!

۴) چوتھا راوی:

وہ شخص ہے جس نے کبھی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہؐ پر جھوٹ نہیں بولا یا گڑھا اور وہ خوف خدا و عظمت رسولؐ کا خیال کرتے ہوئے جھوٹ سے بغض و دشمنی رکھتا ہے، وہ نہ تو وہم و اشتباہ کا شکار ہوتا ہے نہ وہ (حدیث کو) بھولتا ہے بلکہ اس نے (آنحضورؐ سے) جو سنا ویسا ہی حفظ کرلیا اور اس کو اسی طرح بغیر کمی اور اضافے کے آگے روایت کیا، اس نے ناسخ کو بھی یاد رکھا اور اس کے مطابق ہی عمل کیا اور اسے منسوخ کا علم ہوگیا تو اس نے منسوخ (پر عمل) کو چھوڑ دیا...!

اس لئے کہ آنحضورؐ کے (امرو) حکم کی حیثیت قرآن کی مانند ہے، جس میں ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ (سبھی) ہیں اور آنحضورؐ کے حکم و فرمان کے بھی قرآن کی مانند دو پہلو اور جہتیں ہوتی ہیں... ''کلام عمومی'' اور ''کلام خصوصی''

اور خدائے جلیل و عزیز نے فرمایا ہی دیا ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (سورۂ حشر آیت ۷) اور جو کچھ تمہیں رسولؐ نے دیا اسے لے لو اور جس سے اس نے تمہیں روک دیا، پس تم رک جاؤ....!

یہ راوی ایسا شخص ہے کہ اگر وہ رسول اللہؐ کا کوئی قول (حدیث) سن لیتا مگر اسے سمجھ نہ پاتا یا یہ نہ جان پاتا کہ اللہ تعالیٰ یا رسول خداؐ کا اِس قول (و حدیث) سے مقصود و مراد کیا ہے...؟

تو وہ اسے (ویسے کا ویسا ہی) سمجھے بغیر (ہی سہی مگر) اچھی طرح یاد کر لیتا تھا....!

اور رسول اللہؐ کے تمام اصحاب ایسے نہیں تھے کہ آنحضورؐ سے کسی شے کے بارے میں پوچھتے تو اسے سمجھ لینا بھی چاہتے ہوں!!!

ان میں بعض تو ایسے تھے جو آنحضورؐ سے سوال تو کر لیتے مگر اسے سمجھنے کے لئے وہ یہ پسند کرتے تھے کہ کوئی ''اعرابی'' (عرب بادیہ نشین، دیہاتی، بدّو) کوئی ''نو وارد'' یا کوئی (کافرِ) ذمی آئے اور وہ آنحضورؐ سے سوال کرے تو یہ (اصحاب) بھی (غور سے) سن لیں....اور جواب کو سمجھ بھی لیں....!

اور میں (علیؑ بن ابی طالبؑ) تو آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روزانہ کم از کم ایک بار حاضری سے ضرور شرفیاب ہوتا تھا...!!

وہ مجھے تخلیہ فراہم کرتے اور اس عالم میں، میں ان سے جو چاہتا پوچھ لیتا اور آنحضورؐ کے میرے ساتھ اس رویّے اور طرز عمل سے تو آپؐ کے اصحابؓ بھی واقف ہیں کہ آنحضورؐ نے اپنی یہ روش میرے سوا کسی اور کے ساتھ نہیں رکھی....!

اور کبھی کبھی تو آنحضورؐ خود میرے گھر بھی تشریف لاتے تھے اور میں بھی جب آنحضرتؐ کے مبارک گھروں میں سے کسی گھر میں جاتا تو آپؐ مجھے تخلیہ فراہم کرتے اور اپنی

خواتین (ازواجؓ محترمات) کو اٹھا دیتے اور پھر، آنحضرتؐ کی خدمت میں میرے سوا کوئی (دوسرا فرد) نہیں ہوتا تھا.....!!!

میں جب بھی کچھ پوچھتا تو آپ مجھے جواب مرحمت فرماتے اور اگر میرے سوال پورے ہو جاتے اور میں خاموش ہو جاتا..تو آپؐ خود (بتانا) شروع کر دیتے تھے....!

کوئی آیت آنحضورؐ پر نازل نہیں ہوئی، رات میں نہ دن میں، نہ آسمان و زمین، نہ دنیا و آخرت، نہ بہشت و دوزخ، نہ میدان اور پہاڑ، نہ روشنی اور تاریکی کے بارے میں....کہ آنحضورؐ نے مجھے پڑھا نہ دی ہو اور مجھے اس کا املاء (اور ڈکٹیشن) نہ کروا دیا ہو...!

اور پھر...میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ بھی لیا اور آنحضورؐ نے مجھے اس آیت کی تاویل، تفسیر، ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، خاص اور عام...اور یہ کہ وہ آیت کہاں؟ اور کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی؟ روز قیامت تک کیلئے ہر (تفصیل اور ذرا ذرا سی بات کا) علم مجھے عطا فرمایا......!!!

اسلام کے بنیادی ستونوں اور حقیقت توبہ واستغفار کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام کی گفتگو کا خلاصہ:

کمیل بن زیادؒ نے کہا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اسلام کے بنیادی ستون کون سے ہیں....؟

تو آپؑ نے فرمایا:

یہ سات ہیں:

ان میں سے پہلا (ستون) عقل ہے جو صبر کی بنیاد ہے۔

دوسرا ستون: اپنی آبرو کو ذلت سے بچانا اور راست گو اور سچے لہجے والا ہونا ہے۔

تیسرا ستون: قرآن کی تلاوت درست اور بجا طور پر کرنا.

چوتھا ستون: محبت ہو تو اللہ کی راہ میں، دشمنی ہو تو اللہ کی راہ میں۔

پانچواں ستون: آل محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی رعایت اور ان کی ولایت کی معرفت

رکھنا۔

چھٹا ستون: برادران ایمانی کے حقوق کا خیال رکھنا اور ایک دوسرے کی جائز

حمایت کرنا۔

ساتواں ستون: لوگوں کے ساتھ اچھا ہمسایہ بن کر رہنا ہے۔

میں نے عرض کیا...: یا امیر المومنین علیہ السلام! بندہ کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر وہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت و بخشش کرتا ہے تو (سوال یہ ہے کہ) استغفار و طلب بخشش کی حد کیا ہے....؟؟

آپؑ نے فرمایا: اے زیاد کے فرزند! توبہ کر لینا...!

تو میں نے کہا: بس یہی.....؟؟

تو آپؑ نے فرمایا: نہیں!

میں نے عرض کیا: تو پھر یہ کیسے ہوگا....؟؟

آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص ارتکاب گناہ کر لیتا ہے تو کہتا ہے.... استغفر اللہ تو ایسا وہ تحریک و جنبش کے وسیلے سے کرتا ہے۔

میں نے دریافت کیا: تحریک و جنبش سے آپ کی مراد کیا ہے...؟

تو آپؑ نے فرمایا: دونوں ہونٹوں اور زبان کی حرکت کے ساتھ.... دل سے اس کی حقیقت و معنی پر عمل پیرا ہونے کا ارادہ کرنا......۔

تو میں نے پوچھا: حقیقتِ (استغفار) کیا ہے؟؟

آپؑ نے فرمایا: جو کہہ رہا ہے، دل سے اس کی سچائی پر یقین رکھے اور اس بات کا پکا ارادہ کرے کہ جس گناہ کے لئے طلب مغفرت کی ہے، دوبارہ وہ گناہ نہیں کرے گا۔

کمیل نے عرض کیا: جب اس طرح کر لوں تو کیا میں استغفار کرنے والوں میں سے ہو جاؤں گا....؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

کمیلؒ نے کہا: تو پھر یہ کیسے ہوگا...؟

آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ.... تم ابھی استغفار کی اصل و بنیاد تک تو پہنچے ہی نہیں!!!

کمیلؒ نے پوچھا کہ استغفار کی اصل و بنیاد کیا ہے....؟

آپؑ نے فرمایا: جس گناہ سے تم نے استغفار کیا ہے اس گناہ سے توبہ کی جانب رجوع کرنا.... تو یہ تو عبادت گزاروں کا پہلا درجہ و منزل ہے......!

اور ترک گناہ یا طلب بخشش و استغفار کے چھ مطالب و مقاصد ہیں....!!

پہلا: یہ کہ جو ہو گیا اس پر پشیمان و شرمسار ہونا...!

دوسرا: اس گناہ کی طرف دوبارہ واپس نہ لوٹنے کا پکّا ارادہ کرنا.....!

تیسرا: یہ کہ تمہارے اور لوگوں کے مابین جو حقوق ہیں وہ ادا کرو....!

چوتھا: یہ کہ تم ہر فریضہ و واجب میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو..........!

پانچواں: یہ کہ تم اس گوشت کو گھلا دو... جو ناجائز و حرام کھانے کی وجہ سے (تمہاری ہڈیوں پر) چڑھ گیا ہے................!!

یہاں تک کہ کھال ہڈیوں سے آ لگے....اور پھر دوبارہ (جائز و حلال کھا کر) اس کھال اور ہڈیوں کے درمیان نیا گوشت نشو ونما پا جائے.........!!

چھٹا: یہ کہ تم اب ویسے ہی بدن کو اطاعتوں کے رنج والم کا ذائقہ چکھواؤ جیسا کہ تم نے اسے.... گناہوں کی لذّتوں کا ذائقہ چکھوایا تھا..............!!

جب امیر المومنین علیہ السلام کا وقت شہادت آپہنچا تو

آپ نے اپنے فرزند امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

(ہم نے اس وصیت میں سے یہاں اس کتاب کی ضرورت اور مناسبت کے لحاظ سے اقتباس لے لیا ہے)

یہ وہ باتیں ہیں جن کی وصیت و سفارش علی ابن ابی طالبؑ نے کی ہے! اس (علیؑ بن ابی طالبؑ) نے اس بات کی گواہی دینے کی وصیت کی ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں!

اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے فرستادہ (رسول و پیغمبر) ہیں جنہیں اس نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا... تا کہ وہ انہیں تمام ادیان پر کامیابی عطا کرے چاہے یہ کامیابی مشرکوں کو، کتنی ہی (بری لگے یا) ناپسند ہو... اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ پر درود و سلام بھیجا ہے۔

اس کے بعد......

(میرا عقیدہ ہے کہ) اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورۂ انعام آیت ۱۶۲، ۱۶۳) کہ یقیناً میری نماز، اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اس کا کوئی بھی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

اس کے بعد..... اے حسنؑ! میں تمہیں اور اپنے تمام بیٹوں اور گھر والوں کو اور مومنوں میں سے جس تک بھی میری یہ تحریر پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ

کا خیال کریں کہ وہ تمہارا پروردگار ہے!

اور تمہاری موت ایک مسلمان کی موت ہونی چاہئے.....!

اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور تم لوگ متفرق نہ ہو.....!!

اس لئے کہ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کے درمیان چپقلش دور کر کے صلح وصفائی کروانا عام نماز روزے سے بہتر وافضل ہے اور یقیناً ہلاک کر ڈالنے والی اور دین (کا سر) مونڈ دینے والی چیز.... یہی لوگوں کے درمیان فساد و جدائی پیدا کر دینا ہے اور ہر طاقت وقوت کا تعلق بس اللہ ہی سے ہے....!

اپنے رشتہ دار اور عزیزوں کا اچھی طرح خیال رکھو! ان سے میل جول برقرار رکھو، تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر حساب آسان کر دے۔

اللہ اللہ.....! یتیموں کے بارے میں (اللہ سے ڈرا کرو).. تمہارے موجود ہوتے ہوئے وہ برباد نہ ہو جائیں، میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ ''جس نے یتیموں کو پالا پوسا، یہاں تک کہ وہ یتیم خود کفیل و بے نیاز ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی اس روش اور برتاؤ کے سبب سے جنت کو اس پر واجب کر دیتا ہے جیسا کہ اس نے یتیم کا مال (ناحق) کھانے والے پر آتش دوزخ کو واجب کر دیا ہے''

اللہ اللہ.....! قرآن کے بارے میں.....(اللہ سے ڈرا کرو)

کہیں دوسرے قرآن فہمی میں تم سے آگے نہ بڑھ جائیں!

اللہ اللہ.....! تم اپنے ہمسایوں کے بارے میں (اللہ سے ڈرو!)

پس یقیناً رسول اللہؐ نے ان کے بارے میں وصیت وسفارش فرمائی ہے اور آنحضورؐ ان کے بارے میں مسلسل بار بار وصیت وسفارش فرماتے رہے، یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہوا کہ عنقریب انہیں (ہمارا) وارث (بھی) بنا دیں گے!

اللہ اللہ.....! اپنے پروردگار کے گھر (کعبہ) کے بارے میں!

(اللہ سے ڈرو.....) جب تک تم (اس دنیا میں) باقی ہو یہ گھر تم سے، خالی نہ رہے اس لئے کہ اگر خانہ کعبہ (کی زیارت) کو ترک کر دیا تو تمہیں (عذاب سے) مہلت نہیں دی جائے گی اور زیارت خانہ کعبہ کے ارادہ کرنے کا کم از کم فائدہ یہ ہے کہ اس شخص کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں...!

اللہ اللہ.....! نماز کے بارے میں (اللہ سے ڈرو!) کہ یہ بہترین عمل اور تمہارے دین کا ستون ہے۔

اللہ اللہ.....! زکوٰۃ کے بارے میں...(اللہ سے ڈرو) اس لئے کہ یہ تمہارے پروردگار کے غضب اور (غصے کی آگ) کو بجھا دیتی ہے....!

اللہ اللہ.....! ماہ رمضان کے روزوں کے بارے میں...(اللہ سے ڈرو) اس لئے کہ اس مہینے کے روزے دوزخ کی آگ سے بچنے کی ڈھال ہیں....!

اللہ اللہ.....! فقراء و مساکین کے بارے میں..! انہیں اپنے (وسائل روزگار و معاش میں شریک رکھو....!

اللہ اللہ.....! اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کے بارے میں..اور جہاد تو بس دو قسم کے مرد ہی کرتے ہیں: امام برحق یا امام کی رہنمائی میں...، امام کے اطاعت گزار و پیروکار۔

اللہ اللہ.....! اپنے نبیؐ کی ذریت و خاندان کے بارے میں.....(اللہ سے ڈرو) کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہارے سامنے ظلم کا شکار ہوں...درآں حالیکہ تم ان کی حفاظت وتحفظ پر قادر بھی ہو....!

اللہ اللہ.....! اپنے ایسے اصحابؓ پیغمبرؐ کے بارے میں....(اللہ سے ڈرو) کہ

جنہوں نے (اپنے بعد) کوئی بدعت نہیں چھوڑی نہ انہوں نے کسی بدعت گزار (بدعتی) کو پناہ دی۔ پس رسول اللہؐ نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے اور ان میں یا دوسروں میں سے جو بدعت گزار ہے یا بدعت گزاروں کا پناہ دہندہ ہے ان سب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے...!

اللہ اللہ.....! عورتوں اور اپنی کنیزوں کے بارے میں... (اللہ سے ڈرو) اس لئے کہ وہ آخری بات جو تمہارے نبی کریمؐ نے فرمائی تھی: کہ میں تمہیں دو کمزوروں کے بارے میں وصیت و سفارش کر رہا ہوں: تمام عورتوں اور ان عورتوں کے بارے میں جو تمہاری ملکیت اور زیر دست ہیں (یعنی کنیزیں)۔

نماز... نماز....!! (قائم رکھنا، چھوڑ نہ دینا)

اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنا.....، وہ خود تمہارے خلاف بُرا ارادہ کرنے اور تم پر ظلم و ستم کرنے والے کو تم (تک پہنچنے) سے روکے گا...!

اور جیسا کہ تمہارے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے لوگوں سے خوش کلامی، (اور شیریں بیانی) سے پیش آؤ اور تم نیکی کا حکم دینا، اور برائی سے روکنا.....مت چھوڑو! اگر یہ (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) کرنا چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ بدترین (شرّی) لوگوں کو تمہارا حاکم و سرپرست بنا کر تم پر مسلط کر دے گا.... پھر تم کتنی ہی دعائیں کرتے رہو گے مگر تمہاری دعائیں ان کے خلاف قبول نہ ہوں گی....!

اے میرے بیٹو!

تم پر لازم ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہو اور ایک دوسرے کے ساتھ بخشش و سخاوت کرو اور ایک دوسرے (کی مدد) کے لئے جلدی کرو...!

کبھی ایسا نہ کرنا کہ آپ میں رشتے ناطے توڑ لو......اور ایک دوسرے کے مخالف

اور دشمن بن جاؤ...اور آپس میں جدا ہو کر بکھر جاؤ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (سورۂ مائدہ آیت ۲)
اور تم نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو.....بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے...!

اللہ تعالیٰ آپ اہل بیت کی حفاظت فرمائے اور آپ کے بارے میں آپ کے پیغمبر اکرمؐ کی حرمت و احترام کا خیال رکھے......! میں آپؑ سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں اور آپ سب پر درود و سلام بھیجتا ہوں.......!

اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمتوں اور برکتوں کا طالب ہوں.....پھر آپ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہے یہاں تک کہ (اسی عالم میں) آپ نے اس دنیا سے آنکھیں موند لیں.....!!!

علم کی فضیلت و برتری کے بارے میں

امیر المومنین علیہ السلام کی تقریر سے اقتباس

اے لوگو! یہ بات جان لو کہ دین کا کمال طلب علم اور اس کے مطابق عمل کرنے میں ہے.... تمہارے لئے علم کی تلاش و جستجو، مال کی جستجو سے زیادہ واجب اور ضروری ہے... اس لئے کہ مال دنیا تو...... (بطور رزق) تمہارے درمیان تقسیم کیا جا چکا ہے اور (خدا کی جانب سے) اس کی ضمانت لے لی گئی ہے اور ایک عادل ہستی نے مال دنیوی کو تم پر تقسیم کیا ہے اور اس (مال کے اخراجات کو پورا کرنے) کی ذمہ داری و ضمانت اسی نے لی ہے اور عن قریب وہ تمہارے لئے اپنی ذمہ داری کو پورا کرے گا اور تمہارے لئے علم و دانش کا خزانہ و ذخیرہ اہل علم و دانش کے پاس موجود ہے....! اور تمہیں ان سے حاصل کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے اس لئے کہ تم علم حاصل کرو.....!

اور یہ بات یاد رکھو! کہ کثرت مال دین کو خراب کرنے والا دلوں کو سخت کر دینے کا موجب و سبب ہے....! جبکہ کثرت علم اور اس کے مطابق عمل، دین کی خیر و خوبی اور بہشت تک پہنچنے کا سبب ہے اور اخراجات مال کو گھٹا کر کم کر دیتے ہیں جبکہ علم خرچ کرنے سے مزید نفع آور ہو جاتا ہے...اور علم کے خرچ کرنے کا مطلب اس کو حافظوں اور راویوں میں پھیلا دینا ہے....!

تم یہ بات جان لو (اور یاد رکھو) کہ عالم کی صحبت اور اس کی پیروی وہ دین ہے جس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ (کی عبادت کی جاتی اور اس) کے دین پر چلا جاتا ہے...!

اور عالم کی فرماں برداری اور اطاعت نیکیاں کمانے کا وسیلہ، برائیوں کو مٹانے کا ذریعہ، مومنوں کے لئے ذخیرہ اور ان کے لئے ان کی زندگی میں سرمایہ رفعت و بلندی اور ان

کی موت کے بعد ان کے بارے میں خوبصورت تذکروں کا سبب ہوتا ہے.....!

حقیقت یہ ہے کہ علم کے فضائل بہت زیادہ ہیں ، علم کا سر تواضع و انکساری....اس کی آنکھ......حسد سے کنارہ کشی، اس کا کان......فہم و سمجھ، اس کی زبان.....سچائی اور صداقت، اس کی قوتِ حافظہ......تلاش و جستجو، (تجزیہ و تحقیق) ہے۔ اس کا دل.........نیک نیتی، اس کی عقل......امور کے اسباب کی پہچان اور معرفت (کا جذبہ) ہے۔ اس کا ہاتھ....(دست شفقت و) مہربانی، اس کی ہمت...سلامتی، اس کا پیر.....علماء سے ملاقات (کو جانے کے لئے ہے) اس کی حکمت و دانشمندی پارسائی (اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کے لئے) اس کی قیام گاہ و مستقر، نجات، اس کا قائد اور کپتان.....عافیت و صحت، اس کی سواری و مرکب......وفا، اس کا اسلحہ و ہتھیار....نرم اور میٹھا بول، اس کی تلوار....آسودگی و خوشنودی، اس کی کمان......(خاطر) مدارات (اور اچھا برتاؤ) اس کا لشکر....علماء اور دانشمندوں سے گفتگو، اس کا مال و دولت....ادب و تہذیب، اس کا پس انداز......ذخیرہ (و خزانہ)....گناہوں سے پرہیز و اجتناب، اس کا زادراہ اور توشۂ سفر....نیکی، اس کی پناہ گاہ....صلح (و مصالحت) کروانا....،

اس کا راستہ بتانے والا (گائیڈ) صحیح رستہ بتانے والا اور اس کے دوست اور یار ہونے کا اثر و نتیجہ، نیک لوگوں کی صحبت و ہم نشینی ہے......!

❁❁❁❁❁

امیر المومنین علیہ السلام کے مختصر اقوال

۱۔ آپؑ نے فرمایا: یہ چیزیں جنت کے خزانوں میں سے ہے:
نیکی کرنا، (نیک) عمل کو پوشیدہ طور پر انجام دینا! (اُس کا اعلان نہ کرنا!)
اور اپنی مشکلات و مصائب کو (لوگوں سے) چھپانا!۔

۲۔ اچھا اخلاق بہترین ساتھی ہے.... اور کتابِ مومن کا عنوان اس کی خوش اخلاقی ہے

۳۔ دنیا میں ''زاہد'' وہ ہے جس کے صبر پر ''حرام'' غالب نہ آسکے اور ''حلال'' اُسے شکر گزاری سے غافل نہ کرسکے!۔

۴۔ آپؑ نے عبداللہ بن عباس کو ایک خط میں لکھا کہ..... اما بعد! حقیقت یہ ہے کہ کبھی کسی شخص کو اس چیز کا مل جانا خوش کر دیتا ہے، جو اس کے مقدر میں تھا! (اس لئے ملنا ہی تھا!) اور کبھی اسے اس چیز کا نہ مل پانا غمگین کر دیتا ہے جو اس کے مقدّر میں نہ تھا (اس لئے ملنا ہی نہیں تھا!) سو، اس لئے تمہاری خوشی اور مسرت اس چیز کے لئے ہونا چاہئے جو، تمہیں آخرت کے لئے مل گئی ہو!! اور تمہارا افسوس اُس شے کے لئے ہونا چاہئے، جو آخرت کے لئے ہو اور تم سے چھوٹ گئی ہو!!! اور دنیاوی اشیاء میں سے، جو چیز تمہیں مل گئی ہو، اس کے مل جانے پر زیادہ خوش مت ہونا....! اور دنیاوی چیزوں میں سے جو تمہارے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہو اس پر کبھی رنج اور افسوس مت کرنا اور تمہاری پوری توجہ موت کے بعد کے معاملات پر ہونا چاہئے!

۵۔ آپؑ نے دنیا کی مذمت کے بارے میں ارشاد فرمایا: اس دنیا (میں زندگی) کا آغاز (وقتِ ولادت) تکلیف سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام فنا پر ہوتا ہے! اس دنیا کی حلال چیزوں پر حساب اور حرام پر عذاب ہوتا ہے، جو دنیا میں صحت مند رہا وہ تو سکھ چین سے رہا اور

جو بیمار پڑ گیا وہ نادم و پشیمان ہوا۔ اس دنیا میں جو مال دار ہوا وہ معرضِ امتحان میں پڑ گیا! اور جو مفلس ہوا وہ غم و اندوہ میں گرفتار ہوا۔ جو اس دنیا میں آمادہ بہ جنگ ہو، یہ اسے (شکست دیتی اور) گم کر دیتی ہے اور جو اس سے دست بردار ہو بیٹھے، یہ خود اس کے پاس آتی ہے....! جو اسے (تمنا و آرزو کی نگاہ سے) دیکھے یہ اسے اندھا کر دیتی ہے.....اور جو اس پر دیدۂ عبرت نگاہ سے نظر ڈالے یہ اُسے (اپنی) بصیرت و بینائی سے نوازتی ہے!!

۶۔ اپنے دوست کو بس ایک حد تک ہی دوست رکھو! ہوسکتا ہے کسی روز وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور اپنے دشمن سے بھی بس ایک حد تک ہی دشمنی کرو ہوسکتا ہے، کسی روز وہ تمہارا دوست ہو جائے!

۷۔ عقل ایسی کوئی دولت نہیں، اور نہ جہالت سے زیادہ سخت کوئی مفلسی ومحتاجی ہے!

۸۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اس کام کی وجہ سے ہے جو وہ اچھی طرح (جانتا یا مہارت سے) کرسکتا ہو!!

۹۔ خوف سے نا امیدی اور شرم سے محرومی جڑی ہوتی ہے۔ ''حکمت'' مومن کی گمشدہ چیز ہے، اس لئے اسے حاصل کر لینا چاہئے، چاہے وہ اہل شر کے ہاتھوں میں ہو!

۱۰۔ ''حاملانِ علم'' (روایت ونقلِ حدیث کرنے والے حضرات) علم (کا بوجھ) کما حقہ (درست طریقے سے) اٹھائے رکھتے....تو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور خلق خدا میں سے فرماں بردار و اطاعت گزار لوگ، اُن سے محبت کرتے!.....لیکن ان لوگوں نے تو علم کا بوجھ طلب دنیا کی خاطر اٹھایا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ناپسندیدہ اور دشمن سمجھ لیا ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی وہ ذلیل وخوار ہو گئے!

۱۱۔ سب سے افضل عبادت ''صبر''، خاموشی اور (انتظارِ فرج) اچھے حالات کا انتظار ہے!

۱۲۔ یقیناً تمام مصیبتوں کے لئے انجام (اختتام) ہوتے ہیں اور انہیں ضرور اپنی انتہاء کو پہنچنا ہوتا ہے.... اس لئے اگر وہ تمہارے سر پر آپڑیں تو اپنے سر کو جھکاتے ہوئے صبر کرو اور انہیں سر سے گزر جانے دو! کیونکہ مصیبت سامنے آرہی ہو تو، اُس کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر یا چارہ جوئی کرنا، اُس مصیبت کی (ناپسندیدگی و) کراہت کو اور بڑھا دیتا ہے۔

۱۳۔ امیر المومنین علیہ السلام نے مالکِ اشتر سے فرمایا: میں جو بتا رہا ہوں، یہ باتیں یاد کرلو اور دل و دماغ میں بٹھا لو! اے مالک! جس کا یقین کمزور ہو جائے اس کی شخصیت و مردانگی گھٹ جاتی ہے، اور جس شخص نے طمع کو اپنا شعار بنالیا اُس نے اپنے نفس کو رُسوا کرلیا!

جو شخص اپنی پریشانیوں سے دوسروں کو آگاہ کرتا ہے وہ اپنی رسوائی پر راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے راز سے دوسرے کو آگاہ کر دیتا ہے وہ اپنے آپ کو پست و حقیر کر لیتا ہے، جو شخص اپنی زبان کو اپنا حاکم بنالے وہ اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے!

شدید حرص "شرافت و بلندیٔ رتبہ کو ذبح کر دینے والی خصلت ہے!

جو شخص بہت سے مختلف کاموں کی چاہت میں مبتلا ہو جاتا ہے اسے یہ چاہت سب چیزوں سے محروم کر دیتی ہے اور "بخل" (وتنگ نظری باعثِ) رسوائی ہے!

اور "بزدلی"، نقص ہے!، پارسائی، (گناہوں کے خلاف) ڈھال ہے! "شکریہ"، دولت ہے! اور "صبر" ہی بہادری ہے!

"مفلس" اپنے شہر میں بھی غریب و مسافر کی مانند ہوتا ہے اور "مفلسی" وتنگدستی ذہین و فطین شخص کو بھی اپنی دلیل و حجت (ثابت کرنے) سے گونگا کر دیتی ہے!

"رضائے الٰہی"، بہترین ساتھی ہے....!

"ادب" نت نئے نظر نواز لباسوں کا نام ہے!!

اور کسی شخص کے مرتبے اور مقام کا معیار اس کی عقل... ہے!!

''عقل مند'' کا سینہ اس کے ''رازوں کا خزانہ'' ہے!

(کسی کام یا رائے کے بارے میں مشورہ لینے یا تحقیق و تفحص کرنے کے لئے) ''تاخیر'' کرنا ہی دور اندیشی اور احتیاط کا تقاضا ہے اور فکر و نظر بہترین صاف و شفاف آئینہ ہے......!

اور ''بربادی'' فضیلت والی طبیعت و عادت ہے!

اور لوگوں کے ''دنیاوی اعمال''، ''آخرت'' میں ان کی نگاہوں کے سامنے ہوں گے....!

اور عبرت حاصل کرنا شائستہ اور ہوشیار کرنے والا (وصف) ہے......!

اور ''بشاشت و کشادہ روی'' محبت کا جال ہے (جس کے ذریعے لوگ محبت کا شکار ہو جاتے ہیں!)

۱۴ صبر کی ''ایمان'' سے نسبت ایسے ہے جیسے ''سر'' کی نسبت ''جسم'' سے، پس جس کے پاس (قوت و جذبہ) صبر نہیں اس کے پاس ایمان بھی نہیں ہو سکتا....!

۱۵ تمہیں وہ مہلت ملی ہوئی ہے جس کے عقب میں موت ہے اور تمہارے ساتھ آرزو لگی ہوئی ہے جو عمل کے آڑے آتی ہے....اس لئے تم! اس مہلت کو غنیمت سمجھو اور موت کے لئے (تیاری میں) جلدی کرو اور امید و آرزو کو جھوٹا سمجھو....! اور نیک اعمال کا ساز و سامانِ سفر تیار کر لو......!!

کیا، موت سے چھٹکارا، کسی کی پناہ یا اس سے فرار ممکن ہے...؟ یا (موت سے) بچ کر گزر جانے کا راستہ یا کوئی اطمینان بخش پناہ گاہ یا (موت سے بچاؤ کے لئے) کوئی قلعے جیسی پناہ گاہ کا ملنا ممکن ہے....؟ یا نہیں...؟ (جب نہیں ہے...!) تو پھر تم، کہاں تک...حقائق سے منہ پھرائے رہو گے؟؟

(یا تم کب تک اور کہاں تک تہمت طرازی اور دروغ پردازی کا سہارا لو گے...؟)

۱۶ آپؑ نے فرمایا کہ.... میں تمہیں تقوائے الٰہی کی وصیت و سفارش کرتا ہوں اس لئے کہ یہ تقویٰ ہی ہر آرزومند اور متلاشی کے لئے رشک و غبطے کا سبب ہے! اور ہر بھاگ کر پناہ لینے والے کے لئے اعتماد والی جگہ اور مقام ہے...! تقویٰ کو، تم اپنے باطن کا شعار بنالو اور خدا کو اخلاص کے ساتھ ہی یاد کرو... تاکہ (خدا کی یاد کے سہارے) بہترین زندگی بسر کرسکو اور اس کے وسیلے نجات کے راستے طے کرسکو! اور تم اس دنیا کی طرف اس طرح دیکھو جیسے تارک الدّنیا زاہد (اسے دیکھتا) ہے! اس لئے کہ یہ دنیا، جلد ہی سکون سے رہنے والے اقامت پزیر لوگوں کو یہاں سے نکال کر ہٹادے گی، اور عیش و عشرت، امن و چین سے رہنے والے شخص کو درد و رنج میں گرفتار کردے گی...! جو چیز اس دنیا میں منہ پھیر چکی اور پیٹھ دکھا چکی ہے...، اُس کے واپس آنے کی امید نہیں کی جاسکتی، اور راستے میں آنے والی چیز کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کتنا؟ اور کب تک؟ انتظار کروائے گی؟ ہر آسائش... آزمائش سے جڑی ہوئی ہے اور (اگر) اس دنیا کی کوئی چیز باقی رہنے والی ہے بھی... تو اُس کا رخ ''فنا'' کی جانب ہے....! اُس کا سرور و سرخوشی بھی ''غم آمیز'' ہے اور... دنیا کا دیر تک باقی رہنا بھی تو، اس کو ضعف و کمزوری کی طرف لئے جارہا ہے!!

۱۷ حقیقت یہ ہے کہ ''ناز و انداز'' جبر و سرکشی'' سے اور سرکشی ''فخر و ناز'' سے اور ''فخر و ناز''، تکبر سے (جنم لیتے) ہیں...!! ''شیطان''.... یقیناً تمہارا وہ حاضر و موجود دشمن ہے جو تم سے باطل و بےہودہ وعدے کرتا ہے......!!

یقیناً ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے... پس تم ایک دوسرے کو تنہا نہ چھوڑ دینا اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارنا... اس لئے جس نے بھی احکام دین کا راستہ پکڑ لیا وہ منزلِ مقصود تک جا پہنچے گا اور جو اس راہِ عمل کو چھوڑ دے گا وہ دین سے خارج ہوجائے گا...!

وہ شخص حقیقی مسلمان نہیں کہ جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو

اُس کے خلاف کرے...اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اُس میں خیانت کرے....!!

۱۸ ''عقل'' مومن کی پکی اور سچی دوست اور حلم اس کا وزیر، حسن سلوک و مہربانی اس کا والد، اور خوش مزاجی اس کا بھائی ہے...! عقل مند کے لئے تین باتوں کا خیال رکھنا لازمی و ضروری ہے:

❁ اپنی قدر و قیمت کو پہچانے...!

❁ اپنی زبان کو (بُری باتوں سے) محفوظ اور بچائے رکھے...!

❁ اور اپنے زمانے کو پہچانے...!

آگاہ اور ہوشیار رہو! کہ یقیناً تنگ دستی ایک قسم کی مصیبت و بلا ہے اور تنگ دستی سے زیادہ سخت تر جسمانی بیماری ہے اور جسمانی بیماری سے زیادہ سخت تر بیماریٔ دل ہے...! آگاہ رہو کہ مال کی وسعت و کشائش نعمتوں میں سے ہے اور کشائش مال سے برتر و افضل بدن کی صحت ہے...! اور صحتِ بدن سے بھی افضل و برتر...دل کی پرہیز گاری اور تقویٰ ہے!!

۱۹ **یقیناً ''مومن کے اوقات'' تین قسم کے ہوتے ہیں:**

❁ ایک وہ وقت جب وہ اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے!

❁ اور دوسرا وہ وقت جس میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے!

❁ اور تیسرا وقت وہ ہے کہ جس میں وہ مومن اپنی زندگی کی حلال و خوبصورت لذتوں کے درمیان خلوت میں ہوتا ہے!

اور ہر عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ تین کاموں کے سوا کسی اور کام میں مصروف نہ رہے۔

❁ اپنے معاش و روزگار کی بہتری کے لئے!

❀ یا آخرت کے لئے کسی اقدام کی خاطر!

❀ یا اُن لذتوں میں سے کسی کے لئے، جو حرام نہیں ہیں!!

۲۰ آپؑ نے فرمایا کہ... بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن پر احسان اور اچھائیوں کا سلسلہ جاری رکھ کے، انہیں آزمائش کے لئے ڈھیل دے دیتا ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جن کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردے ڈالتا ہے تو وہ مغرور ہو جاتے ہیں....! اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لوگوں میں نیک نام (مشہور) کرتا ہے تو وہ دھوکا کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اُس شخص کی مانند آزمائش میں نہیں ڈالا کہ جس کو اس نے نافرمانی اور گناہ کے لئے مہلت دے رکھی ہے... اور اس بارے میں خدائے عزیز و جلیل نے فرمایا ہے: إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْماً (سورۂ آل عمران آیت ۱۷۸) ہم انہیں صرف اس لئے ڈھیل دیتے ہیں، تاکہ یہ گناہ اور بڑھا لیں!

۲۱ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے دل میں لوگوں کے لئے نیازمندی و فقر اور اُن سے بے نیازی و استغناء ساتھ ساتھ ہونا چاہئے، ان کے لئے تمہارا فقر و نیاز تمہاری گفتگو اور تمہاری کشادہ روئی سے جھلکنا چاہئے!! اور اُن لوگوں سے تمہارا استغناء و بے نیازی اپنی آبرو کو بچائے رکھنے اور اپنی عزت کو ہمیشہ برقرار رکھنے کے لئے ہونا چاہئے!!

۲۲ نہ خود غصہ کرو، نہ کسی کو غصہ دلاؤ اور باآواز بلند سلام کرو اور گفتگو پاک صاف کیا کرو...!

۲۳ شریف و بلند مرتبہ شخص کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ تو وہ اور نرم پڑ جاتا ہے اور کمینے شخص کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو تو وہ اور زیادہ سخت دل والا ہو جاتا ہے...!!

۲۴ آپؑ نے فرمایا: کیا میں ''دین شناس عالم اور حقیقی فقیہ'' کا تم سے تعارف کروا دوں؟؟

......واقعی عالم اور حقیقی فقیہ، وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اجازت نہ دے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید و مایوس نہ کردے اور اللہ تعالیٰ کی (جزا و پاداش دینے کے لئے) منصوبہ سازی سے اُن کے دلوں کو، بالکل ہی مطمئن نہ کردے!

اور دوسرے امور کی خاطر قرآن سے بالکل ہی دستبردار نہ ہوجائے اور ایسی عبادت جو بغیر سوچے سمجھے کی جائے، اُس میں کوئی خیر ہے نہ اچھائی! اور ایسا علم جس کے پس منظر میں کوئی غور و فکر نہ ہو (بے کار ہے اور) اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہوتی!! اور اُس قرأتِ قرآن میں کوئی خیر و خوبی نہیں جو (مطالب و معانی میں) تدبر اور غور و فکر کے بغیر ہو!

۲۵ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرے گا تو ایک منادی اعلان کرے گا.....:

اے لوگو! آج تم لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو اُس سے سب سے زیادہ خوف زدہ ہو اور تم میں سے سب سے زیادہ اللہ کا محبوب وہ ہے جو اُس کے حضور سب سے زیادہ اچھے اعمال لے کر حاضر ہوا ہے اور تم میں رتبے کے لحاظ سے سب سے زیادہ برتر و افضل، اللہ کے نزدیک وہ ہے جس نے سب سے زیادہ رغبت سے (نیک) اعمال انجام دئے ہوں.... اور یقیناً تم میں سب سے زیادہ بزرگ و گرامی قدر وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار و تقویٰ شعار ہو!!

۲۶ آپؑ نے فرمایا: مجھے اُن لوگوں پر بڑا تعجب ہے جو اذیت کے خوف سے کھانے سے تو پرہیز کر لیتے ہیں، (مگر) وہ آتشِ دوزخ کے ڈر سے گناہوں سے پرہیز کیسے نہیں کرتے؟ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے مال سے غلام تو خرید لیتا ہے مگر وہ اپنے نیک برتاؤ کے ذریعے آزاد لوگوں کو خریدنے سے کیسے باز رہتا ہے؟ تاکہ وہ ان کا آقا و مالک ہوجائے...!

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: خیر وشر کی پہچان تو لوگوں کے سہارے ہی ہوسکتی ہے... جب تم خیر کو پہچاننا چاہو تو عمل خیر انجام دو... نتیجتاً تم اہل خیر کو پہچان لو گے! اور اگر تم شر کو پہچاننا چاہو تو برائی کر دیکھو... تمہیں اہل شر (اور بدکاروں) کی پہچان ہو جائے گی!!

۲۷ آپؑ نے فرمایا: میں تمہارے لئے دو چیزوں سے ڈرتا ہوں:

طویل آرزو

اور خواہش نفسانی کی پیروی!

اس لئے کہ (دنیا کی) طولانی آرزو اور امید آخرت کو بھلا دیتی ہے... اور اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی وغلامی (راہ) حق (پر چلنے) سے روک دیتی ہے...!

۲۸ آپؑ سے ایک شخص نے بصرہ میں بھائیوں (کی حقیقت) کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا... بھائی دو قسم کے ہوتے ہیں: لائق اعتماد بھائی! اور ہنسی مذاق والے بھائی!

بہر حال...! لائقِ اعتماد بھائی تو (اپنے بھائی کے لئے) پناہ گاہ، دست و بازو، اہل اور مال و متاع ہوتے ہیں... پس اگر تم اپنے بھائی کے لئے اعتماد کی حد تک پہنچ چکے ہو... تو اُس کی خاطر، اپنا مال بھی خرچ کرو اور اپنے دست و بازو سے اس کی مدد (سے دریغ نہ) کرو...! اور تم بھی اُس کے دوست کے دوست بن جاؤ اور اس کے دشمن کے تم بھی دشمن بنے رہو!!

اس کے راز، عیب اور خامی کو چھپائے رکھو اور اس کی اچھائی کو (بے شک) ظاہر و آشکار کردو!..... اے سوال کرنے والے اچھی طرح جان اور سمجھ لو کہ ایسے دوست تو سرخ اور خالص سونے سے بھی زیادہ نادر و کمیاب تر ہوتے ہیں!

اور... یہ ہنسی مذاق والے بھائی تو یقیناً ان سے تو بس تم لذت وتفریح کے علاوہ کسی اور چیز کی توقع ہی نہ رکھو اور خوش روئی وشیریں زبانی میں سے تم بھی انہیں وہی کچھ دو، جو وہ

تمہارے لئے خرچ کرتے ہیں! اتنا ہی تم بھی اُن پر خرچ کر دیا کرو....اور بس!

۲۹ آپؑ نے فرمایا: اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بنالینا کہ اس طرح تم اپنے دوست سے دشمنی کر گزرو گے!

۳۰ اپنے بھائی سے صرف شک وشبہہ کی بنیاد پر جدا مت ہو جانا اور اس سے گلہ شکوہ کئے بغیر قطعِ تعلق نہ کرنا!

۳۱ مسلمان کو تین قسم کے لوگوں سے بھائی چارہ رکھنے سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے:

''فاجر'' (اخلاق باختہ) ''احمق'' اور ''کذاب'' (جھوٹے) سے، اس لئے کہ فاجر و بدکار اپنے عمل کو سجا بنا کر تمہارے سامنے پیش کرے گا اور چاہے گا کہ تم بھی ویسے ہی بن جاؤ! اور وہ تمہارے دینی امور میں تمہاری کوئی مدد نہ کرے گا، لٰہذا اس کی ہم نشینی ظلم و جفا اور سخت دلی کا باعث ہوگی...! اور اس کے پاس جانا تمہاری ''رسوائی'' کا سبب ہوگا....!! اور احمق تو وہ تو تمہیں کوئی اچھا مشورہ دے ہی نہیں سکتا اور اگر وہ خود بھی تم سے برائی کا رخ پھیرنے کی کوشش کرے، تب بھی اُس سے اس کام (مس کامیابی) کی امید نہیں رکھی جاسکتی....اور کبھی تو ایسا بھی ممکن ہے کہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے مگر نقصان پہنچا دے! اس لئے ایسے دوست کی موت اُس کی زندگی سے اس کی خاموشی اس کی گویائی سے....اور اس کی دوری اس کے قرب سے زیادہ اچھی اور بہتر ہے...!!

''کذاب'' (پکا اور عادی جھوٹا)! تو تمہاری معاشرت و زندگی، اُس کی معیت و ہمراہی میں خوشگوار نہیں گزرے گی وہ تمہاری باتیں دوسروں کو اور دوسروں کی تم تک پہنچایا کرے گا.....وہ جب بھی کسی کہانی یا افسانہ طرازی کا اختتام کرے گا تو وہیں سے، اُس جیسی دوسری داستان کو کھینچ کر پھیلا دے گا... یہاں تک کہ وہ سچ بھی کہہ رہا ہوگا تو اُس کے سچ کو سچ نہ سمجھا جائے گا وہ لوگوں میں دشمنیاں ڈال دے گا اور ان کے سینوں میں بغض اور کینے (کے

بیچ) بودے گا ! اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے نفسوں کے (مانیٹر) نگران اور محافظ رہو !!

۳۲ اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم عقل مند کی صحبت میں رہو چاہے تمہیں اُس کی سخاوت کا کوئی فائدہ نہ پہنچے .....!!

تاہم ....! تمہیں اس کی عقل و دانش سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور ساتھ ہی اُس کی بری عادتوں سے بچ کر بھی رہنا چاہئے !! اور کسی کریم و سخی کی صحبت کو ہرگز مت چھوڑنا ... چاہے تمہیں اُس کی عقل سے کوئی فائدہ نہ پہنچے، لیکن پھر بھی اس کے کرم و سخاوت سے اپنی عقل کے ذریعے سے فائدہ اٹھاؤ اور پست و کمین اور احمق و بے وقوف شخص سے جتنا دور بھاگ سکتے ہو، بھاگو!

۳۳ صبر کی تین قسمیں ہیں: مصیبت پر صبر .....! اطاعتِ خداوندی کی راہ میں صبر ... اور معصیت و نافرمانی خداوندی سے پرہیز کے لئے صبر!

۳۴ جو شخص چار باتوں سے اپنے آپ کو بچا سکے .....!

وہ اس لائق ہے کہ اُس پر کوئی ناگوار حادثہ یا مصیبت کبھی نازل نہ ہو ... آپ سے پوچھا گیا وہ کون سی ہیں؟؟ تو آپؑ نے فرمایا: جلد بازی، جھگڑالو پن، خود پسندی و غرور اور (غیر ضروری) تاخیر و سُستی ...!!!

۳۵ اعمال کی تین اقسام ہیں: واجبات (فرائض)! ''فضائل'' (ثواب کے کام)! اور معاصی (گناہ کے کام) تو بہر حال! ..... واجبات تو اللہ تعالیٰ کے حکم اس کی مشیت، اس کی رضا و خوشنودی، اس کے علم اور تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتے ہیں! بندہ اُن پر عمل کرتا ہے تاکہ اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پا جائے .... اور فضائل تو یہ اعمال، اللہ کی جانب سے اُس کا حتمی امر یا قطعی حکم نہیں ہوتے لیکن یہ اعمال مشیتِ خداوندی اور مرضی و علم و تقدیر الٰہی کے ماتحت ہوتے ہیں ... اس لئے بندہ ان پر عمل کرے اور نتیجے میں ثواب الٰہی

پائے !اور معاصی (گناہ کے کام) تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے امر سے نہیں ہوتے، نہ اُس کی مشیت و چاہت سے ہوتے ہیں نہ ان (کے ارتکاب) میں مرضیٔ الٰہی شامل ہوتی ہے....لیکن یہ (معاصی) اُس کے علم میں ہوتے ہیں اور تقدیرِ الٰہی میں بھی...جن کو اللہ تعالیٰ اُن پر عمل یا ارتکاب کے وقت ہی بندے کی تقدیر قرار دے دیتا ہے..تو ایسے اعمال بد کا ارتکاب بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے....اس لئے اللہ تعالیٰ معاصی کے ارتکاب پر سزا بھی دے گا...کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو معاصی کے ارتکاب سے روکا تھا..مگر وہ اُن کے ارتکاب سے باز نہیں رہا...!!

۳۶ آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! ہر نعمت میں اللہ تعالیٰ کا ایک ''حق'' ہے.....جو اُس حق کو ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس بندے کے لئے نعمتوں میں مزید اضافہ فرمائے گا...اور جو بندہ خدا کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی برتے گا..تو اللہ تعالیٰ اُسے زوالِ نعمت اور سزا میں عجلت سے دو چار کرے گا۔لہٰذا تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نعمتوں کے حوالے سے بھی تمہیں ویسا ہی خوفزدہ دیکھے.....جیسا کہ وہ گناہوں سے تمہیں ہراساں اور گھبرایا ہوا دیکھتا ہے....!

۳۷ آپؑ نے فرمایا: جو شخص ہاتھ کی تنگی و ناداری میں مبتلا ہو گیا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بارے میں یہ گمان نہ رکھے کہ جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہی میرے حق میں بہتر ہے،تو اُس شخص نے اللہ تعالیٰ سے ثواب و جزا کی اُس امید کو جو اس سے ہونا چاہئے تھی....ضائع کر دیا...!!اور وہ شخص جس کا ہاتھ کھلا ہوا اور اُسے مال و دولت کی فراخی و کشائش حاصل ہو....اور وہ یہ بات نہ سوچے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بچھایا ہوا جال ہے اور اُس نے ڈھیل دی ہوئی ہے...(کہ بندہ غفلت کا شکار ہو تو کھینچ لوں)....تو گویا،وہ شخص...اپنے آپ کو کسی بھی خوفناک حادثہ کا شکار ہونے سے محفوظ سمجھ کر مطمئن ہو بیٹھا ہے...!!

۳۸ آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے (نعمتِ) یقین مانگو اور اس سے تندرستی و

عافیت کے بارے میں رغبت سے درخواست کرو.....اس لئے کہ نعمتوں میں جلیل ترین و بلند ترین مرتبہ نعمت صحت وتندرستی ہی ہے....اور دل میں سب سے زیادہ برقرار رہنے والی شے یقین ہے اور نقصان رسیدہ تو درحقیقت وہ ہے جسے دین کا نقصان (یا گھاٹا) ہوا ہو!! (جس کا دین سالم ومحفوظ نہ رہا ہو) اور قابلِ رشک تو وہ ہے جسے حسن یقین کی نعمت حاصل ہوگئی ہو!

۳۹ کوئی شخص ایمان کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتا جب تک کہ اسے یہ یقین نہ ہو کہ جو اس کے ساتھ ہونا ہے اس میں غلطی نہیں ہوگی...اور جو اس سے خطا کر گیا ہے وہ درحقیقت اس کے ساتھ ہونا ہی نہ تھا (یعنی مومن کو تقدیر الٰہی پر مکمل اور پکا اعتقاد رکھنا چاہئے)

۴۰ کسی مومن کے لئے ان تین صفات سے محرومی کے مقابلے میں کوئی بھی مصیبت شدید ترین نہیں ہوتی! لوگوں نے پوچھا: وہ کون سی ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: اپنے ذاتی مال و دولت میں سے دوسروں کے ساتھ تعاون کرنا اور ان کا خیال رکھنا...اپنی جانب سے دوسروں کے لئے انصاف کو مدنظر رکھنا...اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر (اس کو ہر مرحلہ زندگی پر یاد رکھنا)....میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ فقط ''سبحان اللہ'' اور ''الحمدللہ'' کہا جائے (اس کا ورد کیا جائے)...بلکہ میرا مطلب ومقصد اس سے یہ ہے کہ حلال کاموں کے موقع پر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور حرام کاموں کا سامنا کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ (کی ذات) کو یاد رکھا جائے...!!

۴۱ آپؑ نے فرمایا: کسی شخص کو دنیا میں جو چیز ملی ہوئی ہے اگر وہ اس پر راضی اور خوش ہے، تو یہ تھوڑی سی چیز ملی ہوئی ہے اس دنیا میں اس کے لئے کافی ثابت ہوگی! اور اگر کسی شخص کو دنیا میں جو چیز حاصل ہے....وہ اس سے راضی اور خوش نہیں تو اس دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کے لئے کافی ہو سکے۔

۴۲ موت قبول ہے۔رسوائی ہرگز نہیں!

خودداری قبول ہے، حسرت وافسوس ہرگز نہیں! (یعنی دوسرے کے مال پر نظر رکھنے

سے بہتر خودداری ہے نہ کہ اسے دیکھ کر حسرت وافسوس سے مرتے رہنا!)

''زمانہ'' دو (۲) دنوں کا نام ہے، ایک دن تمہارے فائدے میں ہوتا ہے تو دوسرا دن تمہارے نقصان میں، لہٰذا جب کوئی دن تمہارے فائدے میں ہوتو مغرور وسرمست نہ ہوجانا! اور اگر کوئی دن تمہارے نقصان میں ہوتو غم نہ کھانا! اس لئے کہ دونوں طرح کے دنوں کے ذریعے سے تمہاری آزمائش ہوتی ہے...!!

۴۳ جسے اپنا اسیر بنانا چاہو، اس پر (مہربانی و) احسان کرو!

۴۴ (یہ دونوں باتیں) ''چاپلوسی'' اور ''حسد'' طلب علم ودانش کے لئے نہ ہوں تو مومن کا اخلاق نہیں ہیں!

۴۵ کفر کے چار ستون ہیں:

(دنیاوی آسائش کی) آرزو!

(کسی دنیاوی مسرت کے چھن جانے کا) خوف!

(تقدیر الٰہی پر عدم اطمینان اور) ناپسندیدگی!

اور غصہ (غیض وغضب!)

۴۶ آپؑ نے فرمایا: صبر حصولِ مقصد کی چابی اور صبر کا نتیجہ کامیابی ہے........ ہر حاجت مند (کی حاجت روائی) کا ایک وقت مقرر ہے جسے دست تقدیر حرکت دیتا ہے۔

۴۷ ''زبان'' وہ ترازو ہے جس (کے پلڑے) کو جہالت ونادانی ہلکا (کر کے اٹھا دیتی ہے) اور عقل اسے بوجھل کر (کے جھکا) دیتی ہے۔

۴۸ جو شخص کسی ناحق (فعل) کے ذریعے اپنے غصے (کی آگ) کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے حق کے ذریعے ذلت وخواری (کا مزہ) چکھائے گا! یقیناً اللہ تعالیٰ، ہر اس چیز کا دشمن ہے جو اُسے ناپسند ہو!

۴۹ وہ شخص کبھی حیران و پریشان نہیں ہوا جس نے اللہ تعالیٰ سے خیریت چاہی (یا استخارہ کرلیا) اور وہ شخص کبھی پشیمان نہیں ہوا جس نے (کسی اقدام سے پہلے دوسروں سے مشورہ کرلیا۔

۵۰ ''حب الوطنی'' کی وجہ سے ہی ملک وشہر آباد ہیں۔

۵۱ جو شخص بھی تین باتوں پر عمل کرتا رہے گا خوش بخت ہو جائے گا.... جب تم پر نعمت ظاہر وآشکار ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرو (الحمد للہ کہو) اور جب رزق میں کمی وسستی آنے لگے تو اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔ (استغفر اللہ کہو) اور جب تمہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑ جائے تو زیادہ سے زیادہ کہا کر لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

۵۲ تمام علوم تین قسم کے ہیں: ادیان کی فقہ وفہم کا علم۔ طبی علوم،.... ابدان (واجسام کے معالجہ) کے لئے اور زبان کے لئے ...نحو (گرامر) کا علم!

۵۳ اللہ تعالیٰ کا (اپنے بندے پر یہ) حق ہے کہ (وہ بندہ) عسرت وتنگدستی میں صبر ورضا سے کام لے....اور اس (پروردگار) کا یہ حق بھی ہے کہ آسانیاں (اور نعمتوں کی فراوانیاں) ہوں تو اس کی حمد اور شکر بجالایا جائے۔

۵۴ گناہ کو چھوڑ دینا توبہ کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ بعض گھڑی بھر کی شہوت، طویل غم کو جنم دیتی ہے...... موت دنیا کی رسوائی ہے..اس (موت) نے دنیا میں اہل دل و دماغ کے لئے نہ کوئی خوشی چھوڑی ہے نہ عقل مند کے لئے کوئی لذت....!

۵۵ علم آگے سے کھینچنے والا اور ''عمل'' پیچھے سے ہنکانے والا ہے اور اڑیل اور سرکش سواری ''نفس'' ہے!

۵۶ آپؑ نے فرمایا کہ تمہیں غیر متوقع بات کی امید، متوقع بات کی بہ نسبت زیادہ ہونا چاہئے (کہ کچھ اور بھی ہوسکتا ہے) اس لئے کہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام... نکلے تو اپنے گھر

اشعث) اگر تم نے اس مصیبت میں صبر کرلیا تو قضا و قدر الٰہی اس عالم میں جاری ہوگی کہ تم لائق تعریف ہوگے! اور اگر تم نے فریاد (اور آہ و فغاں) کی تو قضائے الٰہی تم پر اس عالم میں جاری ہوگی کہ تم قابل مذمت و سرزنش قرار پاؤ گے ....تو اشعث نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون...تو امیر المومنینؑ نے اشعث سے فرمایا: تمہیں آیت کا مطلب بھی معلوم ہے ؟ تو اشعث نے کہا کہ یقیناً آپ ہی علم کی غایت و منتہیٰ ہیں! (یعنی علم تو بس آپ پر ختم ہے..... مطلب بھی آپ ہی ارشاد فرمائیں)....! اس پر آپؑ نے فرمایا کہ تمہارا اِنَّا لِلّٰہِ کہنے کا مطلب تمہارا اللہ کے مالک ہونے کا اعتراف واقرار کرنا ہے اور تمہارا وَاِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ کہنے کا مقصد تمہارا اپنی موت کا اقرار واعتراف کرنا ہے۔

۶۲ ایک روز آپؑ (کسی سواری پر) سوار ہوئے تو آپؑ کے ہمراہ کچھ لوگ پیدل چلنے لگے۔ اس موقع پر آپؑ نے ان سے کہا: تمہیں پتہ نہیں ہے کہ کسی سوار کے ہمراہ کسی پیدل چلنے والے کا چلنا "سوار" کے لئے فساد اور برائی کا سبب ہے اور ساتھ ہی پیدل چلنے والے کی ذلت ورسوائی کا باعث بھی ہے۔ چلو واپس جاؤ!

۶۳ آپؑ نے فرمایا کہ کام تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ جس کام کا صحیح و درست ہونا واضح ہو، اُسے کر گزرو!

۲۔ جس کام کی گمراہی آشکار ہو، اس سے پرہیز کرو اور بچ کر رہو۔

۳۔ اور جو کام تمہیں (مشکل میں) الجھا دے، اُسے اس کام کے عالم اور ماہر کے سپرد کردو۔

۶۴ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاری نے آپؑ سے خیریت دریافت کی....آج آپ کی صبح کیسی رہی؟ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا: "ہم نے اس عالم میں صبح کی کہ ہمارے پروردگار کی نعمتیں ہم پر بے شمار تھیں، حالانکہ ہمارے گناہ بھی بے تحاشہ ہیں اور ہمیں معلوم نہیں

کہ ہم اس کا شکریہ کس بات پر ادا کریں؟ آیا اس کا شکر اس خوبی پر ادا کریں جو اس نے ہمارے حوالے سے مشہور کی ہے؟ یا ہم اس کا شکر اس بات پر ادا کریں کہ اس نے ہماری برائی کی پردہ پوشی کی؟

۶۵ امیر المومنین علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس کے کسی چھوٹے بیٹے کی وفات کے موقع پر انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: وہ مصیبت جو دوسرے پر نازل ہو اور اس کا اجر و ثواب تمہیں نصیب ہو...... میرے نزدیک اس مصیبت سے بہتر ہے جو تم پر نازل ہو مگر اس کا ثواب و اجر دوسرے کو ملے، پس اجر و ثواب تمہارا ہونا چاہئے۔ تمہاری وجہ سے (دوسرے کا) نہیں ہونا چاہئے... تمہارے لئے مصیبت پر صبر کرنا بے صبری سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس (بیٹے) کا (بدلہ و) عوض دے گا جیسا کہ اسے تمہاری طرف سے عوض دیا!

۶۶ آپؑ سے پوچھا گیا کہ "توبۂ نصوح" کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: دل سے ندامت کا احساس، زبان سے مغفرت طلبی، اور اس بات کا ارادہ کہ دوبارہ گناہ کی طرف نہیں لوٹے گا۔

۶۷ آپؑ نے فرمایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کے سبب پیدا ہوئے ہو اور تم نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے (پروردہ) پالے ہوئے ہو.... اور (آخرکار) قبروں میں جاؤ گے اور اس میں مٹی ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن اپنی قبروں سے اکیلے اٹھا دئے جاؤ گے اور پچھلا حساب دو گے۔ پس اللہ کے اس بندے کو خدا کی رحمت نصیب ہو کہ جو گناہ کرے تو اس کا اقرار بھی کر لیتا ہے، وہ اللہ سے ڈرتا ہے تو نیک عمل بھی کرتا ہے۔ وہ عذاب الٰہی سے گھبراتا ہے تو اطاعت کے لئے تیز دوڑتا ہے اسے نصیحت کی جائے تو قبول کر لیتا ہے۔ اسے گناہوں سے باز رہنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ ڈرتا ہے اور باز رہتا ہے۔ وہ (اپنے پیشوا کی دعوت کا) جواب دیتا ہے اور (اس کی طرف) متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ (گناہ سے) باز آ کر توبہ

کر لیتا ہے۔وہ اپنے مقتدا کی پیروی کرتا ہے تو اس کے نقش قدم پر چلتا ہے اور وہ (نیک اعمال کے لئے) محنت وجستجو میں لگا رہتا ہے اور بھاگ کر گناہ سے بچ لیتا ہے اور (آخرت کے لئے) زادراہ مہیا کر لیتا ہے اور اپنے باطن کو پاک کر لیتا ہے اور وہ روز (معادو) قیامت کے لئے آمادہ اور تیاری کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اور جس روز اس دنیا سے کوچ کرنا اور پر خطر راستے سے گزرنا ہوگا اور محتاجی کی حالت اور تنگ دستی کا مقام ہوگا تو یہ اپنے اس زادراہ اور سامان سفر سے مدد لے لے گا۔جو اس نے پہلے ہی مہیا اور تیار کر رکھا ہے....اس لئے اس سرائے کے لئے جہاں قیام دائمی ہوگا پہلے ہی (یہ بندہ) گزارے کا سامان آگے آگے بھیج دیتا ہے۔پس تم لوگ بھی اپنے لئے زادراہ اور سامان سفر تیار کر رکھو.....! کیا وہ لوگ جو، جوانی کی نعمت اور آسودہ حالی سے بہرہ ور ہیں، بڑھاپے کی ذلت کے علاوہ بھی کسی اور چیز کے منتظر ہیں؟؟

کیا صحت کی نعمت کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے لوگ نازل ہونے والی بیماریوں کے علاوہ بھی کسی اور چیز کے انتظار میں ہیں؟ اور وہ لوگ جو ابھی زندہ و باقی ہیں کیا وہ اچانک فنا ہو جانے، وقت وفات قریب آپہنچنے اور موت کے قرب کے علاوہ بھی کسی اور صورت حال کے خیال وانتظار میں ہیں؟؟

(اگر نہیں..! تو پھر نیک اعمال کا زادسفر تیار کیوں نہیں کر لیتے؟؟)۔

۶۸ آپؑ نے فرمایا: اس شخص کی مانند تقویٰ اختیار کرو جو اپنے دامن اور کپڑوں کو (گند اور کیچڑ سے) بچنے کے لئے اچھی طرح سمیٹ لیتا اور تیزی سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے۔اور معین و مقرر مہلت اور دورانیے میں ہدف پر پہنچنے کے لئے تیزی سے دوڑ (لگاتا) ہے اور (دنیا کی) خوفناک جگہ میں لرزاں اور ترساں رہتا ہے، وہ مجبوری کی پناہ گاہ (دنیا)، ہو رہنے والی باتوں کے نتائج (نامۂ اعمال) اور.... جائے بازگشت (''یوم حساب'') پر ہونے

والے انجام کو نظر میں رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ (نافرمانوں سے) انتقام لینے اور (اطاعت گزاروں کی) مدد کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور ''جنت'' ثواب و جزا کے طور پر اور ''دوزخ'' مواخذے اور عبرت ناک سزا کے طور پر کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب دلیل و حجت میں غالب آنے اور مخالف پر قابو پانے کے لئے (بہت) کافی ہے۔

۶۹ آپؑ نے کسی شخص نے ''سنت''، ''بدعت''، ''فرقت'' اور ''جماعت'' کے مطلب کے بارے میں دریافت کیا...! تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ''سنت'' کا مطلب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اور جو سنت و روشِ رسول خداؐ کے خلاف ہو اسے ''بدعت'' کہتے ہیں اور ''فرقت'' وہ اہل باطل ہیں چاہے کثرت سے ہوں! اور ''جماعت'' وہ ''اہل حق'' ہیں، چاہے تھوڑے سے ہی ہوں....! اور آپ نے فرمایا (نوٹ: متن حدیث میں ایسا ہی ہے) کہ... بندہ فقط اپنے پروردگار سے امیدوار ہو اور صرف اپنے گناہ سے ڈرے اور کسی عالم کو جب اس سے کچھ پوچھا جائے اور وہ اس بات کے متعلق لاعلم ہو تو اسے یہ کہتے ہوئے شرمانا نہیں چاہئے کہ ''اَللّٰہُ اَعْلَمُ''......! اللہ سب سے بہتر جاننے والا ہے! اور صبر کا ایمان کے لئے وہی مقام ہے جو سر کا جسم کے حوالے سے ہے۔

۷۰ آپؑ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت و ہدایات فرمائیں تو آپؑ نے فرمایا: کہ میں تمہیں اس بات کی وصیت و سفارش کرتا ہوں کہ ہرگز اپنے نیک اعمال کو بہت زیادہ مت سمجھنا اور اپنے گناہوں کو وہ چاہے جتنے بھی کم ہوں تھوڑا مت سمجھنا۔

۷۱ کسی اور شخص نے آپؑ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت و ہدایت فرمائیں...! تو آپؑ نے اس سے کہا: اپنے آپ کو تنگ دستی کی تلقین نہ کرو، نہ اپنے آپ کو طول عمر کی خوشخبری دو!

۷۲ دین دار اپنی نشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں (اور نشانیاں یہ ہیں)...! گفتگو کی سچائی، ادائے امانت، عہد و پیمان کو پورا کرنا، صلۂ رحم (رشتے داروں سے تعلق اور رابطہ برقرار

سزانہیں دیتا کہ وہ اس سے زیادہ بڑا اور سخی ہے کہ وہ قیامت کے روز دوبارہ اس کو وہی سزا دے اور خدا اس دنیا میں کسی بندے کی پردہ پوشی نہیں کرتا نہ اسے معاف کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اس بات سے بہ لحاظ مجد و جود کرم اتنا بزرگ ترین ہے کہ وہ اسے قیامت کے روز دوبارہ معاف کرے (یعنی اللہ تعالیٰ کے مجد و جود و کرم سے یہ بعید ہے کہ وہ بندہ مومن کو اس دنیا میں سزا دینے کے بعد قیامت میں دوبارہ سزا دے یا دنیا میں اسے معاف کردینے یا اس کے عیوب سے چشم پوشی کے باوجود قیامت میں سب کے سامنے اس کا حساب کر کے اسے دوبارہ معاف کرے) پھر آپؑ نے کچھ دیر بعد فرمایا...اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کو (اس کے اپنے ہاتھوں پیدا کردہ اسباب کے سبب سے) جسمانی، مالی، گھریلو یا خاندانی مشکلات و مصائب میں مبتلا کردیتا ہے...اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ما اصابکم......(سورۂ شوریٰ آیت ۳۰) اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے، تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اس کی وجہ سے ہے اور وہ بہت سے باتوں سے درگزر کرتا ہے! اور آپ نے تین بار اپنے ہاتھوں کو آپس میں ملایا اور کہا و یعفوا عن کثیر!!!

۸۵ آپؑ نے فرمایا: قطع تعلق کا آغاز پردے گرانے (یعنی بات بند کردینے) سے ہوتا ہے!......اور کسی شخص کے ساتھ جب وہ افسردہ اور اکتایا ہوا ہو، افسوس (اور ہمدردی) کا اظہار نہ کرو!...بدترین بدلہ، برا بدلہ دینا ہے!.....

۸۶ کسی شخص کی عقل کی خرابی کا آغاز خود پسندی و غرور سے ہوتا ہے...جس نے اپنی زبان پر قابو پالیا وہ سکھ چین سے رہے گا....جو شخص اپنی عادات کی اصلاح نہیں کرتا اُس کے مصائب بڑھ جاتے ہیں....! بداخلاق شخص کے گھر والے بھی اس سے تنگدل و افسردہ رہتے ہیں!

...بعض اوقات، کوئی ایک بات ہی، نعمت چھن جانے کا باعث بن جاتی ہے!

شکریہ ادا کرنا، فتنہ و فساد سے بچاؤ کا سبب ہے! اپنی آبرو بچالینا ہی (اہم ترین اور) اصل مردانگی ہے... کسی گناہ گار کی فروتنی اور خضوع ہی اس کا ''سفارشی'' ہے! اصل ''احتیاط'' (و دوراندیشی) شبہ کے موقع پر رک جانا ہے.... (اچھے) اخلاق کی وسعت میں ہی رزقوں کے خزانے (پوشیدہ ہوتے) ہیں۔

۸۷ مصائب (رنج وبلا) تو لوگوں میں مساوی تقسیم ہوئے ہیں... جب توبہ کا دروازہ کھلا ہے تو اپنے گناہ کی بخشش کے لئے ناامید مت ہوؤ!

شہوت کی مخالفت میں ہی راہِ نجات ملتی ہے! آرزوؤں کا اختتام، موت ہے! بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کر دیتا ہے! اور احمق و بےوقوف کو دیکھنا آنکھ کو تاریک کر دیتا ہے....! سخاوت ہی، ہوشمندی ہے، کمینہ پن، سبب تغافل ہے.......!!

۸۸ تنگدستی سب سے بڑی موت ہے اور اہل وعیال کی کمی دو آسائشوں میں سے ایک ہے! اور یہ آدھی زندگی ہے اور غم آدھا بڑھاپا ہے! جو شخص میانہ روی اختیار کرتا ہے محتاج نہیں ہوتا! جو مشورہ کر لیتا ہے، ہلاک نہیں ہوتا!......اور احسان تو، بس...خاندانی یا دیندار شخص پر ہی کرنا چاہئے!..خوش بخت و سعادت مند تو بس، وہ شخص ہے جو دوسرے کو دیکھ کر ہی نصیحت حاصل کر لے!

''نقصان اور گھاٹا اٹھانے والا، نہ تعریف کے قابل ہوتا ہے، نہ لائقِ ثواب و انعام!! نیکی پرانی نہیں ہوتی...اور گناہ بھلایا نہیں جاتا!

۸۹ اچھا سلوک اور احسان کرو.....تاکہ سراہے جاؤ! تعریف کرنے کو اپنا شعار (و عادت) بنالو، تاکہ عقل مند لوگ تم سے مانوس ہو جائیں...!

تم فضول اور زیادہ بولنا چھوڑ دو تاکہ بےوقوف لوگ تم سے دور ہو جائیں!

تم (اپنے) ہم نشینوں کی عزت کرو تاکہ تمہاری محفل آباد رہے...اپنے ساتھ اٹھنے

بیٹھنے والوں کی حمایت کیا کرو تاکہ وہ تمہارے پڑوس میں رہنا پسند کریں، اپنی جانب سے لوگوں کو انصاف مہیا کرو، تاکہ...وہ تم پر اعتماد کریں! بہترین اخلاق کی رعایت تم پر لازم ہے! کیونکہ...یہی سربلندی وسرفرازی کا موجب ہے...!

خبردار! اخلاق بد سے دور رہو (اس لئے) کہ یہ شریف کو ذلیل ورسوا کردیتے ہیں اور مجد و بزرگی کو تباہ و برباد کردیتے ہیں۔

۹۰ قناعت کی عادت ڈال لو، تو عزت ملے گی۔

۹۱ صبر ناداری سے بچاؤ کی ڈھال ہے اور حرص و آز فقر و گداگری کی نشانی ہے...! خود آرائی (اپنی ہیئت کذائی کا خیال رکھنا) ذلت سے بچے رہنے کا سبب ہے...! اور نصیحت اس کے لئے پناہ گاہ ہے جو اس سے پناہ لینا چاہے!

۹۲ جو لباس علم پہن لے، اُس کے عیب لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جاتے ہیں!

۹۳ حاسد کی زندگی میں کوئی آسودگی نہیں ہوتی اور ملول (اکتائے ہوئے، بور، ہروقت افسردہ رہنے والے) شخص کو کسی کی محبت نہیں مل پاتی! اور جھوٹے شخص میں کوئی وجاہت ومردانگی نہیں ہوتی!

۹۴ تنہائی کے ذریعے اپنی عزت کو برقرار رکھو!

۹۵ جو عزت دار شخص کسی کے اقتدار کے سایے تلے آتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے!

۹۶ دو چیزیں لوگوں کو مارے ڈالتی ہیں! ''مفلسی'' کا خوف اور ''فخر'' کی جستجو!

۹۷ اے لوگو! تمہیں دنیا کی محبت سے بچ کر رہنا چاہئے....اس لئے کہ یہ ہر غلطی کا سرچشمہ، ہر بلا کی آمد کا دروازہ ہر فتنے کی ہمراہی اور ہر مصیبت کو دعوت دینے والی چیز ہے!

۹۸ تمام کی تمام اچھائیاں تین خصلتوں میں جمع کردی گئی ہیں، ''دیکھنا'' (نظر) ''چپ رہنا'' (سکوت) اور ''بولنا'' (کلام) ہر نظر جس کے ذریعے عبرت نہ حاصل کی

جا سکے، وہ بے توجہی والی نظر ہے! اور ہر سکوت و خاموشی جس کے دوران کوئی غور و فکر نہ ہو، غفلت ولا پرواہی کا سکوت ہے اور ہر وہ گفتگو و کلام جس میں ذکر الٰہی نہ ہو...وہ یاوہ گوئی اور بکواس ہے! پس مبارک ہوا سے جس کی نظر، عبرت کے لئے، خاموشی غور و فکر کے لئے، اور گفتگو ذکر الٰہی کے لئے ہو......اور وہ اپنے گناہوں پر رویا کرے اور...لوگ اس کے شر سے امان میں ہوں!

۹۹ یہ انسان....! کتنا عجیب ہے!! جو اس چیز کے مل جانے سے خوش ہے جو اس کو ''نہ ملنے والی'' تھی ہی نہیں اور...یہ اس چیز کے ہاتھ سے چھوٹ جانے پر رنجیدہ و محزون ہے، جو اس کو ملنا ہی نہ تھی! اگر یہ غور کرے تو بات کی تہہ تک پہنچ جائے اور حتمی طور پر جان لے کہ اس کے منصوبے (مقدر) پہلے ہی بنائے جا چکے ہیں.....اور اس کا روزی، رزق، مقدر (میں لکھا جا چکا) ہے (تو اگر کوئی انسان یہ باتیں مدنظر رکھا کرے) تو وہ صرف وہی کام کرے جو آسانی سے ہونا ممکن ہیں! اور مشکل و دشوار (اور تھکا دینے والے) کاموں کے نزدیک بھی نہ جائے!

۱۰۰ جب آپؑ بازار اور مارکیٹ کی گشت پر ہوتے تو بازار والوں کو نصیحت فرماتے:

اے تاجرو! (تجارت شروع کرنے سے) پہلے اللہ تعالیٰ سے خیر (کی دعا) مانگو۔اور (گاہکوں کو سودے بازی میں) سہولت فراہم کرکے برکت حاصل کرو...اور گاہکوں کو اپنے نزدیک لاؤ (انہیں بھگاؤ مت!) اور بردباری سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرلو! اور (سامان بیچنے کے لئے) قسمیں کھانے سے باز رہو...جھوٹ سے کنارہ کش رہو اور گاہک پر ظلم سے دور رہو، مظلوم گاہکوں سے انصاف کرو اور سود کے نزدیک بھی مت جاؤ....

فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ (سورۂ اعراف آیت

۸۵)پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو!......۔

" وَلاَ تَعۡثَوۡا فِیۡ الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡن "(سورۂ اعراف آیت ۷۴)اور تم مفسد بن کر زمین میں فساد نہ کرتے پھرو!

۱۰۱ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ...اللہ تعالیٰ نے بہترین چیز کون سی پیدا کی ہے؟؟ آپؑ نے فرمایا: (کلام) گفتگو! پھر آپؑ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں بدترین شے کون سی پیدا کی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: (کلام) گفتگو!......اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ گفتگو کی وجہ سے ہی چہرے سفید و نورانی ہو جاتے ہیں یا...سیاہ پڑ جاتے ہیں!

۱۰۲ اچھی بات ہی کہا کرو تا کہ وہ تمہاری پہچان بن جائے اور اچھے کام کیا کرو تا کہ تمہارا شمار اچھوں میں ہو!

۱۰۳ جب کسی (دنیاوی) مصیبت کا سامنا ہو تو اپنے اموال کو اپنی جان پر فدا کر دو...اور کوئی مصیبت تمہارے دین پر نازل ہو تو اپنی جان کو اپنے دین پر فدیہ قرار دو، لُٹا پِٹا شخص تو درحقیقت وہ ہے جس کا "دین" چھن جائے! آگاہ رہو!.....جنت (مل جانے) کے بعد کوئی "مفلسی" نہیں اور دوزخ (میں جانے) کے بعد، کوئی "تونگری" نہیں!

۱۰۴ کوئی شخص ایمان کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ جھوٹ بولنا نہ چھوڑے وہ (جھوٹ بولنا) ہنسی مذاق میں ہو چاہے سنجیدگی سے ہو!

۱۰۵ مسلمان کو (عادی) جھوٹے کی دوستی (بھائی چارے) سے دور رہنا چاہئے!

۱۰۶ گناہوں میں عظیم ترین، کسی مسلمان کا مال، ناحق لے لینا ہے!

۱۰۷ جس شخص کو قصاص (جرم کی سزا یا بدلے) کا خوف ہو وہ لوگوں پر ظلم و ستم سے باز رہے گا!

۱۰۸ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے کسی ظالم کو حاسد سے زیادہ مظلوم سے مشابہ تر نہیں دیکھا!

۱۰۹ ظالم، اس کا مددگار اور جو اس کے ظلم کرنے سے راضی ہو..... تینوں ظلم میں (برابر کے) شریک ہیں!

۱۱۰ فرمایا کہ "صبر" دو طرح کے ہوتے ہیں..! مصیبت کے موقع پر صبر، اچھا (خوبصورت) ہے! اس سے زیادہ اچھا صبر وہ ہے جو محرمات الٰہی سے بچنے کی خاطر ہو!.....اور "ذکر" بھی دو قسم کے ہوتے ہیں! ذکر (و یاد) الٰہی، مصیبت کے موقع پر اچھا اور زیبا ہے اور اس ذکر سے زیادہ افضل و برتر ذکر وہ ہے جو محرمات الٰہی کے ارتکاب کے موقع پر ہو، تاکہ یہ (ذکر و یادِ خدا) حرام (کے ارتکاب) کے لئے (مانع اور) رکاوٹ بن جائے!

۱۱۱ امیر المومنینؑ نے دعا فرمائی:

بارالٰہا!..تو مجھے اپنی مخلوقات میں سے بدترین کا نیازمند نہ بنانا....اور اگر تو نے میرے مقدر میں نیازمندی و حاجت مندی قرار دے ہی دی ہے..تو پھر، ان میں سے سب سے زیادہ خوبصورت اور سخی ترین نفس کے مالک کا سب سے زیادہ فصیح اللسان و خوش بیان شخص کا اور کم ترین احسان جتانے والے کا ممنون احسان کرنا!

۱۱۲ آپؑ نے فرمایا: اس شخص کو مبارک ہو جو لوگوں سے اور جس سے لوگ اطاعت الٰہی کی بنیاد پر محبت کریں۔

۱۱۳ ایمان کی حقیقت تو بالیقین ...یہ ہے کہ بندہ سچ کو اپنی عادت و شعار بنالے کہ جھوٹ اگر اس کے لئے سودمند بھی ہو تو وہ جھوٹ سے نفرت کرے اور کسی شخص کو اپنی بات منہ سے نکالنا ہی نہیں چاہئے! جب تک کہ اس کے بارے میں پورا علم نہ ہو!

۱۱۴ آپؑ نے فرمایا: امانت اپنے مالک کو لوٹا دو چاہے وہ پیغمبروں کی اولاد کا قاتل ہی ہو!

۱۱۵ تقویٰ ایمان کی اساس و بنیاد ہے!

۱۱۶ خبردار! وہ ذلت جو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں نصیب ہو اس عزت کے مقابلے میں حقیقی عزت سے قریب تر ہے جو اللہ کی نافرمانی و معصیت کے صلے میں حاصل ہو!

۱۱۷ ''مال و اولاد'' (بیٹے) دنیا کی کھیتی ہیں اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے اور کبھی کبھی تو اللہ تعالیٰ دونوں ہی سے نواز دیتا ہے!

۱۱۸ آپؑ نے فرمایا: تورات کے دو صحیفوں میں لکھا ہوا ہے: ایک یہ کہ جس نے دنیا کا غم کھایا وہ اللہ کی بنائی ہوئی قضا و تقدیر سے ناراض ہوا! اور اگر کوئی مومن اپنے اوپر نازل شدہ مصیبت کا ذکر اپنے دین کے مخالف سے کرنے لگے تو گویا وہ اپنے پروردگار کی شکایت اس کے دشمن سے کر رہا ہے اور جو شخص کسی مال دار کے سامنے اس کے مال و دولت کی وجہ سے جھکا تو اس کا دو تہائی دین برباد ہو گیا اور جس نے قرآن مجید پڑھا (لیکن) وہ جہنم میں گیا...! تو یقیناً وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آیات الٰہی کا تمسخر یا مذاق اڑایا! اور امیر المومنینؑ نے فرمایا: دوسرے صحیفے میں ہے کہ جو شخص (کسی کام کو کرنے سے پہلے) مشورہ نہیں لے گا وہ نادم و پشیمان ہوگا اور جو شخص صرف مال جمع کرنے کے چکر میں پڑا رہے تو وہ ہلاک ہو جائے گا! اور مفلسی (فقر) سب سے بڑی موت ہے!

۱۱۹ آپؑ نے فرمایا: انسان کا دل اس کی زبان، اس کا دین اس کی عقل اور اس کی شخصیت و مردانگی وہ مہارت و صلاحیت ہے جو وہ اپنے لئے ثابت کر دے، اور..... رزق تو تقسیم شدہ ہے اور دن تو بدلتے رہتے ہیں (کبھی ایک شخص کا اچھا یا برا دن تو کبھی دوسرے کا!) اور تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام تک یکساں اور برابر ہیں!

۱۲۰ آپؑ نے کمیل بن زیادؓ سے فرمایا کہ کمیل! ذرا آہستہ.... آرام سے رہو! اپنے آپ کو مشہور نہ کرو، اپنی شخصیت کو چھپاؤ تا کہ تمہارا تذکرہ زبان زدِ خاص و عام نہ ہو۔ علم حاصل کرو تا کہ علم (حاصل) ہو جائے! خاموش رہا کرو تا کہ سکھ چین سے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے جب

تمہیں اپنے دین کی (ذرا ذرا سی چیز کی) معرفت اور پہچان کروادی ہے تو تمہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم لوگوں کو نہیں پہچانتے اور وہ تمہیں نہیں پہچانتے! (کہ اصل معرفت تو معرفت دین خدا ہے)!

۱۲۱ وہ شخص عقلمند و دانشمند نہیں جو اس شخص کے ساتھ بھی نرمی و مدارات سے پیش نہ آئے جس کے ساتھ نرمی و مدارات سے پیش آنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو!

۱۲۲ آپؑ نے فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں کہ جنہیں حاصل کرنے کی خاطر اونٹ پر سوار ہو کر اسے تیز دوڑایا جائے تب بھی کم ہے:

۱۔ تم میں سے کوئی، اپنے پروردگار کے سوا کسی اور سے ہرگز امید نہ رکھے۔

۲۔ کوئی شخص اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے۔

۳۔ اور قطعاً یہ کہنے سے نہ شرمائے کہ جب وہ نہ جانتا ہو تو کہہ دے کہ "میں نہیں جانتا"!

۴۔ کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتا تو اس کے بارے میں حصول علم سے (باز رہنے کے لئے) غرور و تکبر نہ کرے!

۱۲۳ آپؑ نے عبداللہ بن عباس کو (ایک خط میں) لکھا کہ: اما بعد!.... جو چیز تمہارے لئے کارآمد ہو اسے تلاش کرو اور جو تمہارے لئے بے کار ہو اسے چھوڑ دو اس لئے کہ بے کار چیز کو چھوڑ دینے میں تمہارے لئے کارآمد چیز کی دستیابی (کا راز) موجود ہے!!

اور (مرنے کے بعد) تمہارے آگے آگے صرف وہی کچھ جائے گا جو تم نے آگے سپرد کر دیا تھا، وہ نہیں جائے گا جو تم نے پیچھے چھوڑ دیا! کل (فردائے قیامت) کے لئے وہ کچھ بناؤ جس کا سامنا کرنا تمہیں اچھا لگے بجائے اس کے (وہ نہ بناؤ) جس کا سامنا کرنا تمہیں برا لگے! (اچھا نہ لگے)! والسلام!!!

۱۲۴ آپؑ نے فرمایا: سب سے بہترین طریقے جن کے ذریعے دوستوں کے دلوں میں

محبت پیدا کی جا سکتی اور دشمنوں کے دلوں سے کینہ بھی دور کیا جا سکتا ہے...(یہ ہیں کہ) ان سے ملاقات کے وقت تمہارا چہرہ پُر رونق اور کھِلا ہوا ہو اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی خیریت اور حال احوال کی خبر رکھی جائے اور جب تم ان کے پاس حاضر و موجود ہو تو خوش باش ہنس مکھ اور کشادہ رو رہو...!

۱۲۵ آپؑ نے فرمایا: کوئی بندہ خدا جب تک ایمان کا مزہ چکھ ہی نہیں سکتا تاوقتیکہ وہ یہ نہ جان لے کہ جو اسے ملنا چاہئے وہ اسے ضرور ملے گا اور جو اسے نہ ملنا چاہئے وہ اسے (قطعاً) نہیں ملے گا (یعنی تقدیرِ الٰہی پر پختہ و کامل یقین ہونا چاہئے)!

۱۲۶ آپؑ نے فرمایا: پروردگارا...! وہ شخص کتنا بد بخت ہے جو تیری کچھ بادشاہت اور طاقت کو دیکھ لینے کے بعد بھی دل و نگاہ سے اسے عظیم نہیں مانتا جب کہ تیری وہ بادشاہت قوت تو ایک جانب رہی جو اسے نظر ہی نہیں آسکی اور اس شخص سے زیادہ بد بخت تر تو یقیناً وہ شخص ہے جس نے تیری نظر آنے والی یا نظر نہ آنے والی بادشاہت اور قدرت و طاقت کو تیری حقیقی عظمت و جلال کے مقابلے میں اپنے دل و نگاہ سے چھوٹا اور حقیر نہ سمجھا..! تیرے سوا کوئی اور خدا نہیں تو پاک اور منزہ ہے..یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں!

۱۲۷ آپؑ نے فرمایا: یہ دنیا تو صرف فنا ہو جانے، رنج و تکلیف، تغیرات...اور نصیحت و عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے، اس کے فنا و برباد ہونے کی علامت جو تمہیں نظر آئے گی وہ یہ ہے کہ زمانے نے اپنی کمان کی تانت کو تان لیا اور چلے میں (تیر کا پَر والا حصہ) سوفار کو چڑھا لیا ہے اور اس کے تیر نشانہ بھی خطا نہیں کرتے اور اس کے (لگائے ہوئے) زخم ٹھیک بھی نہیں ہوتے! اور یہ صحت مند کو بیماری کے تیر اور زندہ کو موت کے تیر کا نشانہ بنا دیتا ہے.....! اور اس دنیا کی (تکلیف، رنج و) زحمت یہ ہے کہ یہاں ہر شخص (کھانے کے لئے) وہ چیزیں جمع اور فراہم کر لیتا ہے جو وہ کھاتا بھی نہیں....اور (رہائش کے لئے) وہ (عمارت)

بنا تا ہے جس میں وہ رہائش رکھتا بھی نہیں اور (موت) کے بعد جب اللہ کی طرف جاتا ہے تو (اپنے ساتھ) نہ کوئی مال لے کر جاتا ہے نہ وہاں کوئی مکان (یا اس کی اینٹ) ہی منتقل کر پاتا ہے اور اس (دنیا) کے تغیرات کی نشانی تم دیکھو گے کہ... یہاں جو (مال و دولت کی وجہ سے) قابل رشک تھا، اس پر رحم کھایا جا رہا ہے اور جو رحم کھانے کے لائق تھا اس پر رشک کیا جا رہا ہے (یعنی جو خوش حال تھا وہ بد حال ہو گیا اور جو بد حال تھا وہ خوش نصیب و خوش حال ہو گیا) ان دونوں کے درمیان قدر مشترک تو بس وہ نعمت تھی جو زائل ہو گئی یا وہ تنگدستی تھی جو نازل ہو گئی اور اس (دنیا) میں مقام عبرت تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی آرزو پالیتا ہے تو موت آ کر اسے اچک لیتی ہے! پس.....نہ تو کوئی آرزو ہی قابو میں آتی ہے اور نہ کسی آرزو کرنے والے کو (موت کے پنجے سے ہی) چھٹکارے کی امید بندھتی ہے! تو سبحان اللہ! (منزّہ ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات) اس دنیا کی مسرت کتنی فریب کار ہے اور اس کا سیراب کرنا بھی تشنگی کو کتنا بڑھا دینے والا ہے! اور اس کا سایہ اور چھاؤں، چڑھتی دھوپ کی مانند کتنی تپش اور جلن والی ہوتی ہے...! گویا اس دنیا میں جو ہوا وہ ایسا ہی ہے؛؛؛ کہ جیسے کبھی ہوا ہی نہ تھا اور جو ہونے والا ہے وہ بھی ایسا ہے... گویا کبھی ہوا کرتا تھا یا (ہو گزرا) تھا!!!!

اور فقط آخرت کے گھر ہی ہمیشہ قیام اور ٹھہرے رہنے کے لائق و قابل ہیں اور یہ جنت و دوزخ (دونوں ہمیشہ قیام و قرار کی اقامت گاہ) ہیں!...اور اولیاء اللہ تو، صبر و شکیبائی کے وسیلے اجر و ثواب تک اور عمل (صالح) کے ذریعے اپنی آرزو تک رسائی حاصل کر ہی لیں گے!

۱۲۸ آپؑ نے فرمایا: اللہ تک رسائی کے لئے سب راستوں میں سے پسندیدہ و محبوب ترین راستے (وہ) دو گھونٹ ہیں:

۱۔ غصے کا وہ گھونٹ جو بردباری کے ساتھ پیا جائے۔

۲۔ اور غم کا وہ گھونٹ جو صبر کا دامن تھام کر پی لیا جائے (اسی طرح) اللہ تک رسائی

کے لئے سب راستوں میں سے پسندیدہ ومحبوب ترین راستے (وہ) دوقطرے ہیں:

ا۔ آنسو کا وہ قطرہ جو رات کی پہنائی (میں یاد خدا) میں بہا ہو!

۲۔ وہ قطرۂ خوں، جو اللہ کی راہ میں بہا ہو اور (اسی طرح) اللہ تک رسائی کے لئے سب راستوں میں سے پسندیدہ ومحبوب ترین راستے (وہ) دوقدم ہیں:

ا۔ کسی مرد (مجاہد) کا وہ قدم جو راہ خدا میں (جہاد میں) صف بندی کو مضبوط کرنے کے لئے ہو۔

۲۔ اور وہ قدم جو صلۂ رحم (رشتے داروں سے تعلق برقرار رکھنے) کی خاطر اٹھایا جائے اور یہ قدم اس قدم کے مقابلے میں بہت ہی افضل و برتر ہے جو اللہ کی راہ میں صف بندی کو مضبوط کرنے کے لئے اٹھایا جاتا ہے۔

۱۲۹ کوئی دوست اپنے بھائی کا سچا دوست ہو ہی نہیں سکتا، تاوقتیکہ وہ اپنے دوست کو تین موقعوں پر یاد نہ رکھے:

ا۔ مصیبت کے موقع پر

۲۔ اس کی غیر حاضری میں

۳۔ اور اس کی وفات کے بعد!

۱۳۰ جاہلوں کے دلوں کو مختلف قسم کی طمع و لالچ مضطرب اور بے چین رکھتی ہے اور تمنائیں ان کے دلوں کو گروی رکھتی ہیں اور قسم قسم کے دھوکے اور فریب ان کے دلوں کے دروازے سختی سے بند کر دیتے ہیں۔

۱۳۱ اگر کسی شخص میں تین اچھی عادتیں مستحکم اور پکی ہو جائیں تو میں، اس کے دوسری صفات سے بے بہرہ ہونے سے چشم پوشی اختیار کرلوں... مگر میں کسی کا عقل یا دین سے بے بہرہ ہونا تو معاف اور نظر انداز کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ دین سے جدا ہو جانا

(درحقیقت) امن سے جدا ہو جانا ہے.....اور خوف کے ساتھ جینا زندگی نہیں (بلکہ موت ہے) عقل کا نہ ہونا (درحقیقت) زندگی کا نہ ہونا ہی ہے (یعنی بے عقلی کی زندگی، زندگی نہیں موت ہے) اور بے عقل لوگ تو فقط مردے ہی سمجھے جاسکتے ہیں!

۱۳۲ جو شخص (تہمت انگیز مقامات پر جا کر) اپنے آپ کو معرض تہمت میں ڈال دے تو اسے ہرگز اس شخص کو برا نہیں کہنا چاہئے جو اس سے بدگمانی کرے.....اور جو اپنے راز کو چھپانے میں کامیاب رہتا ہے تو وہ اپنے اختیار (کی لگام) کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے!!

۱۳۳ یقیناً اللہ تعالیٰ چھ لوگوں کو چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا:

۱۔ اہل عرب کو عصبیت کی وجہ سے....

۲۔ (دیہاتی) وڈیروں، چوہدریوں کو تکبر کی وجہ سے......

۳۔ فرمان رواؤں (حاکموں) کو، جور و ستم کی وجہ سے.....

۴۔ فقہاء (مولوی صاحبان) کو حسد کی وجہ سے.......

۵۔ تاجروں کو خیانتکاری کی وجہ سے.......

۶۔ اور دیہاتیوں کو ان کے جاہل رہنے کی وجہ سے........

۱۳۴ آپؑ نے فرمایا: اے لوگو! تقوائے الٰہی اختیار کرو اس لئے کہ تقویٰ و پرہیز گاری کی خاطر صبر کرنا عذاب الٰہی کو برداشت کرنے کے لئے صبر کے مقابلے میں آسان ترین ہے!

۱۳۵ دنیا میں زہد کا مطلب آرزوؤں کا دامن چھانٹ دینا، ہر نعمت کا شکر ادا کرنا اور ہر اس چیز سے خود کو بچائے رکھنا ہے جو اللہ نے حرام قرار دے دی ہے!

۱۳۶ جب سب چیزوں کے جوڑے بنائے گئے تو سستی اور (کمزوری و) ناطاقتی کا جوڑا بنا اور ان دونوں سے (فقر و) تنگدستی نے جنم لیا!!

۱۳۷ امیر المومنینؑ نے فرمایا: آگاہ رہو! تمام دن تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔وہ دن جو گزر گیا جس کی (واپسی کی) تمہیں امید نہیں ہے۔

۲۔وہ دن جو ابھی باقی (اور موجود ہے) اور یہ (تمہارے لئے) ناگزیر اور لازمی ہے!

۳۔وہ دن جو آنے والا ہے اور تم اس سے مطمئن نہیں رہ سکتے، گزرا ہوا کل، نصیحت (کے لئے) ہے اور آج غنیمت (ومہلت) ہے...اور آنے والا کل نہ جانے کس کے لئے ہے،؟ گزشتہ کل کی گواہی قابل قبول ہے! آج کا دن امانت کو حوالے کرنے والا امین ہے! آنے والا کل تمہارے سامنے موجود.........روانگی کا دن ہے۔

طویل غیبت والا...جو خود تمہارے پاس آئے گا جبکہ تم اس کے پاس نہیں گئے ہو!

اے لوگو! یقیناً ہمیشہ کی زندگی (اس زندگی کے) ختم (اور فنا) ہو جانے کے بعد ہی ہوگی اور سچ تو یہ ہے کہ ہم تو اپنے سے پہلے والے لوگوں کے وارث ہی ہوئے ہیں اور ہمارے بعد والے ہمارے وارث ہوں گے اس لئے (آج) کوچ (اور روانگی) والے مقام سے جہاں جا رہے ہو اس (آخرت کے) مقام کے لئے سامان سفر درست کرلو...اور خیر اور اچھائی کے راستے طے کرو اور اس راہ پر چلنے والوں کی قلت کی وجہ سے وحشت محسوس نہ کرو....!!اس راہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی ہمراہی ومعیت حاصل ہے اسے یاد رکھو!

آگاہ رہو!

آج تو عاریتاً دینے کا دن ہے اور کل بخشش، جزا اور بدلے کا دن ہوگا، ہم تو بس گزرے ہوئے لوگوں کی جڑوں کی شاخیں ہی تو ہیں! جب جڑیں ہی نہ رہیں تو اس کے بعد شاخیں بھی نہ رہیں گی!

اے لوگو! اگر تم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تو تم نے دنیا (کی پکار) کا جواب دینے میں بڑی ہی پست چیز کے لئے جلدی کی اور تم نے اپنی آرزوؤں کی سواریوں کو آخری اور دور ترین حد تک دوڑا لیا ہے اور یہ سواریاں تمہیں آخری انجام کے لئے ندامت کے گھاٹ پر

سیرابی کے لئے لا اتاریں گی اور یہ تمہیں بھی متغیر حالات اور عبرت انگیز نمونوں کا وہی مزہ (اور ذائقہ) چکھائیں گی...اور تمہارے ساتھ بھی وہی کریں گی جو انہوں نے اگلی امتوں کے ساتھ اور گزرے ہوئے ہزاروں برسوں میں کیا ہے.....!

۱۳۸ آپؑ نے فرمایا: نماز ہر متقی کے لئے وسیلۂ تقرب الٰہی ہے...اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے...اور ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزے ہیں! اور کسی شخص کا افضل و برترین عمل اس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے کشادگی (اور فرج) کا انتظار کرنا ہے! اور بے عمل دعا کرنے والا ایسا ہے جیسے بغیر تانت (کی کمان) کا تیر انداز...! جسے بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ بخشش و عطا دریا دلی سے کرتا ہے!.....،

روزی کے نزول کا انتظام صدقے کے ذریعے سے کرو اور مال کا تحفظ (بیمہ) زکوٰۃ کے ذریعے سے کرو، جو شخص میانہ روی سے کام لے گا محتاج نہ ہوگا.....(اخراجات میں) اندازے سے کام لینا ہی آدھی زندگی ہے....،اظہار دوستی نصف عقل ہے اور غم آدھا بڑھاپا...اہل وعیال کی کمی دو میں سے ایک طرح کی سہولت و آسودگی ہے، جس شخص نے اپنے ماں باپ کو رنج پہنچایا اس نے ان کی نافرمانی کی ہے (یا استخفاف کیا) جس نے کسی مصیبت کے وقت اپنے زانو پیٹے اس نے اپنا ثواب و اجر برباد کر دیا....!

"احسان" اگر کسی خاندانی یا دیندار شخص کے ساتھ نہ کیا جائے تو وہ احسان، احسان شمار نہیں ہوتا!!

اور اللہ تعالیٰ صبر کو بقدر مصیبت نازل کرتا ہے۔ جو اندازے سے خرچ کرتا ہے اللہ اسے (کشائش سے) رزق عطا کرتا ہے اور..... جو فضول خرچی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (رزق سے) محروم کر دیتا ہے اور امانتداری رزق کو کھینچ لاتی ہے اور خیانت کاری فقر و افلاس کو...اور اگر اللہ تعالیٰ چیونٹی کی صلاح و بہتری (بغیر محنت کے حصول رزق میں) سمجھتا تو اس کے بازو نہ پیدا کرتا...!

۱۳۹ دنیاوی ساز و سامان، سوکھی گھاس کی مانند (بے وقعت) ہے اور اس کی میراث، اونٹ بکریوں کے (معمولی سے) ریوڑ ہیں.... یہاں (اس دنیا میں) گزارے لائق روزی پر خوش رہنا، مال جمع کرتے رہنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر وافضل ہے اور کوچ کی تیاری یہاں (دنیا میں) دل لگانے کے مقابلے میں زیادہ باوقار اور سنجیدہ عمل ہے جو مال زیادہ جمع کرنے کے چکر میں پڑ جاتا ہے تو وہ تنگدستی کا محکوم ہی رہتا ہے جس نے مال دنیا کی چاہت چھوڑ دی وہ راحت اور چین سے رہا...اور جس کو اس (مالِ دنیا) کی رونق اور خوش نما منظر اچھا لگتا ہے...آخر کار اس کی نظریں اندھے پن اور رتوندے کا شکار ہو جاتی ہیں! اور جو اس (مال دنیا) سے دل لگائے (مال دنیا کی محبت) اس کے دل و دماغ کو رنج و غم سے بھر دیتی ہے! ان....(دنیاوی ساز و سامان) کا رقص اس کے (دل کے آنگن) میں ایسے ہوتا ہے جیسے مکھن (نکالنے) کے (لئے) برتن کے کناروں پر (دودھ/دہی بلوتے وقت) مکھن ناچتا ہے!!

(مال دنیا کا) غم اسے مشغول اور رنجیدہ رکھتا ہے اور اس وقت تک ایسا ہوتا رہتا ہے جب تک کہ اس کی سانس کی نالی گرفت میں لی جائے (یعنی موت نہ آئے) شہ رگ کاٹی جائے اور اس کے دھڑ کو کسی خالی (سنسان) جگہ میں پھینکا جائے (یعنی تا دم مرگ اس مال کو جمع کرنے والے کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے) کہ اس حال میں اللہ تعالیٰ پر اس کی مدتِ حیات کا اختتام (یعنی جان لے لینا) اور نیک لوگوں کے لئے اس کو ملاقات کی جگہ (قبر یا مزار) پر لے جانا، آسان ہو جاتا ہے! اور مومن تو دنیا کو صرف اور صرف عبرت کی نگاہ ہی سے دیکھا کرتا ہے اور وہ اس دنیا میں بہ قدرِ ضرورت ہی کھاتا پیتا ہے اور دنیا کے بارے میں گفتگو کو نفرت بھرے کان سے سنتا ہے...!

۱۴۰ آپؑ نے فرمایا: بردباری و حلم سے کام لینا سیکھو اس لئے کہ یہ مومن کا سچا دوست اور اس کا وزیر ہے....! اور علم اس کا (گائیڈ اور) رہنما ہے...! اور نرم برتاؤ

(خاطر مدارات) اس کا بھائی ہے!" عقل اس کا ساتھی ہے اور صبر اس کے لشکر کا سپہ سالار ہے!!

۱۴۱ آپؑ نے ایک ایسے شخص سے فرمایا: جو اپنی بدحالی (پھٹے پرانے پیوند زدہ میلے کچیلے کپڑے پہنے رہنے) میں حد سے بڑھ گیا تھا!

اے شخص! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورۂ ضحیٰ آیت ۱۱) اور رہی تمہارے پروردگار کی نعمت! پس تم اس کا ذکر کرتے رہو.....! پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی.. تمہارا اپنے فعل و عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ تم اس کی نعمتوں کا اظہار زبان سے (کہہ کہہ کر) کیا کرو اور عملی طور پر مبتذل و بدحال نظر آؤ.....!

۱۴۲ امیر المومنینؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا کہ... میں تمہیں خوف خدا کی، نماز کو بروقت ادا کرنے کی، اور زکوٰۃ کی برمحل ادائیگی کی وصیت و سفارش کرتا ہوں اور (اسی طرح) تمہیں وصیت و سفارش کرتا ہوں (کسی کی غلطی اور) گناہ کو معاف کر دینے کی، غصہ پی جانے کی صلہ رحم (رشتے داری برقرار رکھنے) کی، جاہل کے مقابلے میں بردباری کی، دین کو فہم اور سمجھ کے ساتھ حاصل کرنے کی اور کسی کام کے لئے مشورہ کرنے اور اس کی حقیقت کی جستجو کی (یعنی کسی کام کی حقیقت کی تلاش و جستجو میں ثابت قدمی اور جلد بازی نہ کرنے کی) اور قرآن مجید کی حفاظت اور اس کی دیکھ بھال کی، ہمسایوں سے حسن سلوک کی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی، اور تمام برائیوں اور فواحش سے کنارہ کشی کی، اور ہر اس کام سے اجتناب و پرہیز کی جس کام میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو،!!

۱۴۳ آپؑ نے فرمایا کہ دنیا چار "۴" (لوگوں) کے سہارے قائم و استوار ہے:

ا۔اس عالم کے سہارے جو اپنے علم پر عمل پیرا ہو.....،

۲۔اس ''دولت مند'' کے سہارے جو نیکی کے لئے سخاوت کرتا ہو۔

۳۔اس ''جاہل'' کے سہارے جو علم حاصل کرنے سے تکبر نہ کرتا ہو۔

۴۔اور اس نادار ''فقیر'' کے سہارے جو اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے میں نہ بیچتا ہو۔ جب عالم اپنے علم کو معطّل و بے کار کر دے، دولت مند نیکی کی راہ میں خرچ کرنے سے باز رہے، جاہل حصول علم سے تکبر کرے، اور فقیر اپنی آخرت کو دنیا کے عوض بیچ ڈالے تو.... ان سب پر ہلاکت اور پھٹکار ہو!!

۱۴۴ جو شخص اپنے آپ کو ان چار باتوں سے روک سکے تو، وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کے ساتھ کبھی کوئی ناپسندیدہ و مکروہ واقعہ، پیش نہ آئے۔ آپؑ سے پوچھا گیا کہ، یا امیر المومنینؑ وہ کون سی ہیں؟ آپؑ نے فرمایا:

ا۔جلد بازی کرنا

۲۔جھگڑا کرنا۔

۳۔خود پسندی (تکبر وغرور)

۴۔اور (کسی کام میں) سستی (اور غیر ضروری تاخیر) کرنا۔

۱۴۵ آپ نے فرمایا: اللہ کے بندو یہ بات جان لو کہ تقویٰ مضبوط قلعہ ہے اور بدکاری (فسق و فجور) کمزور قلعہ ہے، جو اپنے رہنے والوں کے لئے مصیبتوں سے مانع اور رکاوٹ نہیں بنتے اور نہ اپنے اندر پناہ لینے والوں کو حفظ و امان میں رکھتے ہیں۔

آگاہ رہو! کہ تقویٰ کے ذریعے خطاؤں (گناہوں) کا زہر آلود ڈنک اکھاڑ پھینکا جاتا ہے.... اور اطاعت خداوندی کی راہ میں صبر کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کا انعام وثواب حاصل کیا جاتا ہے اور (اللہ پر) یقین کے سہارے انتہائی دور منزل تک پہنچا جا سکتا

ہے! بندگان خدا! جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو وسیلۂ نجات (تک رسائی) سے روکا نہیں بلکہ ان کو اس (وسیلۂ نجات) کی جانب رہنمائی کردی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں (اپنے دوستوں کو) ان کی نافرمانیوں کے سبب اپنی رحمت سے ناامید نہیں کیا تاکہ وہ (اگر گناہ کر بیٹھیں تو) توبہ کرلیں!

۱۴۶ خاموشی حکمت و دانش لئے ہوئے ہوتی ہے اور سکوت (چپ ہوجانا) سبب سلامتی ہے اور رازداری سعادت و خوش بختی کا ایک پہلو ہے۔

۱۴۷ سارے امور و معاملات تقدیر کے تابع ہیں یہاں تک کہ کبھی کبھی (پلاننگ، منصوبہ سازی اور) تدبیر کے نتیجے میں نقصان سے دوچار ہونا پڑ جاتا ہے۔

۱۴۸ کسی مرد کی شخصیت و وجاہت مکمل نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ وہ (اپنے دین کی) فقہ، فہم اور سمجھ حاصل نہ کرلے اور اپنے معاشی مسائل اور اخراجات زندگی میں میانہ روی اختیار نہ کرے اور جب بھی اس پر مصیبت نازل ہو تو صبر کرے اور اپنے بھائیوں دوستوں کی جانب سے پہنچنے والی تلخی کو بھی شیریں سمجھے۔

۱۴۹ آپؑ نے پوچھا گیا کہ (مُـرُوءۃ) مردانگی و وجاہت کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ تم کوئی ایسا کام بھی چھپ کر نہ کرو جس کو علی الاعلان کرنے سے تمہیں شرم آتی ہو!

۱۵۰ گناہ پر اصرار (بار بار کرتے رہنے) کے ساتھ گناہ کی بخشش چاہنا خود ایک نیا گناہ ہے!

۱۵۱ تم جس کی عبادت کرتے ہو اس کی معرفت کو دل میں جگہ دو تاکہ تم جس کو پہچانتے ہو اس (کی عبادت) کے لئے تمہارے اعضاء و جوارح کو حرکت دینا تمہارے لئے سودمند و نفع بخش ثابت ہو!

۱۵۲ دین کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنالینے والا تو دین کے ذریعے بس اتنا ہی فائدہ اٹھالیتا ہے جتنا وہ کھا پکا لیتا ہے...!

۱۵۳ ایمان کا مطلب قابل قبول بات قابل عمل کام اور وہ معرفت اور پہچان ہے جس تک عقل کے سہارے پہنچا جا سکے!

۱۵۴ ایمان کے چار ستون ہیں:

''توکل''، اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ اور اپنے کاموں کو اللہ کے سپرد کر دینا۔

''تفویض و تسلیم''، اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم و قبول کر لینا

''رضا'' اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا...!

اور کفر کے بھی چار ارکان و (ستون) ہیں:

۱۔(دنیاوی خوشیوں کی) رغبت......!

۲۔(دنیاوی مسرتوں کے چھن جانے کا) خوف........!

۳۔غصہ......!

۴۔اور شہوت (نفسانی).........!

۱۵۵ آپؑ نے فرمایا جو شخص دنیا میں پارسائی اور زہد اختیار کرے، دنیاوی ذلت و رسوائی پر بے تابی کا اظہار نہ کرے اور دنیاوی عزت کی خاطر کسی سے مقابلہ یا رقابت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کسی مخلوق کے واسطے اور ذریعے کے بغیر ہی کر دے گا اور کسی اور کی شاگردی کے بجائے اسے خود ہی (بلاواسطہ) علم سے نواز دے گا اور وہ شخص ایسا ہو جائے گا کہ حکمت و دانش اس کے سینے اور دل میں جگہ بنا لے گی اور اللہ اس علم و حکمت کو اس کی زبان پر جاری و ساری کر دے گا!!

۱۵۶ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے اس سے خالصتاً رازِ دُروں کا معاملہ یا سودا کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنی خالص جزا سے نوازتا ہے (نتیجتاً) ان لوگوں کے نامۂ اعمال قیامت کے روز خالی ہی پہنچیں گے جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے کیے جائیں گے تو

اللہ تعالیٰ ان کے (خالی) نامہ اعمال کو ان رازدارانہ سودوں اور معاملوں (کے ثواب) سے بھر دے گا..جو ان بندوں اور اللہ کے درمیان ہوئے تھے!!

۱۵۷ اپنے اخلاق و عادات کو خوبیوں کا تابع بناؤ، اسے بزرگیوں اور کرامتوں کی جانب کھینچ کر لاؤ، اپنے نفس کو حلم و بردباری کی عادت ڈالو اور اس ایثار کو اپنے نفسوں پر مقدم رکھو، جس ایثار و قربانی کو مقدم رکھنے (اور ترجیح دینے) سے تمہارے نفوس تمہیں باز رکھتے ہیں، لوگوں سے (سودا کرتے وقت ضرورت سے زیادہ شک اور) باریک بینی سے کام نہ لو.....اور پست و ذلیل کاموں سے تغافل اختیار کر کے اپنی قدر و قیمت کو بڑھاؤ اور وہ کمزور و ضعیف لوگ جو تمہاری مدد کے منتظر اور امیدوار ہیں اگر تم ان کی امید پر کما حقہ پورے نہ اتر سکو تو تب بھی تم اپنے عہدے، مرتبے اور شخصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کمزوروں کی اتنی مدد ضرور کرتے رہو کہ....جس سے ان کی جان بچ جائے اور وہ امور جو تم سے پوشیدہ و نہاں رکھے گئے ہیں ان کے بارے میں، تجسّس میں نہ پڑا کرو...!ورنہ تمہارا یہ تجسس تم سے بہت سی چیزوں کے چھپا لئے جانے کا باعث بن جائے گا.....! جھوٹ بولنے سے اپنے آپ کو بچائے رکھو کہ قدر و قیمت کے لحاظ سے یہ پست ترین عادات میں سے ہے اور یہ ایک نوع کی بدکلامی اور گالی ہے اور ایک قسم کی خساست و کمینگی ہے....اور غیر متعلق باتوں اور بے کار کاموں کے لئے جدوجہد سے چشم پوشی کر کے اپنے آپ کو لائق احترام و تکریم بناؤ.....!

۱۵۸ .....امیر المومنینؑ نے فرمایا: موت کے وقت کا معین (و مقرر) ہونا خود بہترین حفاظتی قلعہ ہے، انسانوں میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کی حفاظت کے لئے اس کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ''فرشتے'' مقرر نہ ہوں...وہ کسی کنویں میں نہ گر پڑے یا اس پر کوئی دیوار نہ گر پڑے....!یا اسے کوئی درندہ نقصان نہ پہنچائے...! مگر جب اس بندے کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے، تو یہ (محافظ فرشتے) اس شخص کو.....اس حادثے اور اس کی اجل (موت) کے درمیان (تنہا) چھوڑ دیتے ہیں!!!

❁❁❁❁❁

فرقۂ ''مُرجِئَہ''

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۶ پر فرقۂ مرجئیہ کے بارے میں مولائے کائنات علیہ السلام نے فرمایا:

''اپنے، بچوں کو وہ باتیں (عقائدحقہ) سِکھادو، جن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ انہیں فائدہ پہنچائے......تاکہ (فرقۂ) ''مُرجئہ'' اُن پر (اپنے عقائدوافکارِ باطلہ تھوپنے میں) غالب نہ آسکے......!''

فرقۂ ''مُرجِئَہ'' کا آغاز ظہور:

یہ فرقہ اس دور کی پیداوار ہے جب مسلمانوں میں ''مرتکبِ کبائر'' کا مسئلہ چھیڑا گیا کہ.........جو کبائر کا مرتکب ہوجائے ......کیا وہ مومن ہے یا غیر مومن؟ خوارج اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ معتزلہ کہتے تھے اسے مومن تو نہیں البتہ مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ حسن بصری اور تابعین کا ایک گروہ اسے منافق تصور کرتا تھا۔ اس لئے کہ اعمال، قلبِ انسان کا مظہر ہیں۔ زبان سے ایمان کا پتہ نہیں چلتا۔ جمہور مسلمین کہتے ہیں کہ وہ گنہگار مومن ہے۔ اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اگر چاہے اسے عذاب دے اور اگر چاہے معاف کردے۔

انہی اختلافات کے دوران اس فرقہ نے ببانگِ دہل یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ ''ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا، جس طرح کفر کی موجودگی میں طاعات وعبادات بے اثر ہیں''

مرجئیہ کا اطلاق دو فرقوں پر ہوتا ہے:

ا: وہ فرقہ جو صحابہ کے باہمی اختلافات اوران منازعات کے بارے میں جواموی عہد میں ظہور پذیر ہوئے غیر جانبدار تھا۔

۲:   وہ فرقہ جو یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ کفر کے ماسوا اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کردے گا، لہٰذا ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت کا کوئی نقصان نہیں، جیسے کفر کی موجودگی میں طاعت کا کوئی فائدہ نہیں۔

بعض علماء نے مرجئیہ کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے:

الف: مرجئۃ السنّت: ان کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ گناہ کے مرتکب کو گناہوں کے مطابق سزا دی جائے گی اور دائمی جہنمی نہیں ہے۔اس بات کا بھی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اس کی مغفرت فرمائیں اور وہ سزا سے بچ جائے۔کثیر جماعت اس زمرے میں داخل ہے۔

ب: مرجئۃ البدعت: یہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کی موجودگی میں معصیت سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے جس طرح کفر کے ہوتے ہوئے طاعات و عبادات بے اثر ہیں۔اکثر علماء کے نزدیک یہی فرقہ مرجئہ کے نام سے مخصوص ہے۔یہ سب لوگوں کے نزدیک قابلِ مذمت فرقہ ہے۔